مرضِ عشق

از قلم فرواخالد

"حشمت خانزادہ کی پوتی نیمل یوسف خانزادہ کو خون بہا کے بدلے نواز شاہ کی پوتے سعدان شاہ کے نام لگا کر اس دشمنی کو یہی ختم کیا جاتا ہے۔۔۔"

وقت کے ظالم حکمرانوں کو ایک لمحہ لگا تھا کسی جیتے جاگتے انسان کو زندہ درگور کرتے ہوئے۔۔۔

خانزادہ مینشن کا ہر فرد پوری طرح سے آنسوؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ سب سے بری حالت تو اس وقت نیمل یوسف کی تھی۔۔ جسے بنا کسی قصور کے قربان کردیا گیا تھا۔۔

جو لڑکی اپنے ناخنوں کی نیل پالش تک کسی اور کی چوائس کی نہیں لگاتی تھی۔۔۔ اس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ اتنی بے دردی سے سنا دیا گیا تھا۔۔ جب اس کے ساتھ یوں جانوروں کی طرح کا سلوک ہی کرنا تھا تو اسے اتنی آزادی دی ہی کیوں گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اپنی ماں کے گلے لگتے سیاہ شال میں لپٹا نیمل کا نازک وجود شدت سے رونے کی وجہ سے گہرے جھٹکوں کے زیر اثر تھا۔۔۔ وہ لڑنا چاہتی تھی۔۔۔ اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا چاہتی تھی۔۔ مگر اس کے ہر احتجاج کو ایک قسم نے دبا دیا تھا۔۔

اس کو کسی کی آہوں اور سسکیوں نے باندھ دیا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر لگی تھی جب نیمل نے نکاح پر دستخط کرتے اپنی زندگی کی تمام اختیارات کسی اجنبی کو سونپ دیئے تھے۔۔۔

جو اس کے لیے بالکل اجنبی تھا۔۔۔

سعدان شاہ۔۔۔

شاہ ولا کا مرد تھا وہ۔۔

پھر وہ کیسا ہو سکتا تھا نیمل کو یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔۔ نیمل اپنی قسمت کی اس ستم ظریفی پر خود پر ترس کھانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"بہت اونچی جگہ جا رہی ہو۔۔۔ اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرنا۔۔۔ اگر سعدان شاہ کے دل میں جگہ بنا لی نا تو شاہ محل کی

ملکہ بن کر رہو گی۔۔۔ اس کی پیروں میں گر جانا اس کی باندی

بن جانا۔۔۔ بس کچھ بھی کرنا۔۔

تمہیں جو اتنا پڑھا لکھا کر سمجھداری کے سبق پڑھائے ہیں۔۔ اب

انہیں استعمال کرنے کا بالکل ٹھیک وقت ہے۔۔۔ نہ ہی عقل کی

کمی ہے تمہارے پاس نہ ہی عقل کی۔۔۔ اپنا داؤ کھیلنا اور جیت کر

لوٹنا۔۔۔ اگر ناکام رہی تو نہ اس خاندان میں تمہاری جگہ رہے گی

اور نہ ہی اس خاندان میں۔۔۔۔"

نیمل کو اپنے سینے میں بھینچے سکینہ بیگم سرگوشی میں بولتیں نیمل

کے کانوں میں بہت کچھ انڈیل گئی تھیں۔۔۔

ان کے لہجے میں ایک محسوس کی جانب والی چبھن اور کاٹ تھی۔۔۔

ان کے سینے سے جدا ہوتے نیمل نے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

نیمل کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔۔۔ جسے صرف سکینہ بیگم کے سوا وہاں کوئی سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شہر کے سب سے بڑے اور عالیشان بنگلے میں رحمٰن کیانی کی جانب سے دی گئی پارٹی عروج پر تھی۔۔۔ جس میں شہر کے تمام امراء نے شرکت کی تھی۔۔۔ رحمٰن کیانی کو ہمیشہ کی طرح اپنے بزنس میں بہت زیادہ فائدہ ہوا تھا۔۔

انہیں ایک بہت بڑا پروجیکٹ ملا تھا۔۔۔ جس سے آنے والے وقتوں میں انہیں اربوں کھربوں کا فائدہ پہنچنا تھا۔۔

رحمٰن کیانی اپنی لاڈلی بیوی نیلم کو لے کر اس پارٹی میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ ان کے بائیں جانب ان کا خاص آدمی فیروز جبکہ پیچھے دو گارڈز چل کر آرہے تھے ۔۔۔ جیسے جیسے ان کی دولت اور شہرت کین اضافہ ہورہا تھا۔۔۔ ویسے ہی ان کے دشمنوں میں بھی اضافہ ہورہا تھا۔۔ اس لیے اپنی سیفٹی کی خاطر وہ ہمیشہ یہ اقدامات کرتے تھے ۔۔

ان کے ساتھ چلتا ان کا خاص آدمی فیروز ان کا رائٹ ہینڈ تھا۔۔۔ جو صرف ان کی حفاظت ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔ بلکہ انہیں

ہر مشکل وقت اور کشمکش میں مبتلا دیکھ ان کو مفید مشوروں سے نواز کر ان کی پریشانی دور بھی کرتا تھا۔۔

وہ ان کا سیکورٹی ہیڈ بھی تھا۔۔ ایک طرح سے یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ رحمٰن کیانی کی کامیابی میں فیروز کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔۔۔ جس نے بہت بار اپنی جان پر کھیل کر ان کی حفاظت کی تھی۔۔۔

"کیانی صاحب بہت بہت مبارک ہو آپ کو ۔۔ بہت خوشی ہوئی آپ کو مزید کامیاب ہوتے دیکھ۔۔۔"

رحمٰن کیانی ہر بار اپنی کامیابی پر اپنے بزنس مخالفین کو بھی مدعو کرتے تھے۔۔ تاکہ وہ اپنے سب دوست اور دشمنوں کے ساتھ مل کر اس خوشی کو سیلبریٹ کر سکیں۔۔۔

اس وقت بھی ان کا سب سے بڑا مخالف شمشیر خان ان کے قریب آتے بولا تھا۔۔۔

اس کی بات کے جواب میں رحمٰن کیانی نے صرف اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا تھا۔۔۔

"لگتا ہے یہ کامیاب ترین انسان آج پھر اپنی بیٹی کو بے ہوشی کے انجکشن دے کر سلا آیا ہے۔۔۔ تاکہ اس پاگل کی آواز یہاں تک نہ پہنچ سکے۔۔۔۔"

شمشیر خان طنز کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔ جبکہ اس کے الفاظ رحمٰن کیانی کو شدید طیش میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔

"میری بیٹی پاگل نہیں ہے۔۔۔"

رحمٰن کیانی کا دل چاہا تھا کھینچ کر ایک تھپڑ اس شمشیر خان کے منہ پر مارتے اسے اچھے سے سمجھا دے کہ وہ کیا بکواس کر رہا ہے۔۔۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔ آپ تو یہی کہیں گے نا کیانی صاحب۔۔۔ مگر جس لڑکی کو زنجیروں میں باندھ کر ایک کمرے میں قید کر کے رکھا جائے تو اس لڑکی جو پاگل ہی کہتے ہیں۔۔ میری

ڈکشنری میں۔۔۔ کیوں ٹھیک کہا نا میں نے مسز نیلم رحمٰن۔۔۔

آپ تو ایگری کریں گی میری بات سے۔۔۔۔"

شمشیر خان بھلا کہاں چپ رہنے والا تھا۔۔۔

اس نے اب کی بار اپنی بات میں نیلم بیگم کو بھی لپیٹا تھا جو اپنی ساڑھی کا پلو درست کرتیں اس ٹاپک سے کی کافی اکتائی سی لگ رہی تھیں۔۔۔

مگر شمشیر خان کے اچانک گفتگو میں یوں گھسیٹنے پر وہ گڑبڑا سی گئی تھیں۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے مسٹر شمشیر۔۔۔ آپ کو یقیناً کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔"

نیلم بیگم ٹشو کی مدد سے اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے بولی تھیں۔۔۔ جبکہ ان کی بات پر شمشیر خان اپنے چہرے پر بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے آپ کہتی ہیں تو مان لیتے ہیں میڈم۔۔۔۔ ویسے ہماری معلومات ایک دم ٹھیک ہی ہوتی ہیں۔۔ مگر آپ کا گھر، آپ کی بیٹی اور آپ کی زنجیریں۔۔ ہم بھلا کون ہوتے ہیں مداخلت کرنے والے۔۔۔۔"

شمشیر خان رحمن کیانی کی جان طنزیہ نگاہوں سے دیکھتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ اب رحمٰن کیانی کا موڈ بہت سخت آف ہو چکا تھا۔۔

"آدمی ایسی بکواس کیوں کر کے گیا ہے۔۔۔۔"

رحمٰن کیانی نے پیشانی مسلتے کہا تھا۔۔

"بکواس کررہا ہے۔۔۔ آپ کی خوشی دیکھی نہیں جارہی اس سے۔۔۔ اس لیے آگیا رنگ میں بھنگ ڈالنے۔۔۔۔"

نیلم بیگم نے شوہر کو کول ڈاؤن کرنا چاہا تھا۔۔

ان کے عین پیچھے کھڑا فیروز خاموشی کے ساتھ سب دیکھ اور سن رہا تھا۔۔۔ مگر ہمیشہ کی طرح خود سے کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت بھی اپنی روٹین کے مطابق سیاہ جینز اور شرٹ میں ملبوس بالوں کو پیچھے کی جانب سیٹ کیے وہ مستدی سے کھڑا تھا۔۔

وہ اس رف اور ٹف حلیے میں بھی سب کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔۔۔

ہمیشہ ہر پارٹی میں فیروز بھی پوری طرح سینٹر آف اٹینشن بنا رہتا تھا۔۔۔ بہت سے لوگوں نے اسے اپنے پاس لانے کے لیے اپروچ کیا تھا۔۔۔ مگر فیروز کا ایک ہی کہنا تھا وہ رحمٰن کیانی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

وہ ایک جانب کھڑا چاروں طرف نگاہیں دوڑا رہا تھا۔۔۔ اس پارٹی کا ارینج رحمٰن کیانی کے گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔۔

جب اچانک فیروز کی نظر سیاہ لباس میں ملبوس اندھیرے کا حصہ بن کر کیانی ہاؤس کے اندر داخل ہوتے انسان پر پڑی تھی۔۔

جو نجانے کیسے گارڈز سے چھپ کر مین گیٹ سے اندر داخل ہوتا اب کیانی ہاؤس کے مین دروازے کو بھی کھول چکا تھا۔

فیروز کی آنکھوں میں سرد پن چھا گیا تھا۔۔۔

بھلا ایسا کون سا انسان تھا۔۔۔ جس نے یوں چھپ کر یہاں تک آنے کی غلطی کی تھی۔۔۔

فیروز تیز قدموں سے اس جانب بڑھا تھا۔۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا اب تک اندر داخل ہو کر بڑے سے بنگلے کی تاریکیوں میں پوری طرح سے گم ہوچکا تھا۔۔۔

فیروز نے نہ تو لائٹس آن کی تھیں۔۔۔ اور نہ ہی باقی گارڈز کو الرٹ کیا تھا۔۔۔ وہ جو بھی انسان تھا وہ اکیلا وہاں داخل ہوا

تھا۔۔ تو فیروز بھی اس کے ساتھ اکیلے ہی مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

فیروز کی نگاہیں اندھیرے میں اس انسان کو کھوج رہی تھیں۔۔۔

جب اسے داہنی جانب بنی رحمٰن کیانی کی سٹڈی میں سے آہٹ کی آواز آئی تھی۔۔

جس کا مطلب تھا وہ جو کوئی بھی انسان تھا۔۔۔ وہ اس وقت اس کی آمد سے باخبر اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھا۔ اس نے چھپنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

فیروز بھی جلدی سے سٹڈی کے اندر داخل ہوا تھا۔۔ قدموں کی بھاری چاپ پر وہاں پہلے سے موجود انسان الرٹ ہوتا ایک جانب چھپ گیا تھا۔۔۔

سٹڈی کافی وسیع و عریض تھی۔۔۔ جہاں ایک جانب آرام دہ بیڈ بھی رکھا گیا تھا۔۔۔

فیروز نے بنا لائٹس آن کیے اندر داخل ہوکر دروازے کو لاک لگا دیا تھا۔۔۔

"اب چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ باہر آجاؤ۔۔۔۔۔اب تم نہیں بچ سکتے مجھ سے۔۔۔"

فیروز کی گھمبیر آواز پوری سٹڈی میں گونجتی وہ چھپے نفوس کی پیشانی پر بل واضح کر گئی تھی۔۔۔

مگر اس نے نکل کر سامنے آنے کی حماکت بالکل بھی نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ پکڑے جانے پر اس شخص نے بالکل بھی نہیں بخشنا تھا۔۔۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔۔ سامنے آجاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔"

فیروز نے دوبارہ وارننگ دی تھی۔۔۔

مگر وہ وجود اپنی جگہ سے ٹس سے مس بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے فیروز نے اپنا ہاتھ سوئچ بورڈ کی جانب بڑھا کر

لائٹس آن کر دی تھیں۔۔۔ جس نے ساتھ ہی ہوتی سٹڈی

روشنیوں میں نہا گئی تھی۔۔۔

مگر اس انسان نے چند سیکنڈز میں ہی سٹڈی کی جو حالت کی تھی

وہ دیکھ کر فیروز کے چہرے کے تاثرات مزید بگڑ گئے تھے۔۔

تمام دراز کھلے ہوئے تھے۔۔ اور ان میں موجود چیزیں باہر

بکھری پڑی تھیں۔۔۔ جبکہ ٹیبلز پر رکھی فائلز میں سے کچھ کے

پیجز پھٹے پڑے تھے۔۔۔ جبکہ کچھ کو زمین پر پھینکا گیا تھا۔۔۔

وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ وہ جو کوئی انسان بھی تھا وہ رحمٰن کیانی کی

کوئی اہم فائل چرانے آیا تھا۔۔۔ اور اس کی ساکھ کو نقصان

پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"بہت بہادری دکھائی ہے تم نے یہ سب کر کے۔۔۔ مگر اب تمہاری ساری بہادری مار مار کر نکال نہ دی تو میرا نام بھی فیروز نہیں۔۔۔۔"

فیروز چاروں جانب نگاہیں دوڑاتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ جیسے پورا یقین ہو کہ وہ نفوس وہی چھپا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب موجود انسان کے چہرے پر ہوائیاں پھیل گئی تھیں۔۔۔ اسے کسی طرح منظور نہیں تھا کہ یہ شخص اسے دیکھے۔۔

اس بالکل اندازہ نہیں تھا کہ پارٹی میں مصروف ہونے کے دوران بھی اس شخص کی نگاہیں چاروں جانب تھیں۔۔۔

اس سے پہلے وہ وہ سر پر پہنچ کر اسے دیکھ لیتا۔۔۔

اس خوف سے زرد پڑتے وجود کی نظر اچانک اپنے پیچھے دیوار میں سے گزرتی وائر ہو پڑی تھی۔۔۔ جو باہر کی جانب نکلی ہوئی تھیں۔۔۔

نجانے اس کے دماغ میں اچانک کیا آیا تھا کہ اس نے اپنی پاکٹ سے کٹر نکالتے ان وائرز کو کاٹ دیا تھا۔۔۔ جس کے ساتھ کی پورا کمرہ واپس سے اندھیروں میں ڈوب گیا تھا۔۔۔

اس نفوس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ اب اس کا بنا شناخت کے یہاں سے نکل کر جانا آسان ہوچکا تھا۔۔

اندھیرے کا سہارا لیتے اس نے وہاں سے اٹھنا چاہا تھا مگر اس نے ابھی دو قدم ہی بڑھائے تھے جب اسے اپنی نازک کلائی فیروز کی آہنی سخت گرفت میں قید ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

بہت مشکل سے اس نے اپنے ہونٹوں کو میچتے درد کے مارے نکلتی نسوانی چیخ کا گلا گھونٹا تھا۔۔

"تمہیں یہ کیوں لگا کہ تم چھپ کر کیانی ہاؤس میں داخل ہوگئے اور فیروز سے بچ جاؤ گے۔۔۔"

اس کی نازک ملائم کلائی فیروز کو بھی کنفیوز کر گئی تھی۔۔ کیونکہ اتنی نرم کلائی کسی مرد کی تو ہو ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

فیروز نے اندھیرے میں ہی ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے اور سر پر لپٹا رومال کھینچ لیا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کے بالوں کا جوڑا کھلتا فیروز کے ہاتھ کو اپنے اندر ڈھانپ گیا تھا۔۔

جہاں مقابل موجود لڑکی کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔ وہیں فیروز کا دماغ بھی پوری طرح سے گھوم گیا تھا۔۔۔

یہ لڑکی کون تھی۔۔ اور اس طرح چھپ کر یہاں کیا لینے آئی تھی۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔۔؟؟"

اس کے انہیں بالوں کو اپنی مٹھی میں مقید کرتے وہ اسے اپنے قریب لاتے بولا تھا۔۔۔

جبکہ اس شخص کی جنگلیوں جیسی پکڑ پر اس لڑکی کے ہونٹوں سے تکلیف کے مارے کراہ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس نے زبان سے کچھ کبھی بولنے کی حماکت نہیں کی تھی۔۔۔

وہ خود کو مسلسل فیروز کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔ اس نے دو بار زور دار پنچ بھی فیروز کے پیٹ میں رسید کیے تھے۔۔۔ مگر اس شخص کی گرفت زرا سی بھی کمزور نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔

جب اچانک اس کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا تھا۔۔۔ وہ پہلے سے جانتی تھی کہ اس کا سامنا یہاں فیروز سے ہوسکتا تھا۔۔۔ اس لیے وہ اپنا پورا بندوست کرکے آئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک انجکشن نکالا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھتا وہ لڑکی ہاتھ میں پکڑا انجکشن فیروز کے بازو میں کھونپ دیا تھا۔۔۔

فیروز کہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ لڑکی اتنی پلاننگ اور تیاری کے ساتھ آئی ہو گی۔۔۔

وہ انجکشن اتنا پاور فل تھا کہ فیروز کو اپنے حواس منجمد ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ اس کی گرفت اس لڑکی کے وجود پر ڈھیلی پڑ چکی تھی۔۔۔

وہ پورے قد کے ساتھ سر کے بل پیچھے جا گرتا جب اسی لڑکی نے بمشکل فیروز کو سہارا دیتے بیڈ کی جانب دھکیل دیا تھا۔۔

فیروز سیدھا بیڈ پر جا گرا تھا۔ فیروز کے آہنی ہاتھ کی گرفت

اب بھی اس کی کلائی پر تھی۔۔۔ جیسے ہی وہ پیچھے گرا وہ لڑکی

بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ پاتے اس کی جانب سے ہونے والے

کھنچاؤ کے نتیجے میں وہ سیدھی اس کے اوپر جاگری تھی۔۔۔

اندھیرے اور مقابل کے ہوش و حواس سے بیگانہ ہونے کے

باوجود بھی یوں اوپر گرنے کی وجہ سے اس لڑکی کا چہرا شرم و

خفت سے لال ہوا تھا۔۔۔

وہ فوراً اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کرواتی دھڑکتے دل کے

ساتھ اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

اور جلدی سے اس کی مٹھی میں جکڑا اپنا سکارف لیتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی اپنی مطلوبہ فائل کو دیکھ اس لڑکی کے چہرے پر ایک آسودگی بھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔۔۔

"تمہارا مضبوط سے مضبوط ترین سیکیورٹی سسٹم صرف میں توڑ سکتی ہوں فیروز خان۔۔۔ مجھ سے تو بچ کر ہی رہنا تم۔۔۔"

دل ہی دل میں فیروز سے مخاطب ہوتی وہ اپنی اس چھوٹی سی کامیابی پر خوش ہوتی جھوم رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم میری زندگی کی سب سے اہم ضرورت ہو۔۔ تم ہو تو میں ہوں۔۔۔ تمہارے بغیر یہ زندگی بہت ہی بے رونق اور ویران سی ہے میرے لیے۔۔۔ ایک تم ہی حقیقت ہو میری زندگی کی باقی سب فریب ہے۔۔۔ کیا یہ خوبصورت سی لڑکی میری زندگی میں شامل ہو کر اسے خوشیوں سے بھر سکتی ہے۔۔۔ پلیز انکار مت کرنا ورنہ تمہارا یہ دیوانہ زندہ نہیں رہ پائے گا۔۔۔"

ایک نہایت ہی خوبصورت سے جزیرے پر سمندر کے ٹھاٹھے مارتے پانی کے بیچ، اردگرد کھڑے لاتعداد لوگوں کے درمیان وہ پرنس چارمنگ اس کے قدموں میں جھکا اپنے دل کی بات کہتا اسے کی جانب نہایت ہی خوبصورت سی رنگ بڑھاتا اسے شادی کے لیے پروپوز کر رہا تھا۔۔۔

اس نے آج تک جتنے بھی پروپوزل دیکھے تھے۔۔۔۔ یہ ان میں سے سب سے زیادہ بیسٹ تھا۔۔۔

وہ مقابل کے سحر میں گرفتار اس کی اپنے لیے بے پناہ محبت دیکھ ایسے ہی کھوئی ہوئی تھی۔۔۔ جب اچانک اس کے سر پر کسی نے پانی کا پورا جگ انڈیلتے اس کے خوابوں کو اس ٹھنڈے ٹھار پانی میں بھیگو کر رکھ دیا تھا۔۔۔

"یا وحشت۔۔۔ یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔۔۔ اس طرح کون جگاتا ہے بھلا کوئی کسی کو۔۔۔ تم ساری زندگی جنگلی ہی رہنا۔۔۔۔"

نیمل جو اپنے سب سے پسندیدہ خواب کے زیر اثر ابھی اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔ خود پر انڈیلنے جانے والے اس

پانی پر خونخوار نگاہوں سے سامنے کھڑی جیا کو گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔

جس نے نہ صرف اتنی ٹھنڈ میں اسے بھگو دیا تھا۔۔ بلکہ اس کے اتنے اچھے خواب کو بھی پورا نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

"تو نیمل یوسف خانزادہ اور کس طریقے سے اٹھنا پسند کرتی ہیں۔۔۔ پچھلے ایک گھنٹے سے تمہیں پیار سے ہلا ہلا کر تھک گئی ہوں۔۔۔ میڈم نجانے اپنے کونسے محبوب کے پروپوزل میں کھوئی اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔۔

اس لیے مجھے یہ کام کرنا پڑا۔۔۔"

جیا اس کے اوپر سے کمبل کھینچتی اسی کے انداز میں زچ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے مطابق نیمل کو اٹھانا دنیا کا سب سے زیادہ مشکل ترین کام تھا۔۔۔

"جس کے پاس تم لوگوں جیسی کزنز ہوں۔۔۔ اس کے خواب بھلا پورے ہو بھی کیسے سکتے ہیں۔۔۔ کتنی اچھی جگہ پر تھی میں۔۔ بس انگوٹھی تھام کر اس کا پروپوزل قبول کرنے کی والی تھی کہ تم لوگوں نے پھر سے اپنی منحوسیت دکھا دی۔۔۔"

نیمل آج ان سے اچھی خاصی چڑھی بیٹھی تھی۔۔۔

"بہن اگر خدا سے پناہ مانگو۔۔ اگر اصل زندگی میں کوئی اس طرح سے پروپوز کرنے پہنچ گیا نا تو چھتر پڑنے ہے سب گھر والوں سے۔۔۔"

شانزے نے بھی اس کے روم میں داخل ہوتے اس کا دل جلانے میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔۔

"بس تم لوگ اسی چھوٹی سوچ کے ساتھ ہی بیٹھی رہنا۔۔۔ مجھ مسکین کی زندگی کی صرف یہی تو ایک خواہش ہے کہ کوئی مائی کا لال مجھے پوری دنیا کے سامنے میرے قدموں میں بیٹھ کر مجھے پروپوز کرے۔۔۔ بعد میں میرے خاندان والے اس کے ساتھ جو بھی سلوک کریں یہ ان کی چوائس ہوگی۔۔۔ مگر میری خواہش تو پوری ہوجائے گی نا۔۔۔ مگر مجھے نہیں لگتا اس دنیا میں

تو کوئی ایسا مائی کا لال ملے گا مجھے۔۔۔ یہاں تو میرے لیے رشتہ لے کر آنے والے بھی میرے خاندان کی دہشت دیکھ دوبارہ پلٹ کر ادھر منہ نہیں کرتے۔۔۔۔ پروپوز کرنے کوئی بچارا کہاں آئے گا۔۔۔۔"

نیمل افسردگی سے بولتی اپنی قسمت کی ستم ظریفی پر دکھی ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ وہ دونوں اس کے انداز پر اپنا قہقہ نہیں روک پائی تھیں۔۔۔

"تمہیں دادی جان پچھلے ایک گھنٹے سے دس بار بلا چکی ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ خود تمہارے کمرے میں آکر تمہارے یہ سنہری خیالات سنیں۔۔۔ جلدی سے فریش ہوکر ان کے کمرے میں جاؤ۔۔۔"

جیا کی بات پر نیمل نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کیوں خیریت ہے۔۔۔؟؟ دادی جان صبح صبح کیوں بلا رہی ہیں مجھے۔۔۔"

نیمل الماری سے کپڑے نکالتے اب کے سنجیدہ ہوئی تھی۔۔

"ارشد ماموں بھی صبح سے آکر بیٹھے ہیں وہاں۔۔۔ یوسف چچا کو بھی بلایا گیا تھا۔۔ سب پتا نہیں کونسی کھچڑی پکا رہے ہیں مل کر۔۔۔ اسی لیے تو کہہ رہے ہیں جلدی سے فریش ہونے جاؤ وہاں ۔۔۔۔ تا کہ ہمیں بھی کچھ پتا چلے۔۔"

ان کی باتیں سن کر نیمل کے اندر بھی تجسس پیدا ہو چکا تھا۔۔

وہ جلدی سے فریش ہوتی بنا ناشتہ کیے اپنی دادی کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

پہلی بار ناک کرنے پر ہی اسے اندر بلا لیا گیا تھا۔۔۔

جہاں اس کے پیرنٹس کے ساتھ ساتھ اس کے تایا تائی، دادی جان کے چہیتے بھتیجے ارشد بھی موجود تھے۔۔۔

"دادی جان آپ نے بلایا مجھے۔۔۔۔"

نیمل نے اندر داخل ہوتے پوچھا تھا۔۔۔ دوپٹہ سر پر سجائے چہرا جھکائے کھڑی وہ ابھی کچھ دیر پہلے والی نیمل بالکل بھی نہیں لگی تھی۔۔۔

"ادھر آؤ میری دھی رانی۔۔۔۔"

سکینہ بیگم نے نہایت ہی محبت سے اسے اپنے پاس بلایا

تھا۔۔۔یہ ان کی لاڈلی اور چہیتی پوتی تھی۔۔۔ جو اپنی ہر خواہش

اپنی دادی سے ہی پوری کرواتی تھی۔۔۔ اس کا بے تحاشا حسن

اور معصومیت اسے اس کی تمام کزنز میں نمایاں کرتی تھی۔۔۔

صرف حسین ہی نہیں وہ بہت زیادہ ذہین بھی تھی۔۔۔ اس نے

اپنی دادی کی مدد سے ہی گاؤں میں رہتے ہوئے بھی بی اے کر

لیا تھا۔۔۔

جس میں اس نے شاندار نمبروں سے کامیابی بھی حاصل کی

تھی۔۔۔

وہ اب آگے پڑھنا چاہتی تھی۔۔ لیکن اصل مسئلہ ہی یہ تھا کہ وہ یہاں حویلی میں رہ کر آگے نہیں پڑھ سکتی تھی۔۔۔

اسے اس کی خاطر شہر میں جاکر ہاسٹل میں رہ کر اپنی تعلیم مکمل کرنی تھی۔۔۔ جو ان کے خاندان کے سخت ترین قوانین کے مطابق ایسا ہو پانا ناممکن تھا۔۔۔

مگر نیمل نے ہار نہیں مانی تھی۔۔۔ وہ اپنی دادی کو بہت آرام سے راضی کرچکی تھی۔۔۔ سب پر بے جا کی پابندیاں لگانے والی سکینہ بیگم نیمل کے شہر جا کر پڑھنے پر خود ہی سب سے بڑی حمایتی تھیں۔۔۔ یہاں تک کے نیمل کے دل میں بھی یہ فتور انہوں نے ہی ڈالا تھا۔۔۔ ورنہ اس کے دماغ میں تو ایسا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔۔۔

"نیمل بیٹا اماں جان کے کسی فیصلے کو رد کر کے ہم کسی قسم کی گستاخی کے مرتکب نہیں ہوسکتے۔۔۔ وہ دل سے چاہتی ہیں کہ آپ کی یہ خواہش پوری ہو اور آپ آگے پڑھنے کے لیے شہر جاؤ۔۔۔ ہم سب کو اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ آپ وہاں جاکر بھی اپنے خاندان کے روایات اور رتبے کو مت بھولیں۔۔۔۔ اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے ہم سب کے سر جھکیں۔۔ یا ہمارے خاندان پر زرا سی بھی بات آئے۔۔۔۔"

نیمل کے تایا جان عباس خانزادہ نے اپنی بات کہتی نیمل کے جھکے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس پر اب خوشی بھرے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔

نیمل نے بے یقینی سے اپنے دادی جان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے ناممکن ترین بات کو اتنی آسانی سے ممکن بنا دیا تھا۔۔۔

نیمل کا دل خوشی سے ناچنے کو چاہ رہا تھا۔۔۔ اور اپنی پیاری دادی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔

"آپ بے فکر رہیں تایا جان۔۔۔ میں کبھی بھی ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔۔ جس سے میرے اپنوں کے سر جھکیں۔۔۔ اس خاندان کی عزت میرے لیے ہر شے سے اوپر ہے۔۔۔ اور جو اسے خراب کرنے کی کوشش کرے گا میں اسے بھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔"

نیمل کی نگاہیں اپنی دادی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

جو اس کی بات سن کر مسکرا دی تھیں۔۔۔ مگر ان کی آنکھوں کا سرد پن مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔

نیمل کا جواب سن کر وہ سب مطمئین ہوتے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

"تھینکیو سو مچ دادی جان آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔ آئی لو یو سو مچ۔۔۔"

نیمل سکینہ بیگم کے سینے سے لگی خوشی سے چور لہجے میں بولتی ان کے ہونٹوں کی مسکراہٹ مزید گہری کر گئی تھی۔۔

"دادی اتنا پڑھا اس لیے نہیں رہی کہ تم پھر دادی کے سامنے ہی انگریزی میں پٹر پٹر کرو۔۔۔"

اس کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ پر سکینہ بیگم اسے گھورتے ہوئے بولی تھیں۔۔ جس پر نیمل کھکھلا کر ہنس دی تھی۔۔۔

"آپ میری بیسٹ فرینڈ ہیں دادی جان۔۔۔ اور اللہ آپ جیسی دوست سب کو دے۔۔۔ آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔"

نیمل کی ایکسائٹمنٹ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

وہ اس حویلی کی چار دیواری سے نکل کر باہر کی دنیا میں پہلی بار قدم رکھنے والی تھی۔۔۔ اس کی اتنی خوشی تو بنتی ہی تھی۔۔۔۔

"دادی کا دیا ہر سبق یاد ہے نا تجھے۔۔۔ وہاں جاکر کیا کرنا ہے۔۔ تم پڑھائی کے ساتھ ساتھ وہاں ایک اور مقصد کے لیے بھی جارہی ہو۔۔۔ جسے تمہیں ہر حال میں پورا کرکے ہی لوٹنا ہو گا۔۔۔ عاطف نے مجھے ساری معلومات دی ہے۔۔۔ اس نے تمہارا اسی ہاسٹل اور یونیورسٹی میں داخلہ کروایا ہے۔۔ جہاں وہ موجود ہے۔۔۔"

سکینہ بیگم کی بات پر نیمل نے خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس کی خوشی کچھ حد تک مانند پڑی تھی۔۔۔

"کیوں کیا ہوا۔۔؟؟ سکینہ خانزادہ کی پوتی گھبرا رہی ہے اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے سے۔۔۔"

سکینہ بیگم نے نیمل کی ٹھوڑی سے چہرا تھام کر اوپر اٹھاتے پوچھا تھا۔۔

"تمہارے چہرے کی یہ معصومیت اور دلکشی کسی کو بھی گھائل کر سکتی ہے۔۔۔ آرام سے اپنے فریب میں پھنسا سکتی ہے۔۔۔ تمہیں بھلا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے میری پیاری دھی رانی۔۔۔ زہانت تو ویسے بھی تم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔۔۔"

سکینہ بیگم نے نیمل کا حوصلہ بڑھایا تھا۔۔

"دادی جان آپ فکر مت کریں۔۔۔ آپ کی پوتی آپ کو کبھی مایوس نہیں ہونے دے گی۔۔۔ اپنے اتنے سارے پوتے پوتیوں

میں آپ نے مجھے چنا ہے۔۔۔ میں آپ کا یہ مان ضرور رکھوں گی۔۔ اور آپ کا بدلہ پورا کر کے رہوں گی۔۔۔"

نیمل سکینہ بیگم کے دونوں ہاتھ چومتی عقیدت بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

نیمل بچپن سے لے کر اب تک اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ اپنی دادی کے پاس ہی رہی تھی۔۔۔ اس کی پرورش اس کی دادی نے کی تھی۔۔۔ اسے ہر وہ بات سکھائی تھی جو آگے چل کر ان کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے معاون ثابت ہو سکتی تھی۔۔۔

اور آج وہ اسے اپنی مرضی کا انسان بنانے میں کامیاب ہوچکی تھیں۔۔۔ جیسا وہ چاہتی تھیں ان کی پوتی ویسا ہی سوچتی اور کرتی بھی تھی۔۔۔

نیمل ان کی کہی ہر بات پر لبیک کہتی تھی۔۔۔

اس وقت بھی وہ ان کی جانب سے دی گئی نصیحت اچھے سے سمجھتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

کل اس نے شہر کے لیے نکلنا تھا۔۔۔ اور یونیورسٹی میں بھی اس کا پہلا دن تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

بڑے سے اصطبل میں اس وقت ہر نسل اور رنگ کے بہت ہی خوبصورت گھوڑے کھڑے تھے۔۔۔ اور ان کی دیکھ بھال کے لیے ان سے چار گنا زیادہ ملازمین کی فوج رکھی گئی تھی۔۔۔ جن کا کام پورا وقت انہیں گھوڑوں کے ساتھ رہنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا تھا۔۔۔

ان گھوڑوں کے حوالے سے زرا سی بھی لاپرواہی برتنے کی اجازت کسی کوئی بھی نہیں تھی۔۔۔ شاہ محل میں مکین افراد کے ساتھ لاپرواہی برتی جا سکتی تھی مگر ان گھوڑوں کے ساتھ بالکل بھی نہیں۔۔۔ کیونکہ یہ گھوڑے سعدان شاہ کے چہیتے تھے۔۔

وہ شہر سے جب بھی آتا تھا زیادہ وقت اصطبل میں ہی گزارتا

تھا۔۔۔

جس سے اس کے سب گھر والوں کو اس سے بہت زیادہ شکایت

بھی رہتی تھی۔۔ مگر وہ ایسا ہی تھا۔۔۔ کم بات کرنے والا اور

اپنے کام سے کام رکھنے والا۔۔۔ بلا وجہ کسی کے معاملے میں نہیں

گھستا تھا۔۔۔ مگر جب بھی کوئی مدد کا طلبگار بن کر اس کے پاس

آتا تھا وہ انہیں خالی ہاتھ لوٹنے بھی نہیں دیتا تھا۔۔۔ وہ اپنے ماں

باپ کی بہت منتوں مرادوں کے بعد ان کی زندگی میں بھیجا گیا

تھا۔۔۔ اور اکلوتی اولاد تھا۔۔۔

وہ خاندان کے کم معاملات میں دخل دیتا تھا مگر جب بھی بولتا تھا

اس کی شخصیت میں ایک ایسا رعب و دبدبہ تھا کہ مقابل اس کی

بات سننے پر مجبور ہو جاتا تھا۔۔۔ اس کی بات کو کبھی رد نہیں رہا جاتا تھا۔۔۔

اس کے تایا جان جو اس وقت ان کے خاندان کے ساتھ ساتھ علاقے کے بھی سربراہ تھے وہ اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ اسے اہمیت دیتے تھے۔۔۔ وجہ سعدان شاہ کی سلجھی اور سمجدار طبیعت تھی۔۔۔

وہ دشمنی بھی نبھاتا تھا تو ایک شان کے ساتھ۔۔۔ اگلے بندے کو اپنے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔۔ کئی بار اس نے اپنے باقی کزنز کے کھڑے کیے گئے جھگڑوں کو بہت اچھے طریقے سے نبٹایا تھا۔۔۔ وہ بہت زہین تھا۔۔۔ بولنے سے زیادہ کرنے پر یقین رکھتا تھا۔۔۔

اور آج تک بنا بولے سب کرتا بھی آیا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اپنے خاندان کا اگلا سربراہ وہ بننے والا تھا۔۔۔ اس لیے اس کی نظر اب ہر معاملے پر رہتی تھی۔۔۔ اس کے خاندان کا فرد کس لمحے کس جگہ پر کیا کررہا ہے اسے سب پتا تھا۔۔۔

اس کے مطابق چیخنے چلانے اور خون خرابہ کرکے مردانگی نہیں دکھائی جاسکتی تھی۔۔۔ اور نہ ہی اسے انسان کو مرد کہا جاسکتا تھا۔۔

اصل مرد ہی وہ ہوتا ہے جسے اپنی زمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے نبھانا اور اپنوں کے ہر مسئلے کو حل کرکے انہیں بہترین زندگی سے روشناس کروانا آتا ہو۔۔۔

نہ کہ اپنے سے کمزور کو دبا کر خود اوپر اٹھ کر اپنی مردانگی کا

بول بالا کیا جائے۔۔۔۔

سعدان شاہ کی رعب دار شخصیت سے وہاں ہر کوئی مرعوب تھا

چاہے اس کا دوست ہو یا دشمن۔۔ سب کو ہی اس کا رکھ رکھاؤ

کافی متاثر کرتا تھا۔۔۔

"سلام سائیں۔۔۔۔"

سعدان شاہ کو اصطبل میں داخل ہوتے دیکھ وہاں کا انچارج

بھاگتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔"

سعدان سر ہلا کر جواب دیتا بہت ہی خوبصورت سے ڈارک

براؤن رنگ کے گھوڑے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جو اس نے

خاص طور پر منگوایا تھا۔ یہ امریکی گھوڑے میں سب سے اعلیٰ

نسل سیڈلبل سے تعلق رکھتا تھا۔۔۔

جس تک بہت کم لوگ ہی پہنچ رکھ سکتے تھے۔۔۔ سعدان کو یہ

پہلی نظر میں ہی بہت زیادہ پسند آیا تھا۔۔۔ اور اگلے ہفتے وہ اسی

گھوڑے کو اپنے اصطبل میں لے آیا تھا۔۔۔

اس گھوڑے کو سب سے الگ رکھا گیا تھا۔۔۔۔ یہ رفتار میں

سب سے تیز تھا۔۔۔

اور دیکھنے میں بھی سب سے منفرد اور پیارا تھا۔۔۔

اس گھوڑے کو قابو کرنا اور اس پر سواری کرنا آسان نہیں تھا۔

مگر شروع سے گھوڑوں کو پالتے سعدان کو ان کے مزاج کی پہچان ہوچکی تھی۔۔۔

"سائیں یہ بہت اڑیل گھوڑا ہے۔۔۔ خود پر کسی کو بھی بیٹھنے نہیں دے رہا۔۔۔ ہمارے دو ملازم اسے قابو کرتے بری طرح زخمی ہوچکے ہیں۔۔۔ آپ ابھی اس پر مت بیٹھیں۔۔۔"

اصطبل کے انچارج ناصر نے سعدان کو اس گھوڑے کی رسی کھولتے دیکھ کر کہا تھا۔۔۔

سعدان کا رویہ اپنے ملازمین کے ساتھ بہت اچھا تھا۔۔۔ وہ لوگ بنا کسی جھجھک کے اس سے ہر بات کہہ لیتے تھے۔۔۔

"مجھے ایسے اڑیل گھوڑوں کو قابو کرنے کا بہت اچھا تجربہ ہے ناصر۔۔۔ فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا مجھے۔۔۔"

اپنے ملازم کی فکر پر نرمی سے اسے جواب دیتا وہ گھوڑے کو لیے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

فیلڈ پر لاتے سعدان نے جیسے کی اس گھوڑے پر بیٹھنا چاہا وہ اپنے مزاج کے مطابق اگلی دونوں ٹانگیں اٹھاتا سعدان کو خود پر نہ بیٹھنے دینے کے لیے آگے کو اچھلا تھا۔۔۔

مگر سعدان شاہ نے اس کی لگامیں بہت کس کر پکڑ رکھی تھیں۔۔۔ چاہے گھوڑا کتنا ہی اڑیل کیوں نہ ہو۔۔۔ سعدان شاہ کو گرا پانا آسان کام بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

گھوڑے نے کئی کل بازیاں کھائی تھیں۔۔۔ مگر بہت کوشش کے باوجود خود پر سوار خود سے بھی زیادہ اڑیل شخص کو گرا نہیں پایا تھا۔۔۔

اس کے سارے ملازم جو سانسیں روکے کھڑے اپنے مالک کے لیے فکر مند تھے۔۔۔ انسانوں کے ساتھ ساتھ اتنے اڑیل گھوڑے کو بھی اس کے آگے گھٹنے ٹیکتے دیکھ ان سب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔۔۔

سعدان شاہ کو زیادہ وقت نہیں لگا تھا اسے قابو کرنے میں۔۔۔

اور نہ ہی آگے زیادہ وقت لگنا تھا اس پالتو جانور کو خود سے مانوس کروانے میں۔۔۔

"سائیں اندر بڑی بی بی سائیں آپ کو بلا رہی ہیں۔۔۔"

سعدان کچھ دیر گھوڑے کی سواری کرنے کے بعد اسے ناصر کے حوالے کرتے پلٹا تھا جب ملازم کی جانب سے دیئے جانے والے پیغام پر وہ اندر ہی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"سلام ادا سائیں۔۔۔"

سعدان پر نظر پڑتے ہی ایک جانب بیٹھی انعم، فصیحہ اور اقصیٰ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کیسی ہو تم سب۔۔۔؟"

سعدان نے شفقت بھرے انداز میں سب کے سروں پر ہاتھ پھیرتے ان کا حال پوچھا تھا۔۔ جو تینوں ہی اسے کچھ پریشان سی لگی تھیں۔۔۔

"ادا سائیں وہ۔۔۔۔"

سعدان کو سامنے پاکر اور اتنی نرمی سے پوچھنے پر انعم اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

"ہر مسئلے کا حل رونا نہیں ہوتا۔۔ اور میں کچھ ایسا نہیں ہونے دوں گا جس میں تم لوگوں کی مرضی شامل نہ ہو۔۔۔ فصیحہ، انعم روم میں جاکر اپنی یونی جانے کی تیاری کرو۔۔۔ میں آج شام شہر جاتے ہوئے تم لوگوں کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔۔"

سعدان نہایت ہی نرمی سے ان کے سر پر پڑا سارا بوجھ ختم

کرتے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

جبکہ وہ لوگ حیرت، بے یقینی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت کا شکار

کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھیں۔۔

"کہا تھا میں نے۔۔۔ ہمارے سعدان بھائی کے ہوتے ہوئے کوئی

ہمارا بال بھی بیکار نہیں کر سکتا۔۔۔۔"

اقصیٰ ان دونوں کے خوشی سے کھلکھلاتے چہروں کی جانب

دیکھتی مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

"سچ کہہ رہی ہو۔۔۔ اگر ہر عورت کی زندگی میں سعدان شاہ جیسا مرد کسی بھی روپ میں موجود ہو تو اس کی زندگی ویسے ہی سہل ہو جائے گی۔۔۔"

ان تینوں نے محبت اور عقیدت بھری نگاہوں سے سعدان کی پشت کو گھورا تھا۔۔۔ جو اب ان کے حصے کی جنگ لڑنے کے لیے اندر داخل ہوچکا تھا۔۔۔

وہ ایسا ہی تھا۔۔۔ اپنوں کو خوش اور آسودہ دیکھ کر اسے خوشی ملتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"فیروز کیسے ہو تم اب۔۔۔۔؟؟"

فیروز کو بہت ہیوی ڈوز بھرا انجکشن دیا تھا۔ جیسے حملہ آور جانتے ہو کہ فیروز جیسے انسان کو قابو کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔

پورے پندرہ گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا تھا۔۔ اگر اس انجکشن کی مقدار تھوڑی سھ زیادہ ہوتی تو وہ فیروز کے دماغ کو مفلوج کر سکتی تھی۔۔

آج تک اس نے بہت سارے دشمنوں کو فیس کیا تھا۔۔ مگر کبھی مات نہیں کھائی تھی۔۔ لیکن کل رات سامنے صنف نازک کو دیکھ وہ پل بھر کے لیے ڈھیلا پڑا تھا۔۔ کیونکہ وہ اس مخلوق پر ہاتھ اٹھانے کے سخت خلاف تھا۔ اور اسی بات کا اس لڑکی نے فائدہ اٹھایا تھا۔۔ مگر وہ لڑکی کون تھی اور کہاں سے آئی تھی اس بات کا ابھی تک سراغ نہیں لگ پایا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں سر۔۔ مگر آپ کے دشمنوں میں ہر روز ہوتا اضافہ آپ کے لیے بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔"

فیروز کو اب بھی اپنے باس کی ہی فکر تھی۔۔۔ اس کا سر ابھی تک بری طرح چکرا رہا تھا۔۔۔

"حیرت کی بات تو یہ ہے کہ میری ساری امپورٹنٹ فائلز چھوڑ کر سب سے عام سی فائل اٹھائی گئی۔۔۔ جس کے ہونے نہ ہونے مجھے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ پھر اپنی جان پر کھیل کر وہ انسان یہاں تک پہنچا کیوں۔۔۔ اس کا مقصد کیا تھا آخر۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ پارہا۔۔۔۔"

رحمٰن کیانی بری طرح الجھن کا شکار ہو رہے تھے۔۔۔ ان سے یہ گھتی سلجھائے نہیں سلجھ رہی تھی۔۔۔

"وہ کوئی مرد نہیں ایک لڑکی تھی۔۔۔ جس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔۔۔ اور وہ بالکل اکیلی تھی۔۔۔ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔"

فیروز کی جانب سے کیے گئے اس انکشاف پر سب نے ہی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

پانی کی بوتل ہونٹوں سے لگائے بیٹھے اسد کو زور کا اچھو لگا تھا۔۔۔ وہ اتنی سیریس سچویشن میں اپنی ہنسی روک پانے میں ناکام رہا تھا۔۔۔ اسد کچھ منتھ پہلے ہی ان کی ٹیم میں شامل ہوا تھا۔۔۔

اور وہ فیروز کا خاص ماتحت تھا۔۔ ہر وقت فیروز اسے اپنے ساتھ ہی رکھتا تھا۔۔

پچھلے دو دن سے وہ اپنی ماں سے ملنے گاؤں گیا ہوا تھا۔۔۔ اس لیے رات وہ فیروز کے ساتھ نہیں تھا۔۔

لیکن اس سے یہ بات کسی صورت ہضم نہیں ہو پارہی تھی کہ اس کا باڈی بلڈر دس دس لوگوں سے ایک ساتھ لڑ جانے والا دی گریٹ فیروز بھائی ایک لڑکی سے مات کھا گیا تھا۔۔۔

فیروز کی گھوری پر اس کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات کی جاتی جب رحمٰن کیانی کی بیٹی مسائل رحمٰن وہاں جلوہ افروز ہوئی تھی۔۔۔

وہ دماغی طور پر بیمار تھی۔۔۔ کبھی کبھار نارمل بی ہیو کر لیتی

تھی۔۔۔ مگر زیادہ تر اس کا بی ہیوئیر دس سال کے معصوم بچے

سے بھی گیا گزرا ہوتا تھا۔۔ جو کچھ بھی بولتی اور کرتی تھی۔۔۔

مگر رحمٰن کیانی کو بہت عزیز تھی ان کی بیٹی۔۔۔

کیانی ہاؤس میں رکھے گئے آدھے سے زیادہ ملازم مشائم کے لیے

ہی تھے۔۔۔

جو اس کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرتے تھے۔۔۔

مشائم کو وہاں آتا دیکھ باقی تمام افراد خاموشی سے سر جھکائے

وہاں سے نکل گئے تھے۔۔ مگر فیروز اسی طرح صوفے پر بیٹھا رہا

تھا۔۔۔ رحمٰن کیانی کے لیے فیروز گھر کے فرد کی طرح کی

تھا۔۔

گوری رنگت، سیدھے سیاہ بال، گالوں پر واضح ہوتے خوبصورت

گڑھے اور کانچ سی گہری آنکھیں۔۔۔ وہ لڑکی اپنی بے پناہ دلکشی

سے انجان اکثر اپنے حواسوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔۔۔

دیکھنے والے ہمیشہ اسے ترحم بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔۔۔ جو

اتنے امیر کبیر باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔۔۔ مگر پانی کی طرح اس

پر پیسہ بہانے کے باوجود وہ اپنی بیٹی کو ٹھیک نہیں کر پائے

تھے۔۔۔

اب تو تنگ آکر انہوں نے کوشش کرنا بھی چھوڑ دی تھی۔۔۔

"بابا۔۔۔"

فیروز کی نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ مشائم خائف ہوتی اپنے بابا کے سینے میں چہرا چھپاتے انہیں پکار گئی تھی۔۔۔ جو اپنی بیٹی کو اس وقت نارملی بی ہیو کرتے دیکھ بہت خوش تھے۔۔۔

"جی بابا کی جان۔۔۔ بولو کیا چاہیئے میری بیٹی کو۔۔۔۔"

رحمٰن کیانی اپنے سینے پر رکھا اس کا سر سہلاتے پیار سے بولے تھے۔۔۔ جب ان کی بات پر مشائم نے اپنی بند آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھے فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی نظریں پہلے ہی اسی پر فوکس تھیں۔۔۔

مشائم نے جلدی سے گڑبڑا کر اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے اسد فیروز کا موبائل اٹھائے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

"فیروز سر وہ ثانیہ میڈم کا فون ہے۔۔۔"

اسد مسکراتی نگاہوں سے ثانیہ نام پر زور دیتا اس کی جانب موبائل بڑھا گیا تھا۔۔۔ فیروز خان کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکان بکھری تھی۔۔۔ اب وہ ثانیہ کی کال کی وجہ سے تھی یا اسد کے انداز پر۔۔۔کوئی نہیں سمجھ پایا تھا۔۔

"اوکے ابھی میں تمہاری طرف آنے کے لیے ہی نکل رہا ہوں۔۔۔"

دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا کہ فیروز عجلت میں بولتا فوراً اٹھا تھا اپنی جگہ سے۔۔

"بابا مجھے شاپنگ پر جانا ہے۔۔۔"

مشائم اچانک اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔

جس پر دروازے کی جانب بڑھتا فیروز بھی رک کر پلٹا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اب بھی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسکے دیکھنے پر نگاہوں کا زاویہ فورا سے بدل لیا تھا۔۔

"ابھی تو آپ کے بابا کو ایک بہت اہم کام کے لیے نکلنا ہے۔۔۔ مگر آئی پرامس میں اپنی بیٹی کو کل ضرور شاپنگ پر لے کر جاؤں گا۔۔۔"

رحمٰن صاحب کو اپنی لاڈلی کو منع کرنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔ مگر اس وقت ان کی مجبوری تھی وہ اس کے ساتھ نہیں جاسکتے تھے۔۔۔

"مجھے ابھی جانا ہے بابا مطلب ابھی جانا ہے۔۔۔۔ آپ اپنے اس ملازم کو بول دیں۔۔۔ یہ لے جائے مجھے۔۔۔۔"

مشائم ضدی لہجے میں بولتی فیروز کی جانب اشارہ کرتی نخوت سے بولی تھی۔۔۔

فیروز کو وہاں کوئی بھی ایک ملازم کی طرح نہیں سمجھتا تھا۔۔۔

رحمٰن صاحب اگر اسے اپنا رائٹ ہینڈ کہتے تھے تو باقی سب

ملازمین بھی رحمٰن کیانی کے بعد اسے اپنا باس مانتے تھے۔۔۔ مگر ایک یہی لڑکی تھی جو اسے ملازم کہہ کر پکارتی تھی۔۔۔

جس بات کو فیروز ہمیشہ اگنور کردیا کرتا تھا۔۔۔

"سر آپ فکر مت کریں۔۔۔ میں لے جاؤں گا انہیں۔۔۔۔"

رحمٰن کیانی مشائم کے معاملے میں اپنے بعد صرف فیروز پر ہی بھروسہ کرتے تھے۔۔۔

"مگر تمہیں تو جانا تھا اپنے کام سے۔۔۔"

رحمٰن کیانی نے یہاں بھی اس کی مرضی کو ترجیح دی تھی۔۔۔

جس پر مشائم منہ بسور کر رہ گئی تھی۔۔۔

"کوئی بات نہیں میں وہ کام بعد میں کر لوں گا۔۔۔"

وہ نہایت ہی سہولت سے جواب دیتے بولا تھا۔۔۔

"بہت شکریہ۔۔۔ ہمیشہ میری ہر پرابلم حل کرنے کے لیے۔۔۔"

رحمٰن کیانی نے تشکر آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم اپنی جگہ سے اٹھتی تیار ہونے چل دی تھی۔۔۔

فیروز پر بھی رحمٰن کیانی کا خاص آدمی ہونے کی وجہ سے ہمیشہ

خطرہ منڈلاتا رہتا تھا۔۔۔

مگر وہ کبھی بھی اپنے ساتھ گارڈز لے کر نہیں نکلتا تھا۔۔۔ اس

وقت بھی وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا جب دور سے

اسے مشائم رحمٰن کیانی چل کر اپنی جانب آتی دکھائی دی

تھی۔۔۔

نازک سراپے پر مسٹرڈ کلر کا سادہ سا ڈریس پہنے گلے میں چھوٹا سا سیاہ مفلر لپیٹے، بالوں کو ہوا کے دوش پر کھلا چھوڑے وہ ہر طرح کی مصنوعی آرائش سے پاک چلتی ہوئی اس کے سامنے آن رکی تھی۔۔۔ فیروز کو دیکھ کر ہمیشہ اس کے چہرے کے تاثرات کھنچ سے جاتے تھے۔۔۔

جو بات یہی ظاہر کرتی تھی کہ اسے فیروز ایک آنکھ نہیں بھاتا۔۔۔

اس کے قریب آنے پر فیروز نے گاڑی کا پچھلا دروازہ اس کے لیے کھول دیا تھا۔۔۔

"مجھے آگے بیٹھنا ہے۔۔۔"

مشائم روکھے سے انداز میں جواب دیتی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ جس پر فیروز اس لڑکی کی حرکت دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

"میوزک لگاؤ۔۔۔۔"

فیروز خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ جب مشائم نے اگلا حکم صادر کیا تھا۔۔۔

جس پر فیروز نے بنا کچھ بولے خاموشی سے میوزک پلیئر آن کر دیا تھا۔۔۔

"آپ ونڈو بند کر دیں پلیز۔۔۔۔"

ہوا کی وجہ سے مشائم کے کھلے بال اڑ اڑ کر اس کے چہرے پر آتے اسے بری طرح زچ کررہے تھے۔۔۔ وہ بہت ضبط سے بولا تھا۔۔

"تم میرے ملازم ہو میں نہیں۔۔۔ میری مرضی میں ونڈو اوپن رکھو یا کلوز۔۔۔ تم مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے۔۔۔"

مشائم نے نخوت بھرے انداز میں جواب دیتے شیشہ بالکل نیچے کردیا تھا۔۔۔ جس سے ہوا کی مقدار میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

فیروز نے نگاہیں موڑ کر اس کو سرد نگاہوں سے گھورا تھا۔۔ اور آٹومیٹک لاک والا بٹن پریس کرتے اس کی جانب کا شیشہ اوپر کردیا تھا۔۔۔

"یہ کیا حرکت ہے۔۔۔؟؟؟ کھولو شیشہ۔۔۔۔ میرا دم گھٹتا ہے اس طرح۔۔۔"

شیشہ پوری طرح بند ہوجانے پر مشائم نے اس کا کندھا سختی سے تھامتے اسے جھنجھوڑتے دروازہ کھولنے کی ضد کی تھی۔۔۔

وہ گھبراہٹ کے مارے اس کے مزید قریب آگئی تھی۔۔۔

"ان کے کھلنے سے میرا دم گھٹتا ہے۔۔۔ وہ اب بند ہی رہیں گے۔۔۔"

فیروز نے چہرا جیسے ہی اس کی جانب موڑا تو ایکدم وہ دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے تھے۔۔۔

اس کے سرد و سپاٹ بے حد سنجیدہ لہجے میں کہی گئی بات پر مشائم کی پلکیں لرز اٹھی تھیں۔۔۔

وہ گھبرا کر اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ اس نے فوراً اپنا چہرا فیروز کی جانب سے موڑ لیا تھا۔۔۔

پھر پورے راستے اس نے ایک بار بھی نگاہیں موڑ کر فیروز کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

گاڑی جیسے ہی مال کے سامنے رکی فیروز نیچے اترتا اس کی جانب آیا تھا۔۔۔ اور اس کی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔

مشائم اپنے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سیٹ کرتی باہر نکل آئی تھی۔۔۔

"تم میرے ملازم ہو مجھ سے پیچھے چلو۔۔ جیسے بابا کے پیچھے چلتے ہو۔۔۔"

مشائم فیروز کو اپنے آگے چلتے دیکھ مغرور لہجے میں بولی تھی۔۔۔

جس پر فیروز اب کی بات بھی بنا کچھ بولے خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔۔۔

جب مشائم آگے راستے میں اچانک آجانے والی سلائیڈ نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔ وہ بری طرح سلپ ہوتی منہ کے بل گرنے کو تھی فیروز نے پیچھے سے اس کے گرد بازو حمائل کرتے اسے گرنے سے بچا لیا تھا۔۔۔

اپنے پیٹ پر محسوس ہوتے اس کی چوڑی ہتھیلی کے لمس پر مشائم تڑپ کر اس کے حصار سے نکلی تھی۔۔ جس کے نتیجے میں وہ پھر سے سلپ ہونے کو تھی۔۔۔ مگر اس بار فیروز ایک جھٹکے سے اس کی کلائی کھینچتا اسے اپنے قریب کر چکا تھا۔۔۔۔۔

مشائم کا سر سیدھا اس کے سینے سے آن ٹکرایا تھا۔۔۔۔

"سنبھل کر میڈم کہیں آپ کو چوٹ نہ لگ جائے۔۔۔"

فیروز نے اس کی اتنی بد تمیزیوں کے باوجود اسے نہایت ہی نرمی سے مخاطب کرتے کہا تھا۔۔۔

اس کا یہی پر سکون انداز مشائم کو مزید تپا گیا تھا۔۔۔

وہ اپنے غصے اور طیش پر قابو نہ رکھ پاتے فیروز کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

اسے اردگرد سے گزرتے لوگوں کی زرا بھی پرواہ نہیں تھی۔۔

"میں تمہاری اتنی انسلٹ کرتی ہوں تمہیں غصہ کیوں نہیں آتا ہے بولو۔۔۔ تم میری ہر بار اتنے آرام سے اگنور کیوں کردیتے ہو۔۔۔۔"

مشائم اس کا گریبان سختی سے دبوچے ہزیانی انداز میں چلائی تھی۔۔۔ یہ صرف آج کے دن کا غبار نہیں تھا۔۔۔

"میں پاگلوں کی بات کا برا نہیں مانتا۔۔۔ انہیں ایسے ہی اگنور کرتا ہوں۔۔۔۔"

بنا اس سے اپنا گریبان چھڑوائے اور ارد گرد سے گزرتے لوگوں کی پرواہ کیے وہ اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے کھڑے بولا تھا۔۔۔

اس کی بات پر مشائم نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

"تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔۔۔۔"

مشائم نے اس کے کالر کو مزید سختی سے کھینچا تھا۔۔۔

"پاگل کو پاگل ہی کہا جاتا ہے نا۔۔۔"

وہ اس کی نم بھری آنکھوں میں جھانکتے بولا۔۔۔

"میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔۔"

مشائم کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گال پر بہہ گیا تھا۔۔۔

"ہر پاگل یہی کہتا ہے۔۔۔"

فیروز نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے آنسو صاف کیا تھا۔۔

مگر مشائم نے اس کا ہاتھ فوراً سے دور جھٹکا تھا۔

"تمہیں ایک بیمار انسان کا مذاق اڑاتے شرم نہیں آتی۔۔۔"

مشائم کے آنسوؤں میں شدت آئی تھی۔۔۔

"میں بہت ہی بے شرم انسان ہوں۔۔۔ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر شرم نہیں کرتا۔۔۔"

فیروز نے اپنی پاکٹ سے ربڑ بینڈ نکالتے ہاتھ بڑھا کر مشائم کے بالوں کو باندھ دیا تھا۔۔ اس کی اس حرکت پر مشائم نے تپ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کہا نا بہت ہی بے شرم انسان ہوں۔۔۔ کب، کہاں، کیا کر جاؤں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔ بچ کر رہنا مجھ سے پاگل لڑکی۔۔۔۔"

درمیانی فاصلہ ختم کرتا وہ بالکل اس کے قریب آن کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔

اس کے تیور دیکھ مشائم گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

"میں آج ہی بابا کو تمہاری شکایت کرتی ہوں۔۔ تم اتنے شریف انسان بالکل بھی نہیں ہو جیسا بابا تمہیں سمجھ رہے ہیں۔۔۔ مجھے نہیں کرنی تمہارے ساتھ شاپنگ۔۔۔۔"

اس کے ایک دم بدلتے انداز پر وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی شکایتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی واپس گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

"پاگل لڑکی۔۔۔"

وہ غصے میں واپس گاڑی میں جاکر بیٹھتی مشائم کو گہری نگاہوں سے دیکھتا اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ مشائم رحمٰن نے یہ شاپنگ پر آنے کی ضد کیوں کی تھی۔۔۔

وہ اس بات کو سوچتا زیر لب مسکرا دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

عزال خانزادہ واپس آچکا تھا۔۔ یہ خبر جنگل میں لگی آگ کی طرح اردگرد کے سارے گاؤں میں پھیل گئی تھی۔۔۔

وہ خانزادہ مینشن میں نہیں لوٹا تھا۔۔ جو بات سکینہ بیگم کے دل کا درد بڑھا گئی تھی۔۔۔

"مجھے پتا تھا میرا پوتا میرے پاس نہیں آئے گا۔۔۔ وہ معاف نہیں کرے گا مجھے۔۔۔ بہت ناراض ہے مجھ سے۔۔۔ کبھی

معاف نہیں کرے گا مجھے۔۔۔ میں اس کی خاطر ایسے ہی تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گی۔۔۔۔"

سکینہ بیگم آج پھر آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔۔۔ ان کی آہیں اور سسکیاں دیکھ خانزادہ مینشن کا فرد اذیت کا شکار ہوا تھا۔۔۔

"اماں جان اس طرح تو آپ اپنی طبیعت خراب کرلیں گی۔۔ وہ آپ کا پوتا ہے۔۔۔ ایک دن آپ کو معاف ضرور کرے گا۔۔۔۔ اور آپ کے پاس واپس بھی ضرور لوٹے گا۔۔۔"

یوسف خانزادہ سے اپنی ماں کی یہ تکلیف نہیں دیکھی گئی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ اگر معاف کرنا ہوتا تو اب تک کرچکا ہوتا۔۔۔ وہ شاہ محل والوں کو ہم سے زیادہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔۔۔ سعدان

شاہ سے دوستی ہے اس کی۔۔۔ وہ لوگ اسے مزید ہمارے خلاف کردیں گے۔۔۔ کوئی تو ہو جو میرے عزال کو میرے پاس لے آئے۔۔۔ میرے بچے کو بتائے کہ اس کی دادی اس کے لیے کیسے تڑپ رہی ہے۔۔۔"

سکینہ بیگم اس وقت کسی کی بھی نہیں سن رہی تھیں۔۔۔ سب لوگ انہیں سنبھال کر تھک چکے تھے۔۔۔

جب اچانک سکینہ بیگم کے دل میں شدید درد اٹھا تھا۔۔۔ سب لوگ گھبرا کر ان کے قریب آئے تھے۔۔۔

مگر سکینہ بیگم اس درد کی تاب نہ لاتیں ایک جانب لڑھک گئی تھیں۔۔۔

سکینہ بیگم کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔ انہیں فوراً ہاسپٹل لے جایا گیا تھا۔۔۔ خانزادہ مینشن میں ہر طرف پریشانی اور سوگواریت پھیل گئی تھی۔۔۔

عزال خانزادہ کو فوری طور پر کال کرکے ساری صورتحال سے آگاہ کیا گیا تھا۔۔۔

جس نے آدھی بات سن کر ہی کال کاٹ دی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل کا آج یونی میں پہلا دن تھا۔۔ وہ بہت زیادہ ایکسائیٹڈ تھی۔۔۔ اسے سب کچھ بہت زیادہ پسند آرہا تھا۔۔۔ باہر کی دنیا اس کے لیے بالکل نئی اور خوبصورت تھی۔۔

ہاسٹل میں اسے جو روم ملا تھا وہاں اس کے ساتھ دو روم میٹس اور بھی تھیں۔۔۔ جو کچھ دنوں کے لیے چھٹیوں پر اپنے گھر گئی ہوئی تھیں۔۔۔

نیمل اپنے گرد بڑی سی شال لپیٹے یونیورسٹی میں قدم رکھ چکی تھی۔۔۔ جہاں موجود لڑکیوں اور لڑکوں کے عجیب و غریب فیشن دیکھ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔

"یہ کونسی دنیا کی مخلوق ہے۔۔۔ ان لڑکیوں کے پاس اپنے کپڑے نہیں ہیں کیا۔۔۔ جو مردوں والے کپڑے پہن رکھے ہیں۔۔۔"

نیمل منہ چڑھاتی سائیڈز پر لگے بورڈز دیکھ کر راستوں کا تعین کرتی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کی کلاس میں بھی کچھ اسی طرح کی مخلوق کی پائی گئی تھی۔۔۔ جہاں نیمل کے لیے وہ سب لوگ عجیب تھے۔۔ وہیں ان سب کی بھی نگاہیں نیمل کی بڑی سی شال سے الجھ رہی تھیں۔۔۔

مگر نیمل کو نہ تو ان لوگوں سے پرواہ تھی اور نہ ہی ان کی سوچ کی۔۔ وہ پہلی بار یوں اکیلی کہیں باہر آئی تھی۔۔ مگر اس کو کانفیڈنس زرا بھی نہیں ڈگمگایا تھا۔۔۔

نیمل کی آج صرف دو کلاسز ہی تھیں۔۔۔ وہ جیسے ہی باہر نکلی اس کا ڈرائیور گاڑی لیے اس کا منتظر کھڑا تھا۔۔۔ سکینہ بیگم نے اس کے ساتھ اپنے سب سے زمہ دار ملازمین بھیجے تھے۔۔۔

نیمل کی گاڑی جیسے کی ہاسٹل کے سامنے پہنچی وہاں پہلے سے کھڑی بڑی سی گاڑی دیکھ نیمل نے ڈرائیور کو گاڑی سائیڈ پر لے جاکر روکنے کو کہا تھا۔۔۔

گاڑی کے آگے کھڑے شخص کی اس کی جانب پشت تھی۔۔۔ مگر اس کے سامنے کھڑی دونوں لڑکیوں کو دیکھ نیمل کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک واضح ہوئی تھی۔۔۔

"تو یہ ہیں میرا شکار۔۔۔۔"

نیمل نے اپنے پرس سے تصویریں نکال کر ان دونوں لڑکیوں کی صورت کے ساتھ میچ کی تھی۔۔۔ یہ وہی تھیں۔۔۔

اب اسے سامنے کھڑے شخص کی صورت دیکھنی تھی۔۔۔

وہ ویسے ہی بیٹھی اس کی چوڑی پشت پر نگاہیں گاڑھے ہوئے تھی۔۔ جب اچانک وہ پلٹا تھا۔۔

نیمل جہاں تھی وہیں بیٹھی رہ گئی تھی۔۔

اس کی سانسیں تھم سی گئی تھیں۔۔۔۔ آنکھوں کی ستائش میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا۔۔۔

"سعدان شاہ۔۔۔۔۔"

اس کے لب دھیرے سے ہلے تھے۔۔۔

وہ تصویر سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔۔

نیمل نے فوراً اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔ کیونکہ اسے چند پل دیکھ کر ہی نیمل کی دھڑکنوں کا تال بدل گیا تھا۔۔۔ یہی شے اس کی گھبراہٹ کا باعث تھی۔۔۔

آج تک اس نے سعدان شاہ کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔۔۔ اس کی وجاہت کے ساتھ ساتھ اس کے رکھ رکھاؤ کی بھی بہت تعریف سنی تھی۔۔

اسے سعدان شاہ کو دیکھنے کا کریز بھی بہت زیادہ تھا۔۔۔ جو آج پورا ہونے کے بعد اس کے دل و دماغ پر گہری چھاپ بھی چھوڑ گیا تھا۔۔۔

نیمل کی گاڑی کے شیشے سیاہ تھے اس لیے وہ کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔۔ مگر خود سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ دونوں لڑکیاں ہاسٹل کے اندر داخل ہوچکی تھیں۔۔ جس کے ساتھ ہی سعدان وہاں سے گاڑی نکال کر لے گیا تھا۔۔۔

ان کے جاتے ہی نیمل بھی اپنی گاڑی سے نکل آئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"چھوڑو مجھے۔۔۔ باہر جانا ہے دو۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ مار دوں گی میں اس عورت کو۔۔۔"

مشائم رحمٰن پر آج پھر پاگل پن کا دورہ پڑ چکا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے پورے کیانی ولا میں اس کی چیخوں پکار گونج رہی تھی۔۔۔

نجانے کتنی ملازمین اسے قابو کرنے کی کوشش میں ہلکان ہورہی تھیں۔۔۔ مگر وہ سب کے ہاتھوں سے پھسلتی دروازے پر کھڑی نیلم بیگم کو مارنے کے لیے دوڑ رہی تھی۔۔

جو مشائم کی حالت دیکھنے کے باوجود وہاں کھڑی مسکراتی اسے مزید طیش دلا رہی تھی۔۔۔ اس کو یوں مسکراتا دیکھ مشائم مزید پاگل ہورہی تھی۔۔۔۔

"اس کو یہ انجکشن لگاؤ۔۔۔ ایسے چپ نہیں ہونا اس نے۔۔"

نیلم بیگم نے ہاتھ میں پکڑا انجکشن نکال کر ملازمہ کی جانب بڑھایا تھا۔۔

اس انجکشن کو دیکھ مشائم کی آنکھوں میں خوف واضح ہوا تھا۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔ مت لگاؤ مجھے یہ۔۔ نہیں۔۔۔"

وہ روتی سر ہلاتی اس انجکشن سے بچنے کے لیے نیلم بیگم کے آگے فریاد کررہی تھی۔۔۔ لیکن اگر اس عورت کے دل میں زرا سا بھی رحم ہوتا تو وہ آج اس حال تک نہ پہنچی ہوتی۔۔۔

ملازمہ نیلم بیگم سے وہ انجکشن لیتی مشائم کے قریب آئی تھی۔۔ مشائم مسلسل نفی میں سر ہلاتی اسے روکنے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

یہ انجکشن جب بھی اسے لگایا جاتا تھا وہ اگلے ایک ہفتے کے لیے مفلوج ہو کر رہ جاتی تھی۔۔۔ وہ دیکھتی اور سمجھتی سب کچھ تھی۔۔۔ مگر نہ بول پاتی تھی نہ اپنا ہاتھ تک بھی ہلا پاتی تھی۔۔

انجکشن کو اپنے قریب آتے دیکھ مشائم نے بے بسی کی انتہا پر پہنچتے اپنی بھیگی آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔

پاگل پن کا دورہ پڑنے کے باوجود وہ اتنا تو سمجھ رہی تھی کہ یہ انجکشن لگا کر اس سے کوئی خیر خواہی نہیں کی جارہی۔۔۔ بلکہ دشمنی ہی نبھائی جارہی ہے۔۔۔

"ایک منٹ رک جاؤ۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ انجکشن مشائم کے وجود میں اترتا وہاں گونجتی فیروز کی گھمبیر بھاری آواز پر سب لوگ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھیں۔۔۔ نیلم بیگم گھبرا کر پلٹی تھیں۔۔ ان کے مطابق تو فیروز رحمٰن کیانی کے ساتھ کسی میٹنگ میں گیا ہوا تھا۔۔۔ اور ان کی واپسی رات تک تھی۔۔۔

مگر اسے اس وقت وہاں دیکھ ان کا رنگ فق ہوا تھا۔۔۔

انہوں نے فیروز سے نگاہیں بچا کر ملازمہ کو اشارہ کیا تھا۔۔ جو ان کے اشارے سے پہلے ہی انجکشن بدل چکی تھی۔۔۔

مگر ان لوگوں کی یہ حرکت مشائم کی نگاہوں سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

"یہ کیا طریقہ ہے ایک انسان کو ڈیل کرنے کا۔۔۔ اٹھو اور نکلو یہاں سے تم سب۔۔۔"

فیروز پانچ کی تعداد میں ملازمین کو فیروز کو بری طرح دبوچے دیکھ دھاڑا تھا۔۔ جو سب جلدی سے مشائم کو آزاد کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔ اور اسی رفتار سے نکل بھی گئی تھیں۔۔۔

مشائم اب بالکل آزاد تھی۔۔

اس نے خونخوار نگاہوں سے سامنے کھڑی ظالم اور بے حس عورت کو دیکھا تھا۔۔۔ جس نے اس کی زندگی کو برباد کردیا تھا۔۔۔

مشائم نے سوچنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگایا تھا۔۔ اور اپنے پاس رکھا پتھر اٹھا کر نیلم بیگم کی جانب اچھال دیا تھا۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا نہ نیلم بیگم اپنے بچاؤ کے لیے کچھ بھی نہیں کر پائی تھیں۔۔۔ ان کا پورا ماتھا لہولہان ہوچکا تھا۔۔۔

مشائم جو نشانہ ایک دم پرفیکٹ تھا۔۔۔

زرا سا چوک جاتا تو نیلم بیگم کی ایک آنکھ ضرور بند کروا دینی تھی۔۔۔ اسے افسوس ہی اسی بات کا تھا کہ اس کا نشانہ چوکا کیوں نہیں تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔ یہ پاگل لڑکی کھلا چھوڑے جانے کے قابل ہے ہی نہیں۔۔۔ اسے زنجیروں سے باندھ کر رکھنا ہی بہتر ہے۔۔۔"

نیلم بیگم مشائم کو نفرت آمیز نگاہوں سے گھورتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ ان کا یہ انداز فیروز نے بہت غور سے دیکھا تھا۔۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ ورنہ یہ پاگل تمہیں بھی مار دے گی۔۔۔"

مشائم اب کی بار روتی شکوہ کناں نگاہوں سے فیروز کی جانب دیکھتی چلائی تھی۔۔

جو خاموشی سے دروازے کی جانب پلٹ گیا تھا۔۔۔ اسے یوں واپس جاتا دیکھ کئی آنسو مشائم کی آنکھوں سے ٹوٹ کر نیچے جاگرے تھے۔۔۔

مگر ان آنسوؤں میں شدت اس وقت آئی تھی جب وہ دروازہ لاک کرتا واپس پلٹا تھا۔۔

"تم لوگ ایک بار ہی مجھے زہر کا انجکشن دے کر مار کیوں نہیں دیتے۔۔ مجھے اتنی اذیت کا شکار کیوں کررہے ہو۔۔ رحم کیوں نہیں آتا تم سب کو مجھ پر۔۔۔"

مشائم کا لہجہ اب کی بار بالکل کمزور پڑچکا تھا۔۔۔

فیروز بنا کچھ بولے اس کے قریب آیا تھا۔۔

"آئم سوری۔۔۔۔"

نہایت ہی دھیمے سرگوشیانہ لہجے میں بولتا وہ اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے اپنے سے قریب کرتا وہ اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم اس کا سہارا پاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔ اس کے آنسو فیروز کی شرٹ بھگو رہے تھے۔۔۔ جبکہ اس کا سسکیوں کے زیر اثر ہلتا نازک وجود اس وقت فیروز خان کی مضبوط آہنی گرفت میں قید تھا۔۔۔

"میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔"

وہ ہچکیوں کے بیچ اسے یقین دلاتے بولتی سسکی تھی۔۔۔

جس کے جواب میں فیروز کچھ نہیں بولا تھا۔۔ مگر اس کے ہونٹوں کی گرمائش مشائم کو اپنے ماتھے پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"تم کیوں نہیں مان لیتے کہ میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔"

مشائم اس کے سینے پر مکے برساتی چلائی تھی۔۔۔

"یہ میں کبھی نہیں مان سکتا پاگل لڑکی۔۔۔ پوری نہیں مگر آدھی پاگل تو تم ہو۔۔۔"

فیروز خان کا لہجہ بالکل سنجیدہ تھا۔۔۔ جس پر مشائم تپ اٹھی تھی۔۔۔

"تو کیوں آرہے ہو اس پاگل کے قریب۔۔۔ دور چلے جاؤ یہاں سے کہیں تمہیں بھی نہ مار دوں۔۔۔۔"

مشائم نے غصے میں آتے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔۔

جس کے جواب میں فیروز اس کی کلائی تھام کر اس کی کمر کے

پیچھے موڑتا اس کا چہرا اپنے چہرے کے قریب تر کر گیا تھا۔۔

"آگ سے کھیل رہی ہو تم۔۔ چھوڑ دو سب۔۔ کہیں ایسا نہ

ہو اپنے ہی ہاتھ جلا بیٹھو۔۔۔"

فیروز خان کے سرد و سپاٹ لہجے اور الفاظ پر مشائم نے جھٹکے سے

سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو گہری کھوجتی نگاہوں سے

اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مشائم گڑبڑا سی گئی تھی۔۔۔

"میں کچھ نہیں کر رہی۔۔۔"

فیروز کے سامنے جھوٹ بولتے اس کا لہجہ کافی کمزور سا تھا۔۔۔

"مجھے مار کر تمہیں کیا ملنے والا ہے۔۔۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔"

فیروز خان کے ادا کیے گئے اگلے الفاظ مشائم کو گہرے شاک میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو زخمی مسکان کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مم میں نے ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔"

مشائم نے پھر سے وضاحت دینی چاہی تھی مگر اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی فیروز اس کے گداز ہونٹوں پر جھکا تھا اور اس

کے بقیہ لفظوں کے ساتھ ساتھ اس کی سانسوں کو بھی اس سے چھین گیا تھا۔۔۔

مشائم اس کی جانب سے اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ وہ اس کا شدت بھرا لمس پاتی جی جان سے لرز اٹھی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں کے کناروں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ کیونکہ فیروز خان کے انداز میں محسوس کیا جانے والا غصہ شامل تھا۔۔۔

مشائم جب بھی اسے دور دھکیلنے کی کوشش کرتی تھی۔۔ اس کے لمس کی سختی اس قدر بڑھ جاتی تھی۔۔۔

جب کافی دیر بعد اپنا پورا غصہ اس پر انڈیلنے کے بعد فیروز نے اس کی سانسوں کو رہائی بخشی تھی۔۔۔

مشائم بری طرح ہانپتی اس کا ستم سہہ کر واپس اسی دشمن جان کے سینے پر اپنا سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تم میرے اتنے قریب آؤں گی اور صرف ایک اندھیرے کی وجہ سے میں تمہیں پہچان نہیں پاؤں گا۔۔۔ میں نے تمہاری طرف محبت کا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ جسے نہایت ہی بے دردی سے ٹھکرا کر تم نے میری محبت کو نفرت میں الجھا دیا ہے۔۔۔ میرے دل و دماغ میں تمہاری اسی نفرت کی آگ بھڑک رہی ہے اب۔۔۔ جو صرف تمہیں برداشت کرنی ہو گی۔۔۔۔"

اس کا چہرا دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ اس کے چہرے پر جھکے بولتا اس کے اپنے لمس کی شدتیں سہنے کے بعد بے حال ہوئے ہونٹوں کا معائنہ کرتے بولا تھا۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ ایک پاگل لڑکی سوائے چیخنے چلانے کے کچھ نہیں کر سکتی۔۔ اگر تمہیں مجھ سے اتنی ہی نفرت ہے تو اگلی بار اس عورت کو میرے قریب آنے سے مت روکنا۔۔ میں پاگل بن کر ہی رہنا چاہتی ہوں۔۔ پوری ہوش و حواس کے نفرتیں سہنے اور دیکھنے سے بہتر ہے میں پاگل بن کر لوگوں کی ترس بھری نگاہوں برداشت کر لوں۔۔ وہ میرے لیے کم تکلیف کا باعث ہو نگی۔۔۔"

مشائم چہرا جھکائے آنسو بہاتے بولی تھی۔۔۔

"وہ عورت تمہارے قریب آئندہ کبھی نہیں آئے گی۔۔۔"

فیروز خان کے سامنے آج نیلم بیگم کی جو اصلیت آئی تھی۔۔

مشائم جانتی تھی اس کے بعد وہ اسے مشائم کے کمرے سے دور دور تک نہیں بھٹکنے دینے والا تھا۔۔

"تو میں خود اپنے آپ کو پاگل پن والے انجکشن لگا دوں گی۔۔۔"

مشائم غصے بھرے ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔

"ایک بار لگا کر دیکھنا ضرور۔۔۔ پھر اس کے بعد جو تمہیں میرا پاگل پن دیکھنے کو ملے گا وہ بھی برداشت نہیں ہو پائے گا تم سے۔۔۔ اس لیے جو کرنا سوچ سمجھ کر کرنا۔۔۔"

فیروز اس کے گال کو سہلاتے اسے تیز نگاہوں سے وارن کرتا واپسی کی جانب پلٹ گیا تھا۔۔

"پاگل میں نہیں تم ہو۔۔ جو کب غصہ کررہا ہے، کب ناراض ہورہا ہے اور کب محبت سے پیش آرہا ہے۔۔۔ کبھی سمجھ ہی نہیں آتی اس شخص کی۔۔۔ اسے مجھ سے صرف ہمدردی ہے یا کچھ پھر محبت۔۔۔ نن نہیں مجھ جیسی پاگل سے بھلا کون محبت کرسکتا ہے۔۔۔۔"

مشائم اپنا ہی مذاق اڑاتی وہیں بیڈ پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سکینہ بیگم ایمرجنسی میں تھیں۔۔۔ سب گھر والے باہر موجود ان کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھے۔۔۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ دعا کے ساتھ ساتھ ان کی ماں کو دوا کی بھی اشد ضرورت تھی۔۔۔ اور اس وقت ان کے حصے کی دوا ڈاکٹرز سے زیادہ عزال خانزادہ کے پاس تھی۔۔۔۔

مگر عزال خانزادہ کا دل موم کرکے اسے وہاں لا پانا ان سب کو اس وقت ناممکن ہی لگ رہا تھا۔۔۔

"ان کی حالت کافی سیریس ہے۔۔۔ وہ خود ہی سٹیبل نہیں ہو پارہی ہیں۔۔۔ آپ سب میں عزال خانزادہ کون ہیں۔۔۔ وہ بار بار بس عزال خانزادہ کا نام پکار رہی ہیں۔۔۔ پہلی بار کوئی ایسا پیشنٹ دیکھا ہے۔۔۔"

ڈاکٹرز کی بات سن کر ان سب لوگوں نے مایوسی سے ایک

دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"سر عزال ان کا پوتا ہے۔۔۔ ان کے مرے ہوئے بیٹے کی

اکلوتی نشانی۔۔۔ جو کافی عرصے سے ان سے دور ہے تو۔۔۔۔"

مدثر صاحب کے باقی کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے جب ان کی

نظر سامنے سے چل کر آتے عزال خانزادہ پر پڑی تھی۔۔

براؤن کلر کی شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے وہ ماتھے پر بکھرے

بالوں کے ساتھ لاپرواہ سا، چہرے پر اپنے مخصوص سرد تاثرات

سجائے ان سب کے قریب آرہا تھا۔۔۔

اتنے سالوں کے بعد وہ سب اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو پہلے سے ہی کہیں زیادہ وجیہہ اور پر کشش ہوچکا تھا۔۔۔ اس کا چوڑا کسرتی وجود اور مغرور چال بتا رہی تھی کہ اسے آج بھی کسی کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

وہ یہاں آیا تھا تو صرف ان لوگوں کی فریاد سن کر۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب یہ عزال خانزادہ ہیں۔۔۔۔"

اس کا کسی سے بھی بات نہ کرنے کا ارادہ دیکھ یوسف خانزادہ جلدی سے بولے تھے۔۔۔

"سر آپ پلیز آئیں میرے ساتھ۔۔۔"

وہ ڈاکٹر اس کی سحر انگیز پرسنالٹی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پایا

تھا۔۔

"دادی جان۔۔۔"

عزال نے سکینہ بیگم کے قریب بیٹھتے ان کا نحیف ہاتھ اپنی

گرفت میں لیتے محبت بھرے لہجے میں پکارا تھا۔۔۔

وہ چاہے جتنا بھی ناراض اور غصہ سہی۔۔۔ مگر مشینوں میں جکڑی

اپنی دادی کو دیکھ وہ اپنے دل کو مزید پتھر نہیں رکھ پایا تھا۔۔

اس کی آواز کانوں میں پڑتے ہی سکینہ بیگم نے فوراً آنکھیں

کھول کر اسے دیکھا تھا۔۔ ان کے منہ پر آکسیجن ماسک لگا

تھا۔۔ وہ بول نہیں پائی تھیں۔۔۔ مگر اپنا کانپتا ہوا دوسرا ہاتھ

بھی بمشکل اٹھا کر عزال کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتیں اس سے معافی کی طلبگار تھیں۔۔۔

عزال نے ان کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ان پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے تھے۔۔۔

"آپ میری سب سے زیادہ اپنی تھیں دادی جان۔۔۔"

عزال کے ہونٹوں سے ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ نکل گیا تھا۔۔۔

جس پر سکینہ بیگم کی آنکھوں سے نکلتے آنسو ان کا تکیہ پوری طرح سے بھیگو گئے تھے۔۔۔

"میں نے معاف کیا آپ کو دادی جان۔۔۔ میں اب ناراض نہیں ہوں آپ سے۔۔۔۔"

عزال پہلے اپنی ایک ماں کو کھو چکا تھا۔۔۔ وہ اب یہ سب کرکے اپنی ماں سے بڑھ کر محبت کرنے والی دادی کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔۔ جن سے دور رہ کر وہ پہلے ہی انہیں بہت سزا دے چکا تھا۔۔۔ پورے سات سال بعد وہ آج انہیں اپنی صورت دیکھا رہا تھا۔۔۔۔

اس کی دادی سات سال تڑپی تھیں اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے۔۔۔ آج جاکر عزال نے ان کی سزا ختم کردی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل کی انعم اور فصیحہ سے بہت اچھی دوستی ہوچکی تھی۔۔ نیمل بہت ہی ہنس مکھ اور چلبلی سی لڑکی تھی۔۔ جو بہت جلد لوگوں کے ساتھ گھل مل کر انہیں اپنا بنا لیتی تھی۔۔۔۔

خانزادہ مینشن میں آئی ہر عورت سے اس کی دوستی تھی۔۔۔

سکینہ بیگم کی لاڈلی ہونے کے باوجود اس میں کسی قسم کا کوئی نخرہ

موجود نہیں تھا۔۔۔

وہ سب سے بہت اچھے سے ملتی تھی۔۔۔

انعم اور فصیحہ کو بھی نیمل بہت پسند آئی تھی۔۔۔ ہر بات پر

ایڈجسٹ کرنے والی۔۔۔ اسے کسی بھی بات سے کوئی اعتراض

نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

لائٹ آن ہو یا آف۔۔۔ روم میں شور ہورہا ہو یا خاموشی۔۔۔ وہ

بنا کچھ بولے آرام سے سوجایا کرتی تھی۔۔۔

نیمل اپنی بکس سامنے پھیلائے اپنی کوئی اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھی۔۔۔ انعم اور فصیحہ تھوڑی دیر پہلے ہی چہل قدمی کے ارادے سے باہر نکلی تھیں۔۔۔ ویسے تو وہ بھی ان کے ساتھ جاتی تھی۔۔۔ مگر آج اسائنمنٹ کی وجہ سے وہ نہیں جا پائی تھی۔۔۔

نیمل اپنے کام میں کافی مگن تھی۔۔۔ جب انعم کے بیڈ پر رکھا اس کا موبائل زور و شور سے بج اٹھا تھا۔۔۔

نیمل نے ایک نظر بجتے فون پر ڈالتے واپس سے اپنی اسائنمنٹ کی جانب موڑ دی تھی۔۔۔

اس کے مطابق یوں کسی دوسرے کی کال پک کرنا غیر اخلاقی

حرکت تھی۔۔۔

مگر

اگلے ہی لمحے اسے یہی غیر اخلاقی حرکت کرنی پڑی تھی جب

موبائل بج بج کر پاگل ہوتے بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے

تھے۔۔۔

اس نے ونڈو سے جھانک کر باہر دیکھا تھا۔۔۔ وہ دونوں دور دور

تک کہیں نظر نہیں آئی تھیں۔۔۔ ہاسٹل کا گراؤنڈ بہت بڑا

تھا۔۔۔

"السلام وعلیکم۔۔۔"

نیمل نے کال اٹینڈ کرتے سلام دیا تھا۔۔ کیونکہ دونوں کے موبائلز پر یہ نمبر ادا سائیں کے نام سے سیو تھا۔۔ وہ نہیں جانتی تھی یہ کونسے ادا سائیں تھے۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ محترمہ آپ کون بات کر رہی ہیں۔۔۔؟؟"

سلامتی بھیجنے کے ساتھ ہی دوسری جانب سے کافی سنجیدگی بھرے سرد انداز میں سوال کیا گیا تھا۔۔۔

"محترم کال آپ نے کی ہے آپ بتائیں آپ کون ہیں۔۔۔"

اس شخص کے مغرورانہ انداز پر نیمل پل بھر کے لیے بھول چکی تھی۔۔ کہ یہ موبائل اس کا نہیں انعم کا ہے۔۔۔

مقابل کا بولنے کا انداز کافی خوبصورت تھا۔۔۔ مگر اس وقت دونوں طرف سے ہی اچھی بات کرنے کا موڈ کسی کا نہیں تھا۔۔۔

"سعدان شاہ بات کررہا ہوں میں۔۔۔۔ اور آپ اس وقت جس موبائل کو بنا پرمیشن اٹھا کر کال سن رہی ہیں وہ میری بہن کا موبائل ہے۔۔۔۔"

مقابل کی بات سن کر نیمل کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔۔۔

"کک کیا۔۔۔ مم میرا مطلب۔۔۔ سسس سوری۔۔۔"

اس کے طنزیہ لہجے پر نیمل سے فوری طور پر کوئی بات ہی نہیں بن پائی تھی۔۔۔

"انعم سے بات کروانا پسند کریں گی آپ۔۔۔۔"

اسے یوں ہی سکتے کے عالم میں فون کان سے لگائے کھڑا دیکھ سعدان نے اب کی بار کافی سرد لہجے میں اسے ٹوکا تھا۔۔۔

"جی وہ۔۔۔ وہ تو باہر ہیں۔۔۔"

نیمل یوسف خانزادہ جو بھری پڑی یونیورسٹی کے سامنے نہیں گھبرائی تھی۔۔۔ اس ایک انسان سے فون پر بات کرتے اس کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔۔ اور کانفیڈنس کے تو پرخچے کی آڑ گئے تھے۔۔۔

اس کی اتنی سی بات سن کر ہی دوسری جانب سے کال کاٹ دی گئی تھی۔۔۔

"اف میرے خدایا۔۔۔ تم کتنی بڑی ڈفر ہو نیمل۔۔۔ ویسے تو بڑی کانفیڈنس کیوئن بنی پھرتی ہو۔۔۔۔ اور اب تم سے سیدھے طریقے سے بات بھی نہیں کی گئی۔۔۔ ہر کوئی سعدان شاہ کی اتنی تعریف کرتا ہے۔۔ مگر اس بندے میں تو بہت زیادہ اٹیٹیوڈ ہے۔۔۔ حد ہو گئی۔۔۔ کال ہی پک کرلی تھی نا کوئی چوری تو نہیں کی تھی نا۔۔۔"

نیمل منہ بسورتی واپس اپنی جگہ پر آن بیٹھی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے وہ دونوں عجلت میں اندر آتیں جلدی سے اپنے موبائلز کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

"اوہ شٹ ادا سائیں کی اتنی ساری کالز۔۔۔ آج تو ڈانٹ پڑنی ہے۔۔۔ ادا سائیں نے وارڈن کو کال کر کے ہمیں روم میں بلوایا ہے۔۔۔"

نیمل کی سوالیہ نگاہوں پر انعم نے جلدی سے بولتی کال ملا گئی تھی۔۔۔

"کھڑوس شخص۔۔۔۔"

ان دونوں کو سعدان سے کال پر بات کرتے دیکھ نیمل اپنی بکس اٹھاتی روم سے ہی نکل آئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رحمٰن کیانی اپنی پہلی بیوی آمنہ بیگم اور اکلوتی لاڈلی بیٹی مشائم کے ساتھ اپنی بہت ہی خوشحال زندگی بسر کررہے تھے۔۔۔ وہ منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والے لوگوں میں سے تھے۔۔۔

ان کی زندگی میں ہمیشہ پیسوں کی ریل پیل رہی تھی۔۔۔ ان کی منگنی بچپن سے ان کی پھوپھو زاد کزن نیلم بیگم سے طے تھی۔۔۔ مگر رحمٰن کیانی ایک شادی کی تقریب میں اپنا دل آمنہ بیگم پر ہار بیٹھے تھے۔۔۔ جو بہت زیادہ حسین تو نہیں مگر بے انتہا پرکشش نقوش کی مالک تھیں۔۔۔ رحمٰن کیانی کو ان کی سادگی نے سب سے زیادہ متاثر کیا تھا۔۔۔

وہ آمنہ بیگم سے پہلی نظر کی محبت میں گرفتار ہوچکے تھے۔۔۔

جس کے بعد انہوں نے اپنے والد کو صاف لفظوں میں

کہہ دیا تھا کہ وہ شادی کریں گے تو صرف آمنہ بیگم سے۔۔۔

نیلم میں انہیں شروع سے ہی زیادہ انٹرسٹ نہیں تھا۔۔ نیلم

فیشن کی دلدادہ مصنوعی چیزوں میں زیادہ انٹرسٹ رکھتی تھی۔۔۔

جو بات رحمٰن کیانی کو بالکل بھی پسند نہیں تھی۔۔۔

انہوں نے نہایت ہی آرام سے وہ منگنی توڑ دی تھی۔۔ جو بات

نیلم کے دل پر خنجر کی طرح پیوست ہوئی تھی۔۔۔

وہ تو اپنے آپ کو کیانی ولا کی ملکہ سمجھے بیٹھی تھیں۔۔۔ مگر ان کی جگہ اتنی آسانی سے کسی اور نے لے لی تھی۔۔۔ اور وہ ایک طرف کھڑی دیکھتی رہ گئی تھیں۔۔۔

آمنہ رحمٰن کیانی کی دلہن بن کر ان کی زندگی میں داخل ہوچکی تھیں۔۔۔۔ اور ان کی زندگی کی خوشیوں کو مزید دوبالا کرتے شادی کے دو سال بعد انہیں ایک پیارے سے بیٹے سے نوازہ تھا۔۔۔ وہ دونوں بہت زیادہ خوش تھے۔۔۔ مگر نیلم بیگم کی کالی نظر نے ان کی خوشیوں کو زیادہ دیر ٹکنے نہیں دیا تھا۔۔۔

ان کا بیٹا ابھی صرف ایک سال کا تھا جب اچانک ایک دن کچھ غلط شے کھا جانے کی وجہ سے وہ ننھی جان اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ اس دنیا سے رخصت ہوگئی تھی۔۔۔

آمنہ بیگم اور رحمٰن کیانی کے لیے یہ غم بہت بڑا تھا۔۔ مگر ایک دوسرے کو سہارا بنتے انہوں نے اسے اللہ کی رضا مانتے اس بات پر صبر شکر کر لیا تھا۔۔۔

جب ان کا رب ایک بار پھر ان پر راضی ہوا تھا۔۔ اور انہیں ایک کومل سی ننھی پری سے نواز دیا تھا۔۔ جس کی کلکاریوں نے ان کے کیانی ولا میں پھر سے رونقیں بھر دی تھیں۔۔۔

وہ دونوں مشائم کو پا کر بہت زیادہ خوش تھے۔۔۔ مگر ان کی یہ خوشیوں نیلم ہضم نہیں کر پائی تھی۔۔۔ اس عورت نے حسد کی آگ میں جلتے نہ تو خود اپنا گھر بسایا تھا نہ ہی ان دونوں کا بسنے دیا تھا۔۔۔

مشائم سات سال کی تھی جب اچانک سے اسے پاگل پن کے دورے پڑنے لگے تھے۔۔۔ آمنہ بیگم اور رحمٰن کیانی اپنی لاڈلی کی اچانک بگڑتی حالت دیکھ سکتے میں آگئے تھے۔۔۔

اسے فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس کے جاتے اس کا علاج کروایا گیا تھا۔۔۔

مگر یہ سلسلہ رکا نہیں تھا۔۔۔۔ ہر دو مہینے بعد جیسے ہی انہیں لگتا کہ مشائم اب نارمل ہونے لگی ہے۔۔۔ وہ پھر سے اسی حالت کا شکار ہو جاتی۔۔۔

آمنہ بیگم اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھ اندر سے ٹوٹنے لگی تھیں۔۔۔

جب وہ معصوم بچی بیٹھے بیٹھے اپنے بال نوچنے لگتی تو آمنہ بیگم کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوتا تھا۔۔۔

یہ سلسلہ چلتے کئی سال گزر گئے تھے۔۔۔ بڑے سے بڑا سرجن بھی اس کے مرض کی تشخیص کرنے میں ناکام رہا تھا۔۔۔

رحمٰن کیانی نے یہ ملک چھوڑ کر کسی اور ملک چلے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ وہ اپنا سارا بزنس وائنڈ اپ کر رہے تھے۔۔۔ اس بات سے انجان کے ان پر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے۔۔۔

وہ ایک دن گھر واپس لوٹے تھے۔۔۔ پورے کیانی ولا پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔ ان کے والد ان دنوں عمرہ کرنے گئے ہوئے تھے۔۔۔

رحمن کیانی کو کہیں بھی کوئی ملازم نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ گھر کی ہر شے اپنے ٹھکانے پر تھی۔۔۔ ان کی چھٹی حس نے انہیں کچھ غلط ہونے کا الارم دیا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی اپنے بیڈروم میں داخل ہوئے سامنے کا منظر ان کی ہستی کو فنا کر گیا تھا۔۔۔

آمنہ بیگم بیڈ پر مردہ حالت میں پڑی تھیں۔۔۔ جبکہ سولہ سالہ

مشائم ساکت سی دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی خالی خالی نگاہوں سے

اپنی ماں کے بے جان پڑے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک آنسو تک نہیں تھا۔۔۔

پورسٹ مارٹم کے بعد پتا چلا تھا کہ آمنہ بیگم کی موت سر پر کوئی

وزنی شے لگنے سے ہوئی ہے۔۔۔

جس کے بعد نیلم بیگم سمیت خاندان کے باقی تمام حاسدین نے

اس موت کا الزام مشائم کے پاگل پن پر لگا کر رحمٰن کیانی کو

اسے پاگل خانے بھیجنے کا مشورہ دیا تھا۔۔

ان سب کے مطابق جو لڑکی اپنی ماں کی جان لے سکتی تھی۔۔ وہ باقیوں کے لیے زیادہ خطرے کا باعث تھی۔۔۔ ایسے پاگل انسان کا نارمل لوگوں کے بیچ رہنا ٹھیک نہیں تھا۔۔

سب لوگوں کے بہت زیادہ پریشرائز کرنے کے باوجود بھی رحمٰن صاحب اس بات کے لیے اپنے دل کو راضی نہیں کر پائے تھے۔۔۔ ان کا دل کسی قیمت پر نہیں مانتا تھا کہ ان کی بیٹی اپنی ماں کو مار سکتی ہے۔۔۔

مگر رپورٹس اور پولیس کی جانب سے کی گئی تفتیش میں سارے ثبوت مشائم کے خلاف کی بنے تھے۔۔۔ جس کے باوجود بھی رحمٰن صاحب نے مشائم کو پاگل خانے نہیں بھیجا تھا۔۔۔

اپنی ماں کے جانے کے بعد مشائم بالکل گم صُم ہوگئی تھی۔۔ اب اس پر پاگل پن کے دورے زیادہ پڑنے لگے تھے۔۔۔

وہ جب بھی کسی انجان چہرے کو اپنے قریب دیکھتی تھی تو پاگل ہو اٹھتی تھی۔۔۔ خاص طور پر نیلم بیگم کو دیکھ کر تو وہ اپنا آپا بالکل کھو کر انہیں مارنے کو دوڑ پڑتی تھی۔۔۔

رحمٰن کیانی نے اپنے باپ اور باقی سب کے مجبور کرنے پر نیلم بیگم سے شادی کرلی تھی۔۔۔

جس کے بعد مشائم نے ان سے بھی بات کرنا چھوڑ دی تھی۔۔۔

وہ جب بھی پاس آتے مشائم رونے لگ جاتی تھی۔۔۔

جب انہیں دنوں فیروز خان نے رحمٰن کیانی کے سیکورٹی انچارج کے طور پر ڈیوٹی جوائن کی تھی۔۔۔

ہر روز صبح آتے جاتے مشائم کا اس سے آمنا سامنا ہوتا تھا۔۔

مشائم کو وہ انسان بہت عجیب لگتا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اسے باقی سب لوگوں کی طرح پاگل ٹریٹ نہیں کرتا تھا۔۔۔ نہ ہی اس کے قریب آنے سے ڈرتا تھا۔۔۔

نہ ہی اسے ترس بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا۔۔۔

مشائم کو اس بات پر خوش ہونے کو بجائے کوفت ہونے لگی تھی۔۔ کیوں آخر یہ شخص اسے باقیوں کی طرح ٹریٹ کیوں نہیں کرتا تھا۔۔۔

کبھی کسی کی جانب نظر اٹھا کر نہ دیکھنے والی لڑکی اب روز صبح و شام اس کسرتی وجود کے مالک شخص کو دیکھنے کی عادی ہوگئی تھی۔۔۔

مگر اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کی جگہ ناگواری اس وقت پھیلی تھی جب اس نے فیروز کو نیلم بیگم کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے دیکھا تھا۔۔۔

ان دنوں اس کے بابا آؤٹ آف کنٹری گئے ہوئے تھے۔۔۔
مشائم کو اس لمحے نیلم بیگم سے مسکرا مسکرا کر باتیں کرتا فیروز دنیا کا سب سے بڑا فریبی اور دھوکے باز انسان لگا تھا۔۔۔

مشائم کو ہر اس انسان سے نفرت محسوس ہوتی تھی جو نیلم بیگم کے قریب ہوتا تھا۔۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے بابا سے بھی بات کرنا بند کردی تھی۔۔۔

اس دن کے بعد سے مشائم نے فیروز کی جانب دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔۔ جو بات فیروز نے بھی واضح طور پر نوٹ کی تھی۔۔

اس نے ایک دو بار مشائم کو مخاطب کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ جس کے جواب میں مشائم اس کی گردن اور چہرا نوچ کر رکھ دیتی تھی۔۔

باقی سب ملازمین کے مطابق وہ یہ سب اپنے پاگل پن کے دورے کے تحت کرتی تھی۔۔۔ مگر مشائم کے ساتھ ساتھ کافی حد تک فیروز خان بھی اچھے سے جانتا تھا کہ یہ وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں کرتی تھی۔۔۔

فیروز خان کے قریب ہوتے اس لڑکی کو کبھی پاگل پن کا دورہ نہیں پڑا تھا۔۔۔ یہ اس کے اندر کا غصہ تھا جو اس صورت فیروز خان کے اوپر نکلتا تھا۔۔۔

مگر وہ لمبی چوڑی مضبوط جسامت کا مالک شخص جو نہایت ہی آرام سے اس دھان پان لڑکی کو قابو کر سکتا۔۔۔ وہ اسے کچھ کیوں نہیں کہتا تھا مشائم آج تک اس بات میں الجھ کر رہ جاتی تھی۔۔۔

فیروز سے الجھنے کے بعد وہ اپنے بابا کے قریب ہونے لگی تھی۔۔

اسے فیروز سمیت ہر شخص اپنے بابا کا دشمن لگنے لگا تھا۔۔

جب ایک دن موقع دیکھتے اس کے بابا نے اس سے بہت بڑی بات کردی تھی۔۔

"کیا میری بیٹی اپنے بابا کی ایک بات مانے گی۔۔۔۔"

رحمٰن کیانی نے بہت ہی محبت سے اسے پچکارتے یہ سوال کیا تھا۔۔۔

"جی بابا۔۔۔۔"

مشائم نے ان کے سنجیدگی بھرے انداز پر غور سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"دیکھو بیٹا آپ کے بابا ہمیشہ آپ کو وہی کہیں گے جس میں آپ کی بھلائی ہو۔۔۔۔ مجھے پوری امید ہے آپ میری بات کا مان ضرور رکھیں گی۔۔۔ میں آج ہی آپ کا اور فیروز کا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

رحمٰن کیانی نے مشائم کے ری ایکشن سے اندر ہی اندر خوفزدہ ہوتے یہ بات کہی تھی۔۔۔

جبکہ مشائم ان کی اس غیر متوقع بات پر کتنے ہی لمحے کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

"بابا آپ۔۔۔ چاہتے ہیں میں ایک ملازم سے نکاح کر لوں۔۔۔۔"

مشائم نے بے یقینی سے اپنے بابا کو دیکھا تھا۔۔ جبکہ یہ اس کا دل بھی جانتا تھا کہ اگر اس وقت اس کے بابا اسے کسی بھی عام سے ملازم سے بات کرنے کو کہتے تو وہ تب بھی مان جاتی۔۔۔ مگر فیروز کے تو نام پر ہی اس کی سانسیں رک سی گئی تھیں۔۔

"وہ ملازم نہیں ہے مشائم۔۔۔ صرف میرا سیکورٹی انچارج ہے۔۔۔ آپ بھی یہ بات جانتی ہو کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اب تک آپ کے بابا آپ کے ساتھ نہ ہوتے۔۔۔

مجھے اپنی زندگی کا بالکل بھی بھروسہ نہیں ہے۔۔۔ میری ساری جائیداد کی اکلوتی وارث آپ ہیں۔۔۔ میرے بعد آپ کے ساتھ یہ دنیا نجانے کیا سلوک کرے۔۔ اس لیے میں آپ کو محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر جانا چاہتا ہوں۔۔۔ اور اپنے بعد مجھے فیروز

پر سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔۔۔ اس لیے میں چاہتا ہوں

آپ کا نکاح فیروز سے ہو جائے۔۔۔۔"

رحمٰن کیانی نے بہت ہی رسانیت سے یہ بات سمجھائی تھی۔۔۔

"مگر بابا۔۔۔۔"

مشائم نے انکار کرنے کے لیے لب واں کیے ہی تھے جب اپنے

بابا کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔۔

ابھی تک اس کی لائف کونسا اس کی مرضی سے گزری تھی جو وہ

اب آگے کسی قسم کی بھی خوشی کی تمنا کرتی۔۔۔

"آپ جو بھی فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا بابا۔۔۔۔"

مشائم نے بھیگتی آنکھوں کے ساتھ چہرا جھکائے حامی بھر دی تھی۔۔۔

اور پھر اسی شام مشائم کو اس شخص کے نام لگا دیا گیا تھا۔۔۔

مشائم اس رات بہت روئی تھی۔۔۔

ان دنوں کا یہ نکاح بہت ہی خفیہ طریقے سے کیا گیا تھا۔۔۔ جن میں فیروز کے ایک دو دوست اور رحمٰن کیانی کے چند ایک قریبی دوستوں نے گواہان کے طور پر شرکت کی تھی۔۔۔

نیلم بیگم تک کو اس نکاح سے بے خبر رکھا گیا تھا۔۔۔

مشائم فیروز کو اپنا دشمن سمجھتی تھی۔۔۔ تو دوسری جانب اسی شخص کے خیال پر اس کے دل کی دھڑکنیں الگ ہی تال پر دھڑکنے لگتی تھیں۔۔۔

وہ اپنی کی کیفیت پر کوفت کا شکار ہوتی خود کو ہی ذہنی طور پر ٹارچر کرتی رہتی تھی۔۔۔

اور اب بھی اکثر اس کا غصہ فیروز پر ہی نکلتا تھا۔۔۔

وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کے لیے سب کے سامنے اپنا نوکر کہہ کر پکارتی تھی۔۔۔

مگر وہ پھر بھی اس کی بات کا برا نہیں مناتا تھا۔۔۔ ثانیہ اس کے بابا کے دوست کی بیٹی تھی۔۔۔ جو فیروز کو بہت پسند بھی کرتی

تھی۔۔۔ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ مشائم کو پاگل پن کا دورہ

پڑنا یقینی ہوتا تھا۔۔۔

ایک طرف وہ شخص اس کا دشمن تھا تو دوسری طرف وہ اسی

شخص کو کسی اور لڑکی کے ساتھ دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

مشائم رحمٰن کیانی اپنی زندگی سے ہی تنگ آچکی تھی۔۔۔ ان کے

گھر اکثر پارٹیز ہوتی رہتی تھیں۔۔۔ مگر مشائم کو کبھی بھی باہر

نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔۔۔

کچھ معاملوں میں ہی سہی مگر رحمٰن کیانی نیلم بیگم کی سن لیتے

تھے۔۔۔ اور نیلم بیگم کے مطابق کی مشائم زہنی طور پر اس

کنڈیشن میں نہیں تھی کہ اسے لوگوں کے بیچ پارٹیز میں رکھا

جاتا۔۔۔

نیلم بیگم کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اس عورت کی بیٹی کو ہی ختم

کردیں جس نے ان کی جگہ چھینی تھی ان سے۔۔۔

فیروز خان کے دماغ میں کب کیا چلتا تھا مشائم کبھی نہیں سمجھ پائی

تھی۔۔۔ اور یہی بات اس کا غصہ فیروز خان پر مزید بڑھا دیتی

تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم نے کل ادا سائیں کی کال اٹینڈ کی تھی کیا۔۔۔ ؟"

نیمل ان دونوں کے ساتھ یونیورسٹی کے گیٹ میں داخل ہوئی تھی جب انعم نے کچھ سوچتے نیمل سے یہ سوال کیا تھا۔۔

"ہاں۔۔۔ مگر لگتا ہے اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کر دی وہ کال پک کرکے۔۔۔ یار تمہارے بھائی کو تو لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز بھی نہیں ہے۔۔۔"

نیمل ناک چڑھاتے بولی تھی۔۔۔

اس نے آج تک سعدان شاہ کی ہر جگہ تعریف ہی سنی تھی۔۔۔ انعم اور فصیحہ کی زبان پر تو ہر وقت اسی کا ذکر ہوتا تھا۔۔۔ مگر کل اس شخص سے پہلی بار بات کرکے نیمل کو وہ بہت روڈ لگا تھا۔۔۔

"نہیں ہمارے ادا سائیں سے زیادہ تمیز والا انسان اسے زمانے میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا ہے۔۔۔ وہ عورتوں کو بہت عزت دیتے ہیں۔۔"

فصیحہ نے فوراً اس کی بات کی نفی کی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ نیمل اسے کوئی جواب دیتی اسے عاطف اپنی جانب آتا دکھائی دیا تھا۔ وہ بھی اسی یونیورسٹی میں پڑتا تھا۔۔۔۔

"کیسے ہیں ادا آپ۔۔۔؟؟ انعم، فصیحہ ان سے ملو۔۔۔ یہ میرے ادا سائیں ہیں۔۔۔۔"

نیمل نے ان دونوں کی جانب دیکھتے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔ عاطف کو سامنے دیکھ انعم اپنی نگاہیں نیچے کرلی تھیں۔۔۔ جبکہ عاطف کی پرشوق نگاہیں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

"جانتے ہیں ہم۔۔۔ یہ ہمارے کلاس فیلو ہیں۔۔۔"

نیمل کی بات پر فصیحہ نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔

"اوہ اچھا۔۔۔ بہت اچھی بات ہے یہ تو پھر۔۔۔"

نیمل نے حیران نگاہوں سے عاطف کی جانب دیکھتے فصیحہ کو جواب دیا تھا۔۔۔

جبکہ انعم کا شرمانا گھبرانا اور عاطف کا انداز نیمل کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

"اوکے ہم بعد میں ملتے ہیں تم سے۔۔ ابھی کلاس کا ٹائم ہورہا

ہے۔۔۔۔"

فصیحہ اور انعم اسے کہتی خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔

جبکہ نیمل خونخوار تیوروں کے ساتھ عاطف کی جانب پلٹی

تھی۔۔۔

"عاطف یہ سب کیا ہے۔۔۔؟ دادی جان نے تمہیں یہ سب

کرنے کے لیے یہاں بھیجا تھا۔۔۔"

نیمل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کھینچ کر ایک تھپڑ عاطف کے منہ

پر لگائے۔۔۔

"ادی سائیں ہم سائیڈ پر جاکر بات کرسکتے ہیں کیا۔۔۔۔؟؟"

عاطف نے اس کے چلانے پر اردگرد متوجہ ہوتے لوگوں کو دیکھ

نہایت ہی نرمی سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

جو نرم انداز ان کے خاندان کے مردوں کا خاصہ بالکل بھی نہیں

تھا۔۔

نیمل کا دماغ ماؤف ہوچکا تھا۔۔۔

"ادی سائیں میں اور انعم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔۔

"

عاطف نے قدرے خاموشی کونے میں آتے نیمل کے سر پر بم

پھوڑا تھا۔۔۔

نیمل پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"محبت۔۔۔ ؟؟؟"

نیمل کے لب دھیرے سے پھڑپھڑائے تھے۔۔۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہمارے دشمنوں کی بیٹی ہے۔۔۔ تم اس سے محبت کیسے کرسکتے ہو۔۔۔۔"

نیمل کا ہاتھ اٹھا تھا اور عاطف کے چہرے پر اپنا نشان چھوڑ گیا تھا۔۔۔ عاطف خاموشی سے سر جھکائے رہا تھا۔۔۔

"دادی جان نے یہ سب کرنے کے لیے تمہیں یہاں بھیجا تھا کیا۔۔۔؟"

نیمل بنا کوئی لحاظ کیے دھاڑی تھی۔۔۔ اس کے لیے اس کی دادی سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔۔۔ اس کی دادی سے جھوٹ بولنے والا، انہیں دھوکا دینے والا اس کے لیے بھی دھوکے باز ہی تھا۔۔

عاطف کوئی جرم نہ ہوتے ہوئے بھی نیمل کے سامنے سر جھکائے کھڑا رہا تھا۔۔۔ وہ خود کو نیمل کے ہر طرح کے ردعمل کے لیے تیار کرکے آیا تھا۔۔۔

"جن لوگوں کی وجہ سے دشمنی تھی وہ کب کے مر مٹ گئے۔۔۔ اب کیسی دشمنی اور کیسا بدلہ۔۔۔ اور ویسے بھی دادی جان نے بھی تو مجھ سے یہی کہا تھا کہ شاہوں کی بیٹی کو محبت میں پھنسانا ہے۔۔ میں نے ان کی بات مانی۔۔ مگر انعم اتنی معصوم لڑکی ہے کہ میں اس کے ساتھ کوئی فریب نہیں کرسکا۔۔۔ میں اس کے

جذبات سے نہیں کھیل سکا۔۔۔ اور سچی محبت کر بیٹھا اس سے۔۔۔"

نیمل عاطف کی بات سنتی سر پکڑ کر رہ گئی تھی۔۔۔ یہ وہ عاطف تو بالکل بھی نہیں تھا جو حویلی میں سکینہ بیگم کے سامنے ہوتا تھا۔۔۔ اس کے اندر تو کوئی اور انسان بول رہا تھا۔۔ اس کا بھائی کس کی زبان بول رہا تھا آخر۔۔

"کس نے یہ ساری پٹی پڑھائی ہے تمہیں۔۔۔ خونی رشتوں سے اوپر نہیں ہوتی یہ محبت۔۔۔ شاہ محل والے ہمیشہ سے ہمارے دشمن تھے اور دشمن ہی رہیں گے۔۔۔ نہ وہ ہمارے دوست بن سکتے ہی نہ رشتہ دار۔۔۔ دادی جان بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔۔۔ بہت تیز ہیں وہ لوگ۔۔۔ بہت شاطر۔۔۔ سالوں پہلے بھی یہی

محبت کے کھیل کھیل کر ہم سے ہمارے اپنوں کو چھینا تھا۔۔۔

اور اب بھی وہ یہی کر رہے ہیں۔۔۔ مگر اس بار میں ایسا نہیں

ہونے دوں گی۔۔۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑوں

گی۔۔ جس کی وجہ سے میری دادی جان کی آنکھوں میں آنسو

آئے۔۔۔ بولو کس نے یہ محبت کے سبق پڑھائے ہیں تمہیں۔"

نیمل کے لہجے میں ان لوگوں کے لیے نفرت ہی نفرت

تھی۔۔۔۔

"سعدان شاہ۔۔۔۔۔"

عاطف نے نیمل کے پیچھے آکر کھڑے سعدان شاہ کو دیکھ اس کا

نام پکارا تھا۔۔۔

جبکہ اپنے اردگرد بکھرتی نہایت ہی دلفریب مہک نے نیمل کو خود میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

"کیا میں کچھ دیر آپ کی ادی سائیں سے بات کر سکتا ہوں۔۔۔"

اپنے پیچھے سے سنائی دیتی وہی مردانہ گھمبیر لہجہ اس کے کانوں سے ٹکرایا تھا۔۔۔ جو ایک بار نیمل پہلے بھی سن چکی تھی۔۔۔

سعدان کو دیکھ عاطف کے ہونٹوں پر دھیمی سی بے فکری بھری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔ جیسے وہ جانتا ہو کہ سامنے کھڑا شخص سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔۔۔

"معاف کر دینا ادی۔۔۔ میں اپنے خاندان والوں کا بھلا ہی چاہتا ہوں۔۔۔"

عاطف نیمل کے آگے جھک کر کان پکڑ کر بولتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔

جبکہ نیمل ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔۔

جب سامنے کھڑے وجاہت کے شاہکار کو دیکھ نیمل نے فوراً نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔ سفید رنگت اور خوبصورت سے ہونٹوں کے اوپر سجی مونچھیں جو اس کی شخصیت کو مزید رعب دار بناتی تھیں۔۔۔

کریم کلر کے لباس کے اوپر سیاہ شال لپیٹے وہ پوری شان سے اس کے آگے کھڑا تھا۔۔۔ نیمل کے نگاہیں پھیرنے پر اس کے

ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔

"محترمہ کیا میں آپ کو آپ کے نام سے پکار سکتا ہوں۔۔۔"

سعدان شاہ نے نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں اس سے اجازت طلب کی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اندرون سندھ کے علاقوں میں موجود سینکڑوں کے حساب سے موجود گوٹھ پر مشتمل گاؤں دو خاندانوں کے بیچ بٹے ہوئے تھے۔۔۔ آدھے گاؤں شاہ خاندان کی وراثت میں آتے تھے۔۔۔ جبکہ باقی آدھے خانزادہ خاندان کی جاگیر تھے۔۔۔۔

مگر ان دونوں خاندانوں کی آپس میں کبھی بھی نہیں بن پائی تھی۔۔ لیکن سالوں پہلے محبت کے خالص جذبات نے ان دونوں خاندانوں کی دشمنی کی سرحد کو پھلانگ کر جو تباہی مچائی تھی۔۔۔ اس کی آثار آج بھی دونوں خاندانوں میں واضح نظر آتے تھے۔۔۔۔

سالوں پہلے کی بات ہے جب ایک دن شہر سے لوٹتے سکینہ خانزادہ کے لاڈلے اور سب سے چھوٹے بیٹے حارث خانزادہ کا ٹکراؤ شاہ محل کی بیٹی خولہ سے ہوا تھا۔۔ خولہ کے بارے میں وہ پہلے ہی سن چکا تھا کہ شاہ حویلی والوں کی پہلی بیٹی تھی وہ جو شہر جاکر تعلم حاصل کررہی تھی۔۔۔

وہ بہت ہی زہین اور قابل لڑکی تھی۔۔۔

حارث خانزادہ پر اس نے زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔۔۔ جو بات حارث کو بہت بڑی طرح چبھی تھی۔۔۔ اس نے فیصلہ کرلیا تھا اس نخریلی مغرور لڑکی کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا کر ہی رہے گا۔۔۔

حارث اپنی گاڑی لے کر ہر روز اسی جگہ جاکر کھڑا ہونے لگا تھا جہاں سے خولہ کی گاڑی نے گزرنا ہوتا تھا۔۔۔ خولہ کو پہلے پہل تو اس بات پر بہت غصہ آتا تھا۔۔۔

مگر اس نے کبھی بھی گھر جاکر اپنے باپ اور بھائیوں سے اس بات کی شکایت نہیں کی تھی۔۔۔ حارث کافی ہینڈسم لڑکا تھا۔۔۔ اور گاڑی کے باہر کھڑا ہوکر بس اسے ایک نظر دیکھتا تھا۔۔۔

اس کا یہ دیوانوں بھرا انداز خولہ کو اپنی جانب اٹریکٹ کرنے لگا

تھا۔۔۔

جب ایک دن نجانے کس احساس کے تحت اس نے گاڑی سے

اتر کر حارث سے اس طرح کھڑے ہونے کی وجہ پوچھ لی

تھی۔۔۔ مگر شاید یہی اس کی زندگی کا اٹھایا جانے والا سب سے

غلط قدم تھا۔۔

حارث نے اس کے پوچھنے پر اپنی محبت کا اظہار کرتے اپنے دل

کو اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا تھا۔۔۔

خولہ سامنے کھڑے شاندار مرد کو اپنی محبت میں یوں پاگل دیکھ

اپنے دل کو پگھلنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔

اور اس کے آگے اپنا دل ہار بیٹھی تھی۔۔۔ مگر وہ جانتی تھی کہ جو دشمنی ان دونوں کے خاندانوں کے بیچ موجود تھی وہ انہیں کبھی ایک نہیں ہونے دے سکتی تھی۔۔۔

اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔۔

خولہ کے بڑے بھائی کو اس بات کی خبر ہوگئی تھی۔۔۔

جس پر انہوں نے خولہ کے ساتھ مار پیٹ کرتے اس کا شہر جانا بھی بند کروا دیا تھا۔۔۔ اور اس کا نکاح فوری طور پر اپنے چچا زاد کزن سے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

یہ خبر سنتے ہی حارث گھر میں اپنی بھابھی ثوبیہ جو کہ اس کی ہر بات کہ راز دار تھی کو بتائے۔۔۔ اس کے روکنے کے باوجود خولہ

کو اپنے ساتھ بھگا کر لانے کے لیے شاہ محل کی جانب نکل گیا تھا۔۔۔

مگر خولہ کے بھائی نے تو پہلے ہی سارے انتظامات کر رکھے تھے۔۔۔ جیسے ہی حارث شاہ محل پہنچا ایک جانب چھپے ان کے آدمیوں نے حارث پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔۔۔

حارث خانزادہ کو غیرت کے نام پر قتل کردیا گیا تھا۔۔۔ یہ خبر جہاں خانزادہ مینشن والوں پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی وہیں خولہ اس بھیانک خبر کا برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اس نے اسی لمحے زہر کھاتے اپنی جان دے دی تھی۔۔۔

پورے علاقے میں قہرام سا مچ گیا تھا۔۔۔

خانزادہ مینشن گہرے غم میں ڈوب چکا تھا۔۔۔

وہ لوگ اپنے جوان بھائی کی موت پر غم اور غصے سے پاگل ہوتے شاہ محل کے سارے مردوں کو مار دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔ مگر سکینہ بیگم نے ان سب کو اپنی قسم دے کر روک دیا تھا۔۔۔

ایک بیٹے کو کھو کر وہ بری طرح سے غم سے نڈھال تھیں۔۔۔ ان میں ہمت نہیں بچی تھی مزید کوئی بھی نقصان کروانے کی۔۔

پنچایت نے بھی شاہ محل والوں کے حق میں فیصلہ سنایا تھا۔۔۔ ان کے گاؤں میں غیرت کے نام پر بہت سخت سزا ملتی تھی۔۔۔

حارث خانزادہ نے شاہ محل والوں کی عزت پر حملہ کیا تھا۔۔۔

اس کا انجام یہی تھا۔۔۔

یہ فیصلہ نہایت ہی ناانصافی پر مبنی تھا۔۔ مگر ان دنوں شاہ محل والوں کا پلڑا بھاری تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے خانزادہ مینشن والوں کی ایک بھی نہیں سنی گئی تھی۔۔۔

مگر اللہ رب العزت سے بڑا منصف کوئی نہیں تھا۔۔۔

جس نے پنچایت کے فیصلے کے اگلے ہی دن اپنا انصاف دکھا دیا تھا۔۔

خولہ کا بڑا بھائی جس نے حارث کو نہایت ہی بے دردی سے قتل کروایا تھا۔۔۔ گاؤں سے شہر جاتے اس کی گاڑی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا۔۔ جس کے نتیجے میں گاڑی کھائی سے نیچے

جاگری تھی۔۔۔ اس کی میت کو بہت بری حالت میں باہر نکالا گیا تھا۔۔۔

پنچایت والوں نے اگر ناانصافی کی تھی لیکن سکینہ بیگم کو اپنے بیٹے کے قتل کا بدلہ مل چکا تھا۔۔۔

جس نے ان کے بیٹے کو قتل کیا تھا وہ خود بھی اس دنیا پر باقی نہیں رہا تھا۔۔۔ مگر سکینہ بیگم اپنے دل سے بدلے کی یہ آگ کبھی ختم نہیں کر پائی تھیں۔۔۔

حارث نے اپنی جس بھابھی کو اپنی محبت کا رازداں بنا رکھا تھا سکینہ بیگم کو جیسے ہی اس بات کا علم ہوا انھوں نے اپنی بہو نورین بیگم کا جینا دو بھر کر دیا تھا۔۔۔ وہ نورین کو بھی اپنے بیٹے

کا قاتل سمجھتی تھیں۔۔ جس نے اتنی بڑی بات پتا ہونے کے باوجود ان لوگوں سے چھپائی تھیں۔۔۔

وہ نورین بیگم کو بھی بیٹے کو کھونے کے درد کا مزا چکھانا چاہتی تھیں۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں سات سال کے عزال خانزادہ کو نورین بیگم سے چھین لیا تھا۔۔ اور نورین کو گھر سے نکال دیا تھا۔۔۔

عزال کو سب کی طرف سے یہی بتاتا گیا تھا کہ اس کی ماں کی ڈیتھ ہوچکی ہے۔۔۔ بہت سالوں بعد عزال سے اس کی امی کے کزن نے رابطہ کرتے اسے اس کی ماں کی خراب حالت اور ساری سچائی سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

جو سنتے ہی عزال بھاگا بھاگا اپنی ماں کے پاس پہنچا تھا۔۔۔ مگر اتنے سالوں سے بیٹے کی جدائی سہتی نورین بیگم کافی کمزور اور بیمار پڑ چکی تھیں۔۔۔ عزال خانزادہ ساری سچائی جاننے کے بعد خانزادہ مینشن والوں سے قطع تعلق کرچکا تھا۔۔۔ اس نے اب اپنا پورا ٹائم اپنی ماں کو دینے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ اور نورین بیگم کی بہت زیادہ دیکھ بھال کی تھی۔۔۔

سکینہ بیگم نے عزال کو اپنے پوتے کے بجائے آگے بیٹے سے بڑھ کر محبت سے پالا تھا۔۔۔ عزال کے بابا کی بہت پہلے ڈیتھ ہوچکی تھی۔۔۔ جبکہ اس کی ماں کو انہوں نے خود چھینا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ سکینہ بیگم کو بہت زیادہ عزیز تھا۔۔۔

مگر عزال کے یوں چھوڑ کر جانے نے سکینہ بیگم کو بہت بری طرح ہرٹ کیا تھا۔۔۔ وہ دل کی مریض بن چکی تھیں۔۔۔ اور ساتھ شاہ محل والوں کے لیے ان کے دل میں مزید نفرت بھڑک اٹھی تھی۔۔۔ وہ عزال کے دور جانے کی وجہ بھی شاہ محل والوں کو ہی سمجھتی تھیں۔۔۔

عزال کچھ سال ہی اپنی ماں کی آغوش کی گرمائش محسوس کر پایا تھا۔۔۔ جب نورین بیگم اسے کچھ سال اپنے پاس دیکھ اپنی ممتا کی پیاس بجھاتیں اپنے بیٹے کو تنہا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئی تھیں۔۔۔

اس خبر پر خانزادہ مینشن کا ہر شخص دکھی ہوا تھا۔۔ اور شدید پیشمان بھی۔۔ جنہوں نے اتنے سال ایک ماں کو اس کے بیٹے سے دور رکھ کر اتنا بڑا گناہ سرزد کیا تھا۔۔

وہ سب چاہتے تھے کہ عزال واپس خانزادہ مینشن لوٹ آئے۔۔۔ مگر عزال کا غصہ ابھی کم نہیں ہوا تھا۔۔۔ اس نے خانزادہ مینشن والوں کو اپنی صورت بھی نہ دکھانے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔۔ لیکن وہ دل سے اپنے خاندان والوں کی محبت بھی کم نہیں کر پایا تھا۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ سکینہ بیگم کی بیماری کا سنتے وہ خود کو ان کے پاس آنے سے روک نہیں پایا تھا۔۔۔

سکینہ بیگم آج تک اپنے جوان لاڈلے بیٹے کی موت کا دکھ نہیں بھول پائی تھیں۔۔۔ اس کی خون میں لت پت لاش آج بھی ان کی آنکھوں کے پردے پر روز اول کی طرح نمایاں تھی۔۔ جو ان کو راتوں کو سونے نہیں دیتی تھی۔۔۔

وہ بھی شاہ محل والوں کو اسی درد سے گزارنا چاہتی تھیں۔۔ مگر وہ کوئی خون خرابہ نہیں چاہتی تھیں۔۔۔ وہ اپنے بیٹوں کو نقصان نہیں۔ پہنچانا چاہتی تھیں۔۔۔ اسی لیے انہوں نے نیمل اور عاطف کی صورت شاہ محل والوں سے بدلہ لینے کی ٹھانی تھی۔۔۔ ان کے یہ دونوں پوتا پوتی ان کے بہت قریب تھے۔۔۔

سب سے زیادہ نیمل۔۔۔ جس کی ہر بات اس کی دادی سے شروع ہوکر انہیں پر ختم ہوتی تھی۔۔۔

انہوں نے عاطف کو داخلہ اسی یونیورسٹی میں لینے کو کہا تھا جہاں شاہ محل والوں کی بیٹیاں پڑھتی تھیں۔۔۔

وہ چاہتی تھیں عاطف انعم کو اپنی جھوٹی محبت کے فریب میں پھنسا کر بھگا کر لے جائے۔۔۔ تاکہ شاہ محل والوں کی عزت پورے گاؤں میں اچھلے۔۔ وہ جو اپنا شملہ اٹھائے ہر محفل میں قابلے عزت انداز میں بیٹھتے تھے۔۔۔ ان کا وہ سر ہی جھک جائے۔۔۔۔ اور سب سے بڑی زمہ داری تو انہوں نے نیمل کو سونپی تھی۔۔۔

شاہ محل کے سب سے زیادہ چمکتے ستارے سعدان شاہ کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر اسے دل کا روگ لگانے کی۔۔۔

وہ نیمل کو شاہ محل میں داخل کروا کر وہاں کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

اس طرح ہی ان کے بدلے کی آگ بجھ سکتی تھی۔۔۔ مگر اس سب میں وہ یہ بھول گئی تھیں۔۔۔ کہ اس سارے کھیل میں نقصان تو ان کے اپنے لاڈلے پوتا پوتی کا بھی ہونا تھا۔۔۔

ان دونوں کی زندگی بھی برباد ہوجانی تھی۔۔ لیکن سکینہ بیگم کی آنکھوں پر بندھی انتقام کی پٹی انہیں کچھ اور دیکھنے کی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

عاطف سکینہ بیگم کی شاہ محل والوں کے خلاف ڈالی گئی نفرت کے تحت ہی یونی آیا تھا۔۔۔ اور انعم سے بھی پہلی بار اسی نیت

کے ساتھ ہی ٹکرایا تھا۔۔ مگر انعم جیسی معصوم لڑکی کی بھولی صورت اور صاف گوئی نے اسے اتنا متاثر کیا تھا کہ اس کے دل میں موجود نفرت جھاگ کی طرح بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

اسے فصیحہ سے پتا چلا تھا کہ انعم تو اسے پہلے سے پسند کرتی ہے۔۔۔ گاؤں کی تقریب میں وہ عاطف کو دیکھ چکی تھی۔۔ جو سن کر عاطف کو کافی حیرانی ہوئی تھی۔۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ ان کے دشمن خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔۔ وہ اسے پسند کیسے کر بیٹھی تھی۔۔۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ کبھی ایک نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔۔

جس پر انعم نے اس کی ملاقات اپنے پیارے ادا سائیں سعدان شاہ سے کروا کر اسے بہت اچھے سے باور کروا دیا تھا۔۔ کہ ان

کے شاہ محل کے مردوں کی سوچ بہت حد تک بدل چکی تھی۔۔۔ جس میں بڑا ہاتھ سعدان شاہ کا تھا۔۔۔ سعدان نے عاطف سے ملتے پہلی ملاقات میں ہی عاطف کا نظریہ بھی بدل دیا تھا۔۔۔ عاطف سعدان کی شخصیت سے اتنا متاثر ہوا تھا کہ اس نے اسے یہ تک بتا دیا تھا کہ وہ انعم کی جانب کس نیت سے بڑھا تھا۔۔ مگر اب وہ انعم سے سچی محبت کرنے لگا ہے۔۔۔

سعدان اس کی صاف گوئی پر بہت خوش ہوا تھا۔۔ اور ان دونوں کی شادی کروانے کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔۔۔

عاطف نے سعدان سمیت انعم اور فصیحہ کو بھی نیمل کے حوالے سے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ نہ ہی یہ کہ وہ شاہ محل والوں کے لیے

دل میں کتنی نفرت رکھتی ہے۔۔۔ اور نہ ہی یہ کہ وہ کس نیت اور ارادے کے ساتھ یونیورسٹی آرہی ہے۔۔۔

عاطف چاہتا تھا جیسے وہ سمجھ گیا تھا کہ کیا ٹھیک اور کیا غلط۔۔۔ویسے ہی نیمل بھی خود ہی سمجھ جائے گی۔۔۔ کیونکہ سعدان شاہ جیسے بندے کو گھمانا آسان کام نہیں تھا۔۔۔

مگر عاطف یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ سکینہ بیگم نے نیمل کے دل میں کس قدر نفرت کا غبار بھر رکھا تھا سعدان شاہ اور اس کے گھر والوں کے خلاف جسے اتنی آسانی سے ختم کرنا بھی آسان بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

آگے کس کو شہہ ملنے والی تھی اور کس کو مات کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ مگر سب اپنی جگہ محبت اور نفرت کی یہ جنگ لڑنے کو بالکل تیار تھے۔۔۔ اس کھیل کے سب سے اہم کھلاڑی سعدان شاہ اور نیمل خانزادہ تھے۔۔۔ کیونکہ ہار کی صورت سب سے زیادہ خسارہ بھی انہیں دونوں کے حصے میں آنا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کیانی ولا میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ ہر طرف تاریکی نے اپنی چادر پھیلا رکھی تھی۔۔۔ باہر کی لائٹس ہمیشہ آن رہتی تھیں۔۔۔ مگر آج خلاف معمول وہ بھی آف تھیں۔۔۔

جب اچانک پورا کیانی ولا کسی کی نسوانی چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

"بچاؤ۔۔۔مجھے بچاؤ۔۔۔۔"

کوئی زور زور سے چلا رہا تھا۔۔۔ ایک دم ساری لائٹس آن ہوئی تھیں۔۔۔۔ سب کو یہی لگا تھا کہ یہ آواز مشائم کی ہے۔۔۔ سب سے پہلے فیروز ہی بھاگتا ہوا مشائم کے کمرے تک پہنچا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے رحمٰن کیانی بھی تھے۔۔۔ جبکہ سب ملازمین باہر ہی رک گئے تھے۔۔۔

مگر کمرے کی لائٹس آن کرتے اندر کا منظر دیکھ وہ ٹھٹھک کر دروازے میں ہی رک گئے تھے۔۔۔

مشائم اپنا پسندیدہ بھالو۔۔ جس کا نام اس نے منو رکھا ہوا

تھا۔۔ اسے سینے سے لگائے بیڈ پر دراز گہری نیند میں ہی لگ

رہی تھی۔۔۔ اس کا کمبل کندھوں سے نیچے تک ڈھلکا ہوا

تھا۔۔۔جس کی وجہ سے ٹھنڈ سے سکڑی سمٹی پڑی تھی وہ۔۔۔

"اگرمشائم آرام سے سو رہی ہے تو یہ چیخنے کی

آوازیں۔۔۔؟؟؟"

رحمن صاحب نے وہیں کھڑے سوالیہ نگاہوں سے فیروز کی جانب

دیکھا تھا۔۔

"توپھر نیلم۔۔۔۔؟؟"

اچانک سے دماغ میں آئے خیال کے ساتھ وہ جلدی سے باہر کی جانب مڑتے نیلم بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔ وہ سٹڈی میں بیٹھے اپنے کسی پراجیکٹ پر کام کررہے تھے۔۔۔ چیخنے کی آواز پر ان کے دماغ میں پہلا خیال مشائم کا ہی آیا تھا۔۔۔

وہ سب لوگ نیلم بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔

جبکہ فیروز گہری نگاہوں سے مشائم کی جانب دیکھتا بنا آواز پیدا کیے دروازہ بند کرتا بیڈ کی جانب آیا تھا۔۔۔

مشائم اپنی جگہ ساکت سی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

جب فیروز اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔۔۔

اور دھیرے سے مشائم کی جانب جھکتا اس کے چہرے پر پھونک مار گیا تھا۔۔۔

جس پر مشائم کی پلکیں لرز اٹھی تھیں۔۔۔

"سب لوگ جاچکے ہیں۔۔۔ اب تم اپنا یہ ناٹک بند کر سکتی ہو پاگل لڑکی۔۔۔۔"

فیروز اس کے کان کی لوح پر جھکتا سرگوشی نما لہجے میں بولتا وہاں اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ گیا تھا۔۔۔

مشائم کی گرفت اپنے منو پر مزید سخت ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

"تو تم اپنا یہ ناٹک ختم نہیں کرو گی۔۔۔"

فیروز نے جھک کر اس کے ہونٹوں کو دھیرے سے چھوا ہی

تھا۔۔ جب مشائم گھبرا کر آنکھیں کھولتی اس کے ہونٹوں پر ہاتھ

رکھتی نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

"ایک پاگل کے اتنے قریب مت آؤ۔۔۔ مار دے گی تمہیں

بھی۔۔۔"

مشائم نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔

"فیروز خان کو مرنے سے ڈر نہیں لگتا۔۔ کئی بار موت کو بہت

قریب سے دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔"

اس کے بازوؤں سے اس کے بھالو کو کھینچتا وہ اسے دور اچھال گیا

تھا۔۔۔

"یہ کیا کررہے ہو تم۔۔۔؟؟ میرے منو کو کیوں چھینا مجھ سے۔۔۔؟؟"

مشائم اس کی حرکت پر چلاتی خونخوار لہجے میں بولتی اسے نوچنے کے در پر ہوئی تھی۔۔۔ اس کا پاگل پن کب عود آتا تھا کوئی پتا نہیں تھا۔۔

مگر فیروز خان اب اسے قابو کرنا سیکھ گیا تھا۔۔۔

"جیسے میرے قریب تم کسی کا ہونا برداشت نہیں کرسکتی۔۔ ویسے ہی مجھے بھی تمہارے اتنے قریب کسی کی موجودگی پسند نہیں ہے۔۔۔"

اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتا وہ انہیں تکیے پر رکھ گیا تھا۔۔۔

"مجھے پرواہ نہیں ہے تم کسی کے ساتھ بھی جاؤ۔۔ مگر مجھے میرا منو واپس کرو۔۔۔۔"

وہ غصے سے لال ہوتی چلائی تھی۔۔۔

فیروز اس کے اوپر جھکا پوری فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس لڑکی کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسے پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں۔۔۔ جن کی شدت اس قدر ہوتی تھی کہ وہ غصے میں دوسروں کو جان سے مارنے پر بھی تل جایا کرتی تھی۔۔۔

"میں سچ میں چلا جاؤں گا اور پھر کبھی واپس نہیں آؤں گا۔۔۔"

فیروز نے اس کے ماتھے پر آئے بال ہٹاتے اسے باور کروایا تھا۔۔

"مجھے نہیں چاہیے ہو تم۔۔۔ چلے جاؤ میری زندگی سے۔۔ تم میرے اور میرے بابا کے دشمن ہو۔۔۔ مارنا چاہتے ہو ہمیں۔۔۔ اسی لیے یہاں رہ رہے ہو۔۔۔ ورنہ ہمارے ساتھ رہنا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔"

یہ الفاظ ادا کرتے مشائم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"مجھے تمہیں مار کر کیا حاصل ہو گا۔۔۔؟"

فیروز نے اس کی سوچ جاننا چاہی تھی۔۔۔

"میرے بابا کی یہ ساری دولت جائیداد۔۔۔ سارا پیسہ۔۔۔"

مشائم پورے یقین سے بولی تھی۔۔۔

جبکہ اس کا یہ جواب سن کر فیروز اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"تم پاگل ہوتے ہوئے بھی اتنی سمجھدار ہو گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ میں یہاں کسی لالچ کے تحت کی رکا ہوا ہوں۔۔۔ مگر وہ لالچ یہ دولت جائیداد بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ کھڑے کھڑے تمہارے بابا کی یہ ساری دولت خرید سکتا ہوں پاگل لڑکی۔۔۔ مگر اس دولت کے علاوہ اس گھر میں ایک ایسی قیمتی شے موجود ہے جسے حاصل کرنے کا جنون اور خواہش مجھے یہاں اس طرح خوار

ہونے پر مجبور کررہی ہے۔۔۔ اگر وہ مل جائے نا مجھے تو آئی سیور ایک منٹ نہیں لگاؤں گا یہاں سے جانے میں۔۔۔"

اس کے غصے کی شدت سے ابھرے گالوں پر باری باری اپنے لب رکھتے وہ مشائم رحمن کو گہری سوچ میں ڈال گیا تھا۔۔

"دولت کے علاوہ اور ایسا قیمتی کیا ہے یہاں۔۔۔ ؟ تم مجھے بتاؤ میں بابا سے کہہ کر تمہیں وہ دلوا دوں گی۔۔۔ پھر بے شک تم چلے جانا۔۔۔ پلیز پھر کبھی لوٹ کر مت آنا۔۔۔"

مشائم کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوچکا تھا۔۔۔

"مجھے وہ دلا دو ایک بار۔۔۔ میں پکار وعدہ کرتا ہوں دوبارہ کبھی لوٹ کر یہاں نہیں آؤں گا۔۔۔"

فیروز کی نگاہیں اس دیوانی لڑکی کے بہتے آنسوؤں پر تھیں۔۔۔

"تم بتاؤ مجھے۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔۔۔ بابا سے لڑ جھگڑ کر

تمہیں وہ دلوا دوں گی۔۔۔ پھر تم چلے جانا یہاں سے۔۔۔ "

مشائم بے تاب تھی فیروز کی وہ قیمتی شے جاننے کے لیے۔۔۔

جس کی خاطر وہ اتنے سالوں سے یہاں خوار ہورہا تھا۔۔

"تم وعدہ کرچکی ہو اب مکرنا مت۔۔۔۔ "

فیروز اس کے ہاتھ آزاد کرتا بیڈ سے اٹھ آیا تھا۔۔۔

"مشائم رحمن اپنی بات سے نہیں مکرتی۔۔۔ تم بولو جلدی۔۔۔"

وہ لڑکی جاننے کو بے تاب تھی۔۔۔ وہ بھی بیڈ سے اٹھتی فیروز

کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

جب فیروز کی شوخ نگاہوں نے اس کے نائٹ گاؤن کی کھلی

ڈوریوں کو گھورتے مشائم کا چہرا شرم سے لال کر دیا تھا۔۔۔

وہ فوراً اس کی جانب سے رخ موڑتی اپنی ڈوریاں باندھنے لگی

تھی۔۔ مگر وہ ایک دوسرے میں ایسی الجھی تھی کہ مشائم دس

منٹ لگانے کے باوجود وہ باندھ نہیں پائی تھی۔۔۔

"مشائم رحمٰن اپنا کوئی بھی کام فیروز خان کی مدد کے بغیر نہیں

کر سکتی۔۔۔ ہے نا۔۔۔"

اس کے قریب آتے فیروز اسے انہیں ڈوریوں سے تھامتا اپنے

قریب تر کھینچ گیا تھا۔۔۔

شرم اور خفت کے مارے مشائم کا چہرا لال ہو چکا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔"

مشائم نے ابھی کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب فیروز اس کی ڈوریاں باندھتا اپنی جانب اٹھی اس کی انگلیوں کو ہونٹوں سے چھو گیا تھا۔۔۔

مشائم اس کی حرکت پر خائف ہوتی دور ہٹی تھی۔۔۔

"میری توجہ ہر ایک کو نہیں ملتی۔۔۔ لوگ ترستے ہیں میری توجہ حاصل کرنے کو۔۔۔ تم بہت ناشکری ہو مشائم رحمٰن۔۔۔ جس دن فیروز خان نے تم پر توجہ دکھانی چھوڑ دی اس دن بہت پچھتاؤ گی۔۔۔"

فیروز نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔

"انہیں کو اپنی یہ توجہ دکھاؤ جو مرے جارہے ہیں اس کے

لیے۔۔۔مجھے پرواہ نہیں ہے۔۔ مجھے تمہاری یہ ترس بھری

توجہ نہیں چاہیے۔۔"

مشائم کا غصہ سامنے کھڑے شخص پر مزید بڑھ چکا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے منہ سے اس بات کا اظہار کر چکا تھا کہ وہ کسی

لالچ کے تحت کی یہاں رکا ہوا ہے۔۔ جیسے ہی اس کا وہ لالچ پورا

ہو گا وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔۔

فیروز خان کو اس سے کوئی محبت نہیں تھی۔۔ وہ اس کے ساتھ

صرف ٹائم پاس کررہا تھا۔۔

"میں ہی بے وقوف ہوں بھلا ایک پاگل لڑکی سے کون محبت کر سکتا ہے۔۔۔"

خود سے ہی الجھتے مشائم کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"مجھے بتاؤ اس قیمتی شے کے بارے میں۔۔۔۔"

مشائم اسے خاموشی کے ساتھ وہاں سے پلٹتا دیکھ فوراً اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔

"کیا تم میں اتنا حوصلہ ہے کہ اس کا نام سن پاؤ گی۔۔۔؟"

فیروز نے اس کے کپکپاتے نازک سراپے کو گھورتے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں سن پاؤں گی تم بولو۔۔۔۔"

مشائم کی تڑپ بتا رہی تھی کہ وہ کتنی شدت سے وہ نام جاننا چاہتی ہے۔۔۔

"میری وہ قیمتی شے جس کی خاطر میں اتنے سالوں سے یہاں خوار ہو رہا ہوں۔۔۔ وہ میری بیوی مشائم رحمن ہے۔۔۔ جسے لیے بغیر میں اس گھر سے نہیں جاؤں گا۔۔۔ جو میری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔۔۔۔"

فیروز ابھی مزید بول رہا تھا جب مشائم آگے بڑھی تھی اور اس کے منہ پر زور دار تھپڑ رسید کر گئی تھی۔۔۔۔ وہ یہاں پر ہی رکی نہیں تھی۔۔۔ اس نے فیروز کی گردن کو بھی اپنے ناخنوں سے نوچ ڈالا تھا۔۔۔

کوئی اور دیکھنے والا یہی سمجھتا کہ مشائم رحمٰن پر پاگل پن کا دورہ
پڑ چکا ہے۔۔۔ مگر ہمیشہ کی طرح اس کی جانب سے دیئے یہ زخم
برداشت کرتا فیروز خان بہت اچھے سے جانتا تھا کہ یہ لڑکی
پورے ہوش و حواس میں یہ سب کر رہی تھی۔۔۔

فیروز خان آرام سے اسے روک سکتا تھا۔۔۔

مگر اس نے ہمیشہ کی طرح آج بھی ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔

"چلے جاؤ میرے گھر سے۔۔۔۔ کبھی واپس مت آنا لوٹ کر۔۔۔
مجھے تمہاری صورت سے بھی نفرت ہے۔۔۔ تم دنیا کے سب
سے برے اور بزدل انسان ہو۔۔۔ جو ایک پاگل لڑکی کے ساتھ
محبت کا کھیل کھیل رہے ہو۔۔۔ تمہارے پیچھے ثانیہ اور اس جیسی

کئی اچھی اور پڑھی لکھی امیر کبیر لڑکیاں پاگل ہیں۔۔۔ اور تمہیں میں چاہیے ہوں۔۔۔ فیروز خان تم میرے بابا کو بے وقوف بنا سکتے ہو مگر مجھے نہیں۔۔۔ تمہیں بھلا مجھ جیسی پاگل لڑکی دے ہی کیا سکتی ہے۔۔۔ یہ زخم۔۔۔ زہنی ٹینشن اور ہر وقت کا پاگل پن۔۔ کس کو چاہئے ہوگی ایسی بیوی جسے لوگوں کے سامنے لے کر جانے کے بجائے زنجیروں میں باندھ کر رکھا جاتا ہو۔۔۔ جسے لوگوں کے سامنے لے جانا باعث شرمندگی ہو۔۔ کیوں ہو تم یہاں پر۔۔۔ چلے کیوں نہیں جاتے یہاں سے تم۔۔۔ خدا کے لیے چلے جاؤ ورنہ میں مزید پاگل ہو جاؤ گی۔۔۔ مار دوں گی خود کو میں۔۔۔ "

مشائم اپنا غصہ اور ساری فرسٹریشن اس پر نکالتی آخر میں اس کے سامنے ہی سر جھکائے کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

جب فیروز اس کی نازک کمر میں اپنا فولادی مضبوط بازو حمائل کرتا اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔۔

"آج بہت اچھے سے یقین ہو چکا ہے۔۔۔ کہ مشائم رحمن آدھی نہیں پوری پاگل ہے۔۔۔"

فیروز کی مسکراتی آواز پر مشائم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو بات ادھوری چھوڑتا جھک کر ہونٹوں سے اس کے چہرے پر بکھرے آنسو چننے لگا تھا۔۔۔

"مشائم رحمٰن پاگل ہے مگر صرف فیروز خان کے پیار میں پاگل۔۔۔ تم مجھے اپنا دشمن سمجھتی ہو تو ٹھیک ہے مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں ہے۔۔۔ مگر ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔ تمہیں جب بھی غصہ ہو۔۔ اپنا یہ پاگل پن صرف مجھ پر نکالنا۔۔۔ کسی اور کو تم سے زرا بھی نقصان نہیں پہنچا چاہیے۔۔۔ چاہے ہیوی ڈوز والا انجکشن لگانا ہے یا نوچنا کھسوٹنا ہو۔۔۔ تم سب مجھ پر ہی نکالو گی۔۔۔ آج جو تم نے نیلم کیانی پر حملہ کیا ہے۔۔۔ اگر آئندہ اسے یا کسی اور کو اس طرح نقصان پہنچایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ "

فیروز مشائم کے اتنا سب کرنے کے بعد بھی بنا اس سے سختی سے

پیش آئے نہایت ہی نرمی سے بولتا اس کے ماتھے پر اپنے

ہونٹوں کا عقیدت بھرا لمس چھوڑتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے الفاظ پر مشائم ساکت و جامد سی کھڑی رہ گئی

تھی۔۔۔

یہ شخص آخر کس مٹی کا بنا تھا۔۔۔ اس کے اتنے برے سلوک

کے بعد بھی وہ اس پر غصہ کیوں نہیں کرتا تھا۔۔۔

مشائم رحمٰن آج اس کے جانے کے بعد نہ ہی روئی تھی نہ چلائی

تھی۔۔۔ نہ ہی کمرے کی چیزیں پھینک پھینک کر خود کو نقصان

پہنچایا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اپنا سارا غصہ فیروز پر نکال چکی تھی۔۔۔

گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز پر وہ جلدی سے ٹیرس پر گئی تھی۔۔۔ جب گیٹ سے اسے فیروز کی گاڑی باہر نکلتی دکھائی دی تھی۔۔۔

"آئم سوری۔۔۔۔"

آج پہلی بار مشائم رحمٰن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اور یہ دو لفظ بے اختیار اس کے ہونٹوں سے نکلے تھے۔۔ مگر ان لفظوں کو سننے والا اب وہاں سے جاچکا تھا۔۔۔

مشائم بنا اپنا کوئی بھی پاگل پن دکھائے خاموشی کے ساتھ ٹیرس کی ریلنگ تھامے وہیں بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کریم کلر کے لباس کے اوپر سیاہ شال لپیٹے وہ پوری شان سے اس کے آگے کھڑا تھا۔۔۔ نیمل کے نگاہیں پھیرنے پر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔

"محترمہ کیا میں آپ کو آپ کے نام سے پکار سکتا ہوں۔۔۔"

سعدان شاہ نے نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں اس سے اجازت طلب کی تھی۔۔۔

نیمل اس وقت شدید غصے میں تھی۔۔ وہ اس وقت زہنی طور پر بالکل بھی تیار نہیں تھی اس شخص سے سامنا کرنے کے لیے۔۔

"جی۔۔۔"

اس کے سوال پر بنا سر اٹھائے نیمل نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔

"مس نیمل آپ کو مجھ سے کوئی پرابلم ہے کیا۔۔۔؟"

سعدان شاہ نے اس کے رخ موڑنے پر دوبارہ پکارا تھا۔۔ جو اس کی جانب دیکھنے سے صاف گریزاں تھی۔۔۔

"جی۔۔۔ آپ اور آپ کے خاندان سے بہت زیادہ پرابلم ہے مجھے۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں آپ لوگوں سے۔۔۔ اتنی نفرت جس کی کوئی حد نہیں ہے۔۔۔ ایک نظر دیکھنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں۔۔۔ برباد کرنا چاہتی ہوں میں آپ کو۔۔۔۔"

نیمل دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوتے بول رہی تھی۔۔ مگر یہ سب الفاظ وہ ابھی اس کے سامنے نہیں بول پائی تھی۔۔

کیونکہ اس شخص کے سامنے اس کی دادی کی ہدایت کے مطابق اسے اچھا ہی بننا تھا۔۔۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ دراصل میری کلاس کا ٹائم ہوگیا ہے تو اس لیے مجھے دیر ہورہی ہے۔۔۔۔"

نیمل اس کے سامنے اس قدر کنفیوز ہورہی تھی کہ اس سے کچھ بولا ہی نہیں جارہا تھا۔۔۔

وہ دل ہی دل میں عاطف کو گالیوں سے نوازتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ سعدان شاہ کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔

بڑی سی چادر اپنے گرد لپیٹے یہ لڑکی اسے سب سے مختلف لگی تھی۔۔۔

"نیمل یوسف خانزادہ۔۔۔ کاش تمہارے نام کے آخر میں یہ ایک نام نہ ہوتا۔۔۔"

آنکھوں پر سن گلاسز چڑھاتے وہ ان کے ڈپارٹمنٹ کے ایچ او ڈی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"سلام شاہ سائیں۔۔۔ آپ نے کیوں زحمت کی۔۔۔ ہمیں بلوا لیتے۔۔۔"

سعدان کو وہاں داخل ہوتے دیکھ ایچ او ڈی اسحاق صاحب اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھے تھے۔۔۔

"کام ہی کچھ خاص تھا۔۔۔ زحمت کرنی پڑی۔۔۔"

سعدان انہیں کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا خود بھی شاہانہ انداز میں وہاں براجمان ہوا تھا۔۔۔

"حکم کریں شاہ سائیں۔۔۔"

سامنے بیٹھے شخص کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سعدان شاہ کے پیروں تلے ہاتھ رکھ دے۔۔۔

سعدان نے اس سے ایک سفید پیج لیتے اپنی خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں اس پر نیمل یوسف خانزادہ کا پورا نام لکھ دیا تھا۔۔۔

"اس لڑکی کو یونی سے نکالنا ہے۔۔۔"

سعدان نے ہاتھ میں تھامے نیمل کا نام ان کی جانب کیا تھا۔ جو دیکھ ایچ او ڈی نے حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ مگر وہ بولا کچھ نہیں تھا۔۔۔ سعدان شاہ کے سامنے وہ کچھ بولنے کی ہمت رکھتا بھی نہیں تھا۔۔۔

سعدان شاہ نے جس مشکل وقت میں اس کی مدد کی تھی۔۔۔ اس کا بدلہ چکانے کے لیے وہ کچھ بھی کرسکتا تھا۔۔

"کام ہو جائے گا سائیں آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔"

ایچ او ڈی نے تسلی دیتے کہتے وہ چٹ تھامنی چاہی تھی۔۔۔ جس سے پہلے ہی سعدان اسے اپنی مٹھی میں بند کر گیا تھا۔۔

"ابھی اپنی آنکھوں کے سامنے یہ کام ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

سعدان شاہ جس کام کے لیے آیا تھا۔۔ اسے پورا کر کے جانا چاہتا تھا۔۔ جس پر ایچ او ڈی اسے بالکل بھی انکار نہیں کر پایا تھا۔۔

"جو حکم سائیں۔۔۔"

ایچ او ڈی نے سر خم کرتے فوراً بیل بجاتے نیمل کا سارا ڈیٹا لانے کو کہا تھا۔۔ انہیں چند منٹ لگے تھے سارا معاملہ سیٹ کرنے میں۔۔۔

"ابھی اپنی آنکھوں کے سامنے یہ کام ہوتے دیکھنا چاہتا

ہوں۔۔۔"

سعدان شاہ جس کام کے لیے آیا تھا۔۔ اسے پورا کرکے جانا

چاہتا تھا۔۔ جس پر ایچ او ڈی اسے بالکل بھی انکار نہیں کر پایا

تھا۔۔

"جو حکم سائیں۔۔۔"

ایچ او ڈی نے سر خم کرتے فوراً بیل بجاتے نیمل کا سارا ڈیٹا

لانے کو کہا تھا۔۔ انہیں چند منٹ لگے تھے سارا معاملہ سیٹ

کرنے میں۔۔۔

سعدان شاہ وہیں ایچ او ڈی کے آفس میں ایک جانب بنے شیشے کے کیبن میں بیٹھ چکا تھا۔۔ جہاں سے وہ تو سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔۔۔ مگر باہر سے اندر کا منظر دیکھ پانا ناممکن تھا۔۔

وہ بہت ہی ریلیکس موڈ میں وہاں بیٹھا تھا۔۔۔ جب نیمل اسی طرح اپنی چادر کو واپس سیٹ کرتی آفس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

"السلام و علیکم سر۔۔۔ آپ نے بلایا مجھے ؟؟"

وہ ایچ او ڈی ہے ٹیبل کے قریب آتی سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے بولی۔۔۔

"جی نیمل یوسف خانزادہ نام ہے نا آپ کا۔۔ کچھ ہفتے پہلے ہی آپ کا یہاں ایڈمیشن ہوا ہے۔۔۔"

اسحاق صاحب نے اسے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا تھا۔۔

"جی سر۔۔۔۔"

نیمل کچھ حیران سی وہاں ٹک گئی تھی۔۔۔

اندر بیٹھے سعدان شاہ کی نگاہیں اس کے حیران پریشان چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

"آپ کی ڈگریز چیک کی گئی ہیں۔۔۔ آپ کی یہ ڈگری جعلی ہے۔۔۔ اور نہ ہی آپ ہماری یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے لیے

ایلجیبل ہیں۔۔۔ اس لیے میں آج اور اسی وقت آپ کو اس یونیورسٹی سے ایکسپیل کرتا ہوں۔۔۔۔ آپ نے ایک ڈیزرونگ سٹوڈنٹ کی جگہ لے کر۔۔۔ وہ بھی اس طرح کی دھوکا دہی کے ساتھ۔۔۔ بہت غلط کیا ہے۔۔۔ میری یونیورسٹی میں ایسی سٹوڈنٹ کی کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔"

ایچ او ڈی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر نیمل نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"سر یہ کیا بول رہے ہیں آپ۔۔۔ یہ میری اوریجنل ڈگری ہے۔۔۔ میں کوئی بھی فراڈ کیوں کروں گی۔۔ آپ ایسے کیسے یونیورسٹی سے نکال سکتے ہیں مجھے۔۔۔۔"

نیمل کا تو دماغ ہی یہ چکا تھا۔۔۔

"میں نکال چکا ہوں آپ کو یہاں سے۔۔۔ آپ کو جو بھی کرنا ہے آپ میرے آفس سے باہر جاکر کرسکتی ہیں۔۔۔ مگر آپ کو دوبارہ اب کبھی اس یونیورسٹی میں داخلہ نہیں مل پائے گا۔۔۔۔"

اسحاق صاحب دو ٹوک انداز میں بات کرتے اس کی جانب سے اپنی کرسی کا رخ موڑ گئے تھے۔۔۔

جبکہ نیمل حیران پریشان سی اپنی فائل اٹھائے آفس سے باہر آگئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گال پر بکھرے تھے۔۔۔

جو بہت غور سے اس کی جانب دیکھتے سعدان شاہ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ پائے تھے۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

"ویلڈن اسحاق صاحب۔۔۔"

سعدان شاہ اٹھ کر باہر آیا تھا۔۔۔

"آپ کی خاطر کچھ بھی کرسکتے ہیں شاہ سائیں۔۔۔۔"

اسحاق صاحب سعدان شاہ کو اپنے سے خوش دیکھ مطمئین ہوئے تھے۔۔۔

سعدان آفس سے نکل آیا تھا۔۔۔ اسے نیمل وہاں سے دور جاتی دکھائی دی تھی۔۔۔

سعدان کا ارادہ اپنی گاڑی کی جانب جانے کو تھا۔۔۔ جب اچانک یونیورسٹی میں فائرنگ کی آواز کے ساتھ وہاں حملہ آور ہوتے کسی گروہ کا شور ہر طرف پھیل گیا تھا۔۔۔

وہ لوگ اچھی خاصی بڑی تعداد میں ڈنڈے اور گنز اٹھائے راستے میں آئے ہر سٹوڈنٹ کو مارتے آفسز کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔

سعدان شاہ اپنی جگہ رک سا گیا تھا۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے نیمل کو بھی اسی جانب جاتے دیکھا تھا۔۔۔ جہاں وہ سب لوگ جارہے تھے۔۔۔

سعدان ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے اس جانب بھاگا تھا۔۔۔

وہاں سموگ اور آنسو گیس کی شیلنگ کی جارہی تھی۔۔۔ لوگ اپنی جانب بچانے کے ساتھ ساتھ آنکھوں اور ناک کو بھی ڈھانپنے کی کوشش کرتے بری طرح چلاتے مدد مانگ رہے تھے۔۔

سعدان شاہ کسی شے کی بھی فکر کیے بغیر نیمل خانزادہ کو تلاش کررہا تھا۔۔۔

جب وہ اسے ایک جانب گری نظر آئی تھی۔۔۔

اس کے ماتھے پر شاید ڈنڈا لگا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے بہت زیادہ خون نیچے بہہ چکا تھا۔۔۔

سعدان جلدی سے اس کے قریب آیا تھا۔۔ جب اسی لمحے سامنے سے آتے شخص نے بے ہوش پڑی نیمل پر حملہ آور ہونا چاہا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اب نیمل خانزادہ کے سامنے سعدان شاہ کھڑا تھا۔۔۔

سعدان نے اس کے ڈنڈے کی ضرب ہاتھ آگے بڑھا کر اپنے ہاتھ پر کھاتے۔۔۔ اس ڈنڈے کو نہایت ہی مضبوطی سے تھامتے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

اور سامنے کھڑے شخص کو بری طرح پیٹ ڈالا تھا ۔۔

"مارنا ہے تو اپنے سے برابر طاقت رکھنے والے کو مارو نا۔۔ ایسی بزدل انسانوں کی اس دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔"

اسی ڈنڈے سے اس شخص کو اچھی طرح پیٹنے کے بعد سعدان نیچے گری نیمل کو اپنی بانہوں میں اٹھائے جلدی سے باہر کی جانب نکل گیا تھا۔۔۔

یونیورسٹی میں حالات کافی خراب ہوچکے تھے۔۔۔

فورسز کی نفری فوری طور پر وہاں پہنچتی اس ہنگامہ آرائی پر قابو پانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔

سعدان نیمل کو گاڑی میں بیٹھاتا خود اس کے برابر آن بیٹھا تھا۔۔۔

نیمل کا خون ماتھے سے بہت زیادہ بہہ نکلا تھا۔۔۔ سعدان ایسی کسی سچویشن کی خاطر ہی گاڑی میں فل ٹائم فرسٹ ایڈ باکس ضرور رکھتا تھا۔۔۔

اس نے جلدی سے نکال کر روئی کی مدد سے پیشانی صاف کی تھی۔۔۔ یہ سب کرتے سعدان نیمل کے کافی قریب تھا۔۔۔ نیمل کے مسلسل بہتے خون کو روکنے کی خاطر وہ اس کی بینڈیج کررہا تھا۔۔

اس کی چمکتی شفاف رنگت اور چادر سے نکلتیں بالوں کی لٹیں سعدان شاہ کی نگاہوں کے فوکس پر تھیں۔۔

وہ بہت ہی احتیاط کے ساتھ اس کی بینڈیج کر رہا تھا۔۔ جب نیمل نے کسمساتے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔ اس کے سر میں بہت زیادہ درد ہو رہا تھا۔۔۔

مگر اپنے نہایت قریب بیٹھے سعدان شاہ پر نظر پڑتے ہی اسے چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔

وہ ایک دم اس سے دور کھسکتی دروازے سے جالگی تھی۔۔۔

"آآآپ۔۔۔ مم میں یہاں کیسے۔۔۔؟؟؟"

اپنے درد کرتے سر کو تھامتے نیمل نے بمشکل پوچھا تھا۔۔۔

"آپ کو چوٹ لگ گئی تھی۔۔۔ تو میں آپ کو یہاں لے آیا۔۔۔"

سعدان شاہ نے وضاحت دی تھی۔۔ جو سنتے نیمل نے نگاہیں اٹھا

کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اسے یونیورسٹی میں ہوئی ہنگامہ آرائی یاد آئی تھی۔۔۔

"وہاں تو اتنے سارے سٹوڈنٹس زخمی ہوئے تھے۔۔۔ آپ نے

صرف میری مدد کیوں کی۔۔۔۔؟؟"

اس درد میں بھی وہ لڑکی اپنا دماغ چلاتے بولی۔۔۔

سعدان شاہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔ جس پر اس کی

خوبصورت سیاہ آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔۔۔

اس کی جانب دیکھتی نیمل پل بھر کو مبہوت سی ہوئی تھی۔۔

سعدان شاہ کی مسکراہٹ بہت جان لیوا تھی۔۔ وہ اقرار کیے بغیر نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

"کیونکہ آپ نیمل یوسف خانزادہ ہیں اس لیے۔۔۔۔"

سعدان شاہ نے اب بھی مسکراتے جواب دیا تھا۔۔۔ اس کی مسکراتی آنکھوں کی چمک نیمل کو پزل کر رہی تھی۔۔

وہ اس کے جواب پر مزید کچھ بھی بول نہیں پائی تھی۔۔ کیونکہ یہ شخص اسے بہت ہی چالاک لگا تھا۔۔۔

"مجھے یہاں اتار دیں میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔۔"

نیمل نے سنجیدہ چہرے کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

"آپ کے سر پر کافی چوٹ لگی ہے۔۔۔ ہم ہاسپٹل جا رہے ہیں۔۔۔"

سعدان نے اس کی جانب سے رخ موڑتے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

"مگر میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔"

نیمل بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتے بولی تھی۔۔۔

اس کی دادو نے جو کچھ اسے کرنے کو بھیجا تھا۔۔۔ وہ کرنے کا موقع سعدان شاہ اسے خود دے رہا تھا۔۔۔ مگر وہ خود ہی پوری طرح سے کنفیوز ہو چکی تھی۔۔۔

گاڑی ہاسپٹل کے اندر داخل ہو چکی تھی۔۔۔

سعدان نے اس کی جانب آتے اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا

تھا۔۔

اس کا یہ ایک ایک عمل نیمل بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ڈرامہ باز انسان۔۔۔ یہ کیا سمجھتا ہے میں اس کی اصلیت نہیں

جانتی۔۔۔ بہت اچھا بننے کی کوشش کررہے ہو نا تم میرے

سامنے۔۔۔ اب نیمل خانزادہ نے تمہیں اپنے قدموں میں نہ جھکا

دیا تو اپنا نام بدل دے گی۔۔۔"

وہ دل ہی دل میں اپنا پلان سوچتی مسکرائی تھی۔۔۔

"آہ۔۔ آوچ۔۔۔۔"

وہ سعدان شاہ کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔ جب اچانک چکر آنے کا ناٹک کرتی وہ لڑکھڑا کر گرنے کو تھی۔۔۔ مگر سعدان نے جلدی سے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے گرنے سے محفوظ رکھا تھا۔۔۔

مگر پاؤں بری طرح مڑنے کی وجہ سے اس کا ناخن ٹوٹ گیا تھا اور وہاں سے خون بہہ نکلا تھا۔۔

وہ لڑکی اپنی نفرت نبھانے کے لیے خود کو اتنی اذیت سے دو چار کررہی تھی۔۔۔ اگر وہ محبت کرنے پر آئی تو کیا کیا کر گزرے گی۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟"

سعدان نے اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو دیکھ فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔۔

"میرے پاؤں میں بہت درد ہورہا ہے۔۔۔ میں نہیں چل پاؤں گی۔۔۔ پلیز آپ چھوڑ دیں مجھے۔۔۔ میں یہیں پر بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔"

نیمل روہانسی آواز میں بولتی یہ چاہتی تھی کہ سعدان اتنے سارے لوگوں کے سامنے اس کے قدموں میں جھک کر اس کا زخم دیکھے۔۔۔۔

"ڈونٹ وری مس نیمل۔۔۔۔"

سعدان شاہ نے اس کے ارمانوں پر پانی پھیرتے، اس کے آگے جھکنے کے بجائے اسے اپنے بانہوں میں اٹھا لیا تھا۔۔۔

نیمل نے آنکھیں پھاڑے اس شخص کی اس دیدہ دلیری پر اسے دیکھا تھا۔۔۔

سعدان شاہ اسے اٹھائے جیسے ہی اندر داخل ہوا۔۔۔ وہاں کے ڈاکٹرز فورا اس کے قریب آئے تھے۔۔۔

نیمل کا فوراً چیک اپ کیا گیا تھا۔۔۔

سعدان ایک جانب کھڑا خاموشی سے اس لڑکی کو گھور رہا تھا۔۔۔

آنے والے وقت میں کیا ہونے والا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ مگر

ان جھیل سی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو دیکھ سعدان شاہ کا دل ایک فیصلے پر ضرور پہنچ چکا تھا۔۔۔

"میم آپ بہت لکی ہیں کہ سعدان شاہ جیسے انسان آپ کے شوہر ہیں۔۔"

نرس نے اسے ڈرپ لگاتے اپنے قیمتی رائے کا اظہار کیا تھا۔۔

اس کی بات پر نیمل نے نگاہیں موڑ کر ایک جانب کھڑے فون پر بات کرتے سعدان شاہ کو دیکھا تھا۔۔

جو مردانہ وجاہت کا شاہکار ایک آئیڈیل مرد تھا۔۔۔ وہ آج تک جتنے بھی ان لوگوں سے ملی تھی جو سعدان کو جانتے تھے۔۔ سب سے اس نے سعدان شاہ کی تعریفیں ہی سنی تھیں۔۔۔

مگر بچپن سے لے کر اب تک سعدان شاہ اور اس کے خاندان کے خلاف جتنی نفرت نیمل کے اندر بھری تھی۔۔۔ وہ نکلنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

وہ سعدان شاہ کو برباد کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اس کے خاندان والوں کو اسی دکھ اور اذیت سے دوچار کرنا چاہتی تھی جو اس کی دادی نے برداشت کی تھی اتنے سالوں تک۔۔۔

سعدان شاہ نے مصروف سے انداز میں نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ نیمل ایک دم گڑبڑا سی گئی تھی۔۔۔

اس نے فوراً نگاہیں موڑ لی تھیں۔۔۔

"ادا سائیں آپ کو لگتا ہے کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ٹھیک ہو گا؟؟؟؟"

دوسری طرف کال پر موجود عاطف نے ڈرتے ڈرتے سعدان سے سوال کیا تھا۔۔۔

"ہممہ۔۔ میں سو فیصد شیور ہوں۔۔۔ لوگوں کو دوسروں کی محبت اٹریکٹ کرتی ہے۔۔۔ مگر سعدان شاہ کو نیمل خانزادہ کی اپنے لیے نفرت نے اٹریکٹ کیا ہے۔۔۔"

سعدان شاہ دھیرے سے مسکراتے نگاہیں نیمل پر گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔جو ابھی ڈرپ لگوانے آنکھیں موندے نیم دراز تھی۔۔

"وہ بہت زیادہ نفرت کرتی ہیں آپ سے۔۔۔ نہ کبھی خود اپنے آپ کے ساتھ خوش رہیں گی۔۔۔ نہ آپ کو رہنے دیں گی۔۔۔"

عاطف نہیں چاہتا تھا کہ اتنے اچھے انسان کی زندگی برباد ہو۔۔۔ نیمل کتنی نفرت کرتی تھی اس سے عاطف سب سے بڑا گواہ تھا۔۔۔

"کیا تم جانتے نہیں ہو سعدان شاہ کو۔۔۔ فکر مت کرو۔۔۔ سعدان شاہ کو سب سے زیادہ خوش یہی لڑکی رکھے گی۔۔۔ مجھے آسان کام پسند نہیں ہیں۔۔۔ اس لڑکی کی نفرت کو محبت میں بدلوں گا میں۔۔۔ ایسا دیوانہ بناؤں گا کہ مجھ سے دور جانے پر تڑپے گی نیمل خانزادہ۔۔۔"

سعدان شاہ کال کاٹ چکا تھا۔۔

جبکہ نیمل آنکھیں موندے ہوئے بھی خود پر سعدان شاہ کی نگاہوں کی تپش محسوس کر پارہی تھی۔۔۔

دونوں کے دماغ آنے والے وقت کے حوالے سے اپنی پلاننگ کر رہے تھے۔۔۔ جس میں کامیابی کس کے مقدر میں لکھی تھی۔۔۔ یہ بات تو آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

عزال خانزادہ کے واپس آجانے سے جیسے خانزادہ مینشن کی خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔۔

سکینہ بیگم بہت زیادہ خوش تھیں۔۔۔ انہیں ان کا لاڈلا پوتا واپس مل گیا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنے پاس سے کہیں جانے ہی نہیں دے رہی تھیں۔۔۔

صرف وہی نہیں خاندان کا ہر فرد بہت خوش تھا۔۔۔

"اداسائیں آپ کے آنے سے ہمارے گھر کی بہاریں لوٹ آئی ہیں۔۔۔ اب آپ پلیز شادی کر کے ان بہاروں کو مزید بڑھا دیں۔۔۔ کب سے فیملی میں کوئی شادی ہی نہیں ہوئی۔۔۔ کیا پتا اس کے بعد ہماری بھی کوئی قسمت جاگ جائے۔۔۔۔"

وہ سب لوگ ہی اس وقت ڈرائنگ روم میں جمع تھے۔۔۔ اور بھرپور خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔ جب صفیان نے اپنے

نیک خیالات کا اظہار کرتے سب کی توجہ کا رخ ایک موضوع کی

جانب موڑ دیا تھا۔۔

جو کچھ ہی دیر میں سکینہ بیگم سمیت سب کا پسندیدہ ٹاپک بن چکا

تھا۔۔

"عزال بیٹا آپ کو کیسی لڑکی پسند ہے۔۔۔ ہمیں بتاؤ۔۔ ہم ایک

سے بڑھ کر ایک لڑکی ڈھونڈیں گے اپنے پوتے کے لیے۔۔۔ یا

اگر آپ کو شہر میں کوئی پسند ہے تو وہ بھی بتا دو ہمیں۔۔۔ ہمیں

کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔"

سکینہ بیگم کی بات پر وہاں بیٹھی ینگ پارٹی نے ہونقوں کی طرح

اپنی دادی کے اس نئے روپ کو دیکھا تھا۔۔ وہ جانتے تھے یہ

روپ صرف عزال کے لیے ہی تھا۔۔ ان میں سے اگر کوئی شہر کی لڑکی پسند کرنے کی بات کرتے تو جوتوں کے سوا انہیں کچھ نہیں ملنا تھا۔۔

"واہ کیا قسمت پائی ہے ادا سائیں آپ نے۔۔۔"

عمیر نے ٹھنڈی آہ بھرتے کہا تھا۔۔ جس کے جواب میں سکینہ بیگم کی جانے سے پڑنے والا جوتا اس کی کمر کو اچھی طرح سہلاتے اسے بلبلانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"فضول بکواس مت کرو تم سب۔۔ بہت اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے۔۔۔"

سکینہ بیگم نے سب کو گھڑکا تھا۔۔۔ جس پر وہ سب سنجیدگی کے ساتھ عزال کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

سکینہ بیگم اور عزال ایک صوفے پر بیٹھے تھے۔۔ باقی سب بڑے بھی وہاں اردگرد موجود عزال کی جانب دیکھتے اس کے جواب کے منتظر تھے۔۔۔

کیونکہ عزال کے لیے خاندان کے اندر باہر رشتوں کا ڈھیر لگ چکا تھا۔۔۔ سب کو ہی عزال کی چارمنگ پرسنلٹی اور اس کا سلجھا ہوا انداز بہت پسند آیا تھا۔۔۔

وہ جس طرح بارعب انداز میں بول کر مقابل کو خاموش کروا دیتا تھا۔۔۔ وہ سب بہت ہی متاثر کن تھا۔۔۔

جس نے سکینہ بیگم کو کافی حد تک بدلنے پر مجبور کر دیا تھا اس کی خوبیوں کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔۔۔

"جی دادی جان مجھے ایک لڑکی پسند ہے۔۔۔ اور میں جانتا ہوں آپ سب کو بھی بہت زیادہ پسند آئے گی۔۔۔ آج سے پانچ سال پہلے میرا اس سے نکاح ہو چکا ہے۔۔۔۔۔"

عزال خانزادہ نے نہایت ہی سکون کے ساتھ ان سب کے سروں پر بم پھوڑا تھا۔۔۔۔

سب لوگ کتنے ہی لمحے بت بنے آگے سے کچھ بول بھی نہیں پائے تھے۔۔۔

سب کی نگاہیں سکینہ ٹکی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

جو عزال کی بات سن کر خوشی سے مسکرا دی تھیں۔۔۔ جو بات سب کے لیے زیادہ حیرت کا باعث تھی۔۔۔۔

سکینہ بیگم کو اپنے پوتے کی پسند پر پورا یقین تھا۔۔۔ وہ خود کو عزال کا مجرم مانتی تھیں۔۔۔ اب اس کی خوشی کی خاطر وہ کچھ بھی کر جانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔۔

"کیامیں اپنی بہو کی تصویر دیکھ سکتی ہوں۔۔۔۔؟؟"

سکینہ بیگم سمیت وہ سب لوگ کی عزال کی پسند اور اس کی منکوحہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔۔۔

عزال نے موبائل پر اس لڑکی کی تصویر نکالتے سب سے پہلے سکینہ بیگم کی جانب بڑھائی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ کتنی پیاری بچی ہے۔۔۔ بالکل چاند کا ٹکڑا۔۔۔"

سکینہ بیگم کو لڑکی پہلی نظر میں ہی بہت پسند آئی تھی۔۔۔ اس کی معصومیت اور سادگی انہیں بہت زیادہ بھائی تھی۔۔۔

باقی سب نے بھی باری باری تصویر دیکھتے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔۔۔

"اداسائیں اب ہماری کیوٹ سی بھابھی کا نام بھی بتا دیں۔۔۔"

سدرہ اور بینش سب سے زیادہ ایکسائٹڈ ہوچکی تھیں۔۔۔ انہیں اپنی بھابھی سب سے زیادہ پسند آئی تھی۔۔۔

مگر اس سے پہلے کہ عرزال انہیں کوئی جواب دیتا۔۔۔ فون آجانے کی وجہ سے وہ وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

"دادی جان پلیز اب جلدی سے عزال بھائی کی شادی کر دیں۔۔

بہت مزا آئے گا۔۔۔"

عافیہ کی بات پر سب نے ہی سکینہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو

خود نہیں جانتی تھیں کہ عزال اتنی جلدی اس شادی کے لیے

ماننے والا تھا یا نہیں۔۔۔۔

نیمل کے بڑے بھائی سفیر کی شادی کی تاریخ رکھی جاچکی

تھی۔۔ سب کا دل تھا کہ عزال کی بھی ساتھ ہی ہو جائے۔۔۔

مگر عزال نے اتنی جلدی شادی سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔

جس پر سکینہ بیگم سمیت کسی نے بھی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔۔

ان کے لیے اتنا کی کافی تھا کہ عزال اپنی خوشیاں ان کے ساتھ

بانٹ رہا تھا۔۔۔ اور سب کچھ بھول کر واپس اپنوں میں لوٹ آیا تھا۔۔۔

ان میں سے کوئی بھی اب ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے جس سے عزال ناراض ہو۔۔۔۔

مگر یہ سچ تھا کہ عزال کی منکوحہ ان سب کو بے حد پسند آئی تھی۔۔۔ وہ جیسا بارعب اور تھوڑا سخت مزاج سا تھا اس کے ساتھ ایسی ہی معصوم سی لڑکی جچتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ایک ہفتہ گزر چکا تھا مگر مشائم نے فیروز کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔ ملازمین سے پوچھنے پر اسے یہی پتا چلا تھا کہ فیروز ایک ہفتے سے آیا ہی نہیں ہے۔۔۔

مشائم کی بے قراری اور تڑپ پر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی کی جارہی تھی۔۔۔

کچھ سوچتے اس نے ثانیہ کو کال ملائی تھی۔۔

"ارے مشائم کیسی ہو تم۔۔۔؟؟"

ثانیہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ خوش دلی سے اس کا حال پوچھنے لگی تھی۔۔۔

"میں ٹھیک تم کیسی ہو۔۔۔ ویسے تو ہر دوسرے دن آتی تھی یہاں مگر پچھلے ایک ہفتے سے یہاں چکر بھی نہیں لگایا تم نے۔۔۔
"

مشائم کے لہجے میں محسوس کیے جانے والا طنز تھا۔۔۔

جب اسے دوسری جانب سے کسی سے بات کرتے فیروز کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

جو سنتے مشائم کا چہرا غصے کی شدت سے لال ہوا تھا۔۔

"تووہ ملازم تمہارے گھر پر ہے۔۔۔۔"

مشائم جب بھی ثانیہ کو فیروز کے آس پاس دیکھتی تھی۔۔ جان بوجھ کر اسے ملازم ہی کہتی تھی۔۔۔

"نہیں وہ ملازم نہیں ہے۔۔۔۔ "

ثانیہ کو اس کا کہنا برا لگا تھا۔۔۔

"تمہارانہیں ہے مگر میرا ملازم ہے وہ۔۔۔ اور ہمیشہ رہے گا بھی۔۔۔"

مشائم اچانک غصے سے چلا کر بولی تھی۔۔۔

اسے ثانیہ کا فیروز کے حق میں بولنا بھی زہر لگا تھا۔۔۔

"اوکے مشائم کول ڈاؤن تمہاری طبیعت خراب۔۔۔"

ثانیہ کی باقی باتیں منہ میں ہی رہ گئی تھیں۔۔

جب مشائم نے شدید اشتعال میں آتے موبائل سامنے موجود دیوار پر دے مارا تھا۔۔۔

"وہ اتنے دنوں سے یہاں نہیں آیا مگر وہاں اس چڑیل کے ساتھ ہے۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔ میں نے بولا تھا کہ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ مگر تم جانتے ہو میں ایسا نہیں چاہتی۔۔ تم میرے ہو۔۔۔ تو پھر تم کسی اور کے پاس کیسے جاسکتے ہو۔۔۔"

مشائم دونوں ہاتھوں میں سر گرائے روتی چیزوں کو اٹھا کر پھینک رہی تھی۔۔۔۔

جس چکر میں اس کا ہاتھ بھی کٹ گیا تھا۔۔۔ وہاں سے خون بہنے لگا تھا۔۔ مگر وہاں پرواہ بھلا کسے تھی۔۔۔

مشائم رحمن کو ایک بار پھر پاگل پن کا دورہ پڑ چکا تھا۔۔۔

"مشائم میری جان کیا ہوا آپ کو۔۔۔"

اس کے روم میں داخل ہوتے رحمٰن کیانی اسے پھر سے اسی حالت میں دیکھ تڑپ کر اس کے قریب آئے تھے۔۔۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

"آپ بھی چلے جائیں بابا۔۔۔ میں پاگل ہوں مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔ پلیز باقی سب کی طرح آپ بھی مجھے چھوڑ دیں۔۔۔ کسی پاگل خانے میں چھوڑ آئیں۔۔۔ میں یہاں رہنے کے قابل نہیں ہوں۔۔۔ میں عام انسانوں کے بیچ رہنے کے قابل نہیں ہوں۔۔ پلیز مجھ سے اپنا پیچھا چھڑوا لیں۔۔۔ ورنہ میں آپ کو بھی نقصان پہنچا دوں گی۔۔۔"

مشائم خود سے ہی لڑ لڑ کر تھک چکی تھی۔۔۔

"مشائم آپ میرے جینے کا واحد سہارا ہو میری گڑیا۔۔۔ آپ کو بھلا کیسے خود سے دور کر سکتا ہوں میں۔۔۔ آپ کی وجہ سے ہی تو آپ کے بابا اب تک یہ زندگی جی رہے ہیں۔۔۔"

رحمٰن کیانی اپنی لاڈلی کی حالت دیکھ خود بھی رو رہے تھے۔۔۔

وہ چاہتے تھے باقی سب کے بچوں کی طرح ان کی بیٹی بھی نارمل ری ایکٹ کرے۔۔۔

مگر آئے روز مشائم کی بگڑتی حالت نے انہیں مزید پریشان کر دیا تھا۔۔۔

"تو پھر فیروز کو کہیں مجھے طلاق دے دے۔۔۔۔ مجھے اس ملازم کے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔ نہ اس کی شکل دیکھنی ہے۔۔۔ وہ بہت برا ہے بابا۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے وہ۔۔۔۔ وہ میرا نہیں ہے بابا۔۔۔ وہ مجبوری کے تحت مجھ سے رشتہ بنائے ہوئے ہے۔۔۔ آپ پلیز اس کے ساتھ ناانصافی مت کریں۔۔۔ جانے دیں اسے۔۔۔۔"

مشائم کی سانسیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مدھم ہوتی جارہی تھیں۔۔۔۔

جب وہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ رحمٰن صاحب کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔۔۔

رحمٰن کیانی نے اسے سینے میں بھینچے قدموں کی چاپ پر بھیگی آنکھوں کے ساتھ مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔ جہاں دروازے میں آن کھڑے ہوتے شخص کے چہرے پر بھی ویسی ہی اذیت رقم تھی۔۔۔ جیسی وہ اس وقت اپنے اندر محسوس کر رہے تھے۔۔۔

وہ جلدی سے مشائم کو بیڈ پر لٹاتے ڈاکٹر کو کال کرنے باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

جبکہ فیروز بوجھل قدم اٹھاتا اس کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔

اس دیوانی لڑکی نے اس احساس سے ہی کہ وہ اس وقت کسی اور

کے ساتھ ہے اپنے آپ کو اتنی اذیت پہنچا دی تھی۔۔۔

فیروز خان مشائم رحمٰن کا پاگل پن تھا۔۔۔

جو بات آج پوری طرح سے واضح ہوچکی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل گھر واپس آچکی تھی۔۔۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں

تھی۔۔۔ سکینہ بیگم اپنی پوتی کی حالت دیکھ پریشان ہو اٹھی

تھیں۔۔۔ انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یونیورسٹی میں ایسا

بھی کچھ ہوسکتا ہے۔۔۔

نیمل اور عاطف دونوں نے ہی انہیں یا کسی اور کو یہ بات نہیں بتائی تھی کہ نیمل کی مدد کرنے والا سعدان شاہ تھا۔۔ کیونکہ اگر سکینہ بیگم کو یہ بات پتا چل جاتی تو انہوں نے کھڑے کھڑے ان دونوں کو حویلی سے دھکے مار کر باہر پھینک دینا تھا۔۔۔

عاطف واپس آنے سے پہلے نیمل کے پیر تک پڑ چکا تھا کہ انعم اور اس کے بارے میں ابھی کسی کو کچھ نہ بتائے۔۔۔ ورنہ سب گھر والوں نے چمڑی ادھیڑ کر رکھ دینی تھی۔۔۔

نیمل کو بھی اندازہ تھا کہ یہ بات کتنا بڑا ہنگامہ کھڑا کر سکتی تھی۔۔۔ اس لیے وہ مجبوراً خاموش تھی۔۔۔

"دادی جان آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔۔ "

نیمل نے بھیگے پیشمان لہجے میں ان سے پوچھا تھا۔۔۔

"نہیں تو۔۔۔ میں اپنی دھی رانی سے بھلا کیوں ناراض ہونگی۔۔۔

میں جانتی تھی یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا۔۔۔۔ "

سکینہ بیگم نے اسے پیار سے پچکارتے اس کے آنسو صاف کیے

تھے۔۔۔

"دادی جان میں ان سے نفرت کرتی ہوں۔۔۔ میں نے آپ کو

سب سے چھپ چھپ کر روتے دیکھا ہے۔۔ میں ان لوگوں کو

بھی ویسے ہی رلانا چاہتی ہوں۔۔۔ آپ مجھے ایک موقع اور

دیں۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں آپ کو مایوس نہیں کروں گی۔۔۔۔"

نیمل بہت شرمندہ تھی۔۔ مگر اس کے لہجے کی شاہ محل والوں کے لیے محسوس کی جانب والی نفرت سکینہ بیگم کو چونکا کر رکھ گئی تھی۔۔۔

انہوں نے بچپن سے لے کر اب تک نیمل کو صرف نفرت کا سبق ہی پڑھایا تھا۔۔۔ مگر اس لمحے نیمل کو اس طرح دیکھ ان کے ضمیر نے انہیں ملامت کیا تھا۔۔۔ کیا وہ یہ سب کر کے اپنی پوتی کے ساتھ ٹھیک کر رہی تھیں۔۔۔؟؟

سکینہ بیگم کو ایک پل کے لیے ندامت کا احساس ہوا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے اپنے بیٹے کی خون میں لت پت لاش اور اپنے اجڑے بکھرے گھر کی حالت یاد کرتے وہ پھر سے اسی نفرت میں ڈوب گئی تھیں۔۔۔ جو پوری طرح انہوں نے نیمل کے وجود میں انڈیل رکھی تھی۔۔۔

وہ اپنا بدلہ لینے کی خاطر یہ بھول چکی تھیں کہ نیمل ان کی سگی پوتی تھی۔۔۔ جس کی زندگی کے ساتھ کھیل کر وہ اپنا بدلہ پورا کرنے کی چاہ رکھتی تھیں۔۔۔۔

"دوسراموقع ملے کا نیمل۔۔۔ ضرور ملے گا۔۔۔۔ "

سکینہ بیگم پرسوچ انداز میں بولی تھیں۔۔۔ ان کو خود سے نارمل بات کرتے دیکھ نیمل کا من ہلکا ہوا تھا۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی جن سے محبت کرتی تھی۔۔۔ جنھیں اپنا مانتی تھی۔۔۔ ان پر جان دیتی تھی۔۔۔

ان کی آنکھوں میں آنسو لانے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتی تھی۔۔۔ بچپن سے وہ سب سے زیادہ اپنی دادی کے قریب تھی۔۔۔ اور ان کی کہی ہر بات کو دل و جان سے قبول کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی۔۔۔

مگر وہ ابھی یہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔۔ کہ اس کی دادی اپنے انتقام میں اندھا ہو کر اس کے جذبات کے ساتھ کھیل رہی ہیں۔۔۔

اچانک ہی نیچے سے ایک شور بلند ہوا تھا۔۔۔

"یااللہ خیر۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟"

سکینہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتیں چھڑی کا سہارا لیتیں باہر کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

مگر نیچے جو خبر ان کی منتظر تھی اس نے ان کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی تھی۔۔۔

ان کے پوتے اور نیمل کے چھوٹے بھائی فرحان کا شاہ محل والوں کا کسی راستے کے تنازع پر جھگڑا ہوگیا تھا۔۔۔

جس کے نتیجے میں فرحان کے ہاتھ سے چلی گولی شاہ محل والوں کے سب سے چھوٹے پوتے مدثر شاہ کی جان لینے کا باعث بن گئی تھی۔۔۔

فرحان خانزادہ موقع پر ہی بھاگ نکلا تھا۔۔۔

مگر شاہ محل والے اب کسی بھی قیمت پر اسے چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔۔

شاہ محل والوں کے ساتھ ساتھ اس وقت خانزادہ مینشن میں بھی صفِ ماتم بچھ چکا تھا۔۔۔ فرحان سے کسی کو بھی ایسی حرکت کی

امید نہیں تھی۔۔۔ وہ ایک بہت ہی اچھا اور سلجھا ہوا لڑکا تھا۔۔۔ جو ان لڑائی جھگڑوں سے کوسوں دور رہنا پسند کرتا تھا۔۔۔

ان میں سے کوئی بھی اس بات کو ماننے کو بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔۔ مگر فرحان کا یوں بھاگ جانا۔۔۔ ان سب کو ہی شک میں ڈال گیا تھا۔۔۔

وہ لوگ فرحان کو ڈھونڈنے کی کوشش کررہے تھے۔۔۔ مگر فرحان کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔۔۔

خانزادہ مینشن میں سب لوگ ہی شدید ٹینشن کا شکار تھے۔۔۔

آنے والا وقت ان کے خاندان کو کونسا نیا زخم دینے والا تھا۔۔

اس خیال سے ہی ان کی سانسیں رکی ہوئی تھیں۔۔۔

مدثر شاہ کی موت کے ٹھیک ایک ہفتے بعد پنچایت بیٹھنی تھی۔۔۔

جس کا فیصلہ کتنا سخت ہونے والا تھا وہ سب ہی اس بات سے

آگاہ تھے۔۔۔

نیمل دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔۔۔ بڑا بھائی سفیر، نیمل اور

پھر چھوٹا فرحان۔۔۔۔

ان سب کو پورا یقین تھا کہ شاہ محل والے قتل کے بدلے قتل

کی ہی ڈیمانڈ رکھنے والے تھے۔۔۔ مگر فرحان کو ہر جگہ تلاش

کرنے کے بعد بھی اس کا کوئی سراغ نہیں مل پا رہا تھا۔۔۔ جس کے بعد خطرے کی تلوار نیمل کے سر پر ہی لٹکتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

مال و دولت کی شاہ محل والوں کو کوئی کمی نہیں تھی۔۔۔ وہ لوگ فرحان کے نہ ملنے پر سیدھی ونی کی ڈیمانڈ رکھنے والے تھے۔۔۔ جس خیال نے سکینہ بیگم کے علاوہ سب لوگوں کے دل کو ہولا رکھا تھا۔۔۔

ان کی نازو سے پلی نازک سی نیمل ونی میں قربان کرنے اور وہاں کے ظلم و ستم کے لیے نہیں بنی تھی۔۔۔ وہ تو زرا سی ٹھنڈی ہوا لگ جانے پر بیمار ہوجاتی تھی۔۔۔ ونی کے بعد ملنے والی تذلیل اور اذیت بھلا کیسے برداشت کر پاتی۔۔۔۔

نیمل نے اب تک شاہ محل والوں کے صرف ایک ہی مرد کو دیکھا تھا۔۔۔ جس کا حسن سلوک اسے ڈھونگ اور دکھاوے سے زیادہ کچھ نہیں لگا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی ونی ہونے کے بعد وہ ان شاہ محل والوں کا وہی اصلی روپ دینے والی تھی۔۔۔ جس سے اس کی دادی نے اسے آگاہ کر رکھا تھا۔۔۔

ونی کے خیال سے خوف اور ڈر کے زیر اثر نیمل شدید بخار میں تپتی خود کو بیمار کر چکی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

مشائم ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔۔۔ اس کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اسے فوری طور پر ہاسپٹل لایا گیا تھا۔۔۔

مگر ڈاکٹرز کے دیئے جانے والے فوری ٹریٹمنٹ کے بعد اب وہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔

مشائم کی حالت دیکھ رحمٰن صاحب کی طبیعت بھی کافی خراب ہوچکی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے فیروز نے انہیں گھر بھیج دیا تھا۔۔

فیروز مشائم کے قریب چیئر رکھے بیٹھا یک ٹک اسے تکے جارہا تھا۔۔۔ اس نے ایک پل کے لیے بھی نگاہیں نہیں جھکائی تھیں۔۔۔

جیسے اس لڑکی کے دور چلے جانے کو خوف ہو۔۔۔

وہ شخص جس کے ایک اشارے پر لڑکیوں کی لائن لگ جاتی تھیں۔۔۔ جس کی شاندار پرسنیلٹی کے پیچھے اس ہائی سوسائٹی کی لڑکیاں فدا تھیں۔۔۔ وہ پاگل تھا تو سامنے لیٹی اس پاگل لڑکی کے پیچھے۔۔۔

جو اس سے ہمیشہ لڑتی ہی آئی تھی۔۔۔ جس نے کئی بار نجانے کتنے لوگوں کے سامنے اس کی توہین بھی کی تھی۔۔۔ اس پر حملہ آور ہوئی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ رات کے اندھیرے میں چھپ کر اسے انجکشن بھی لگا چکی تھی۔۔۔

مگر وہ جانتا تھا یہ سب اس لڑکی نے اپنے آپے میں رہ کر نہیں کیا تھا۔۔۔ اس لڑکی نے اپنی اب تک کی زندگی میں صرف اذیت ہی دیکھی تھی۔۔۔

لیکن فیروز اب اس کی ہر اذیت کو ختم کر کے اسے خوشیوں

بھرے جہاں سے متعارف کروانا چاہتا تھا۔۔

اس کی تپش زدہ نگاہوں کی دیوانگی کا احساس تھا یا کچھ اور کہ

مشائم کی آنکھوں پر سایہ فگن پلکیں لرز اٹھی تھیں۔۔

اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولتے اجنبی نگاہوں سے اردگرد دیکھا

تھا۔۔

جب اپنے نہایت قریب بیٹھے فیروز کو دیکھ اس کی آنکھیں میں

غصہ اور شدید ناراضگی کا تاثر ابھرا تھا۔۔۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔۔؟؟ چلے گئے تھے نا تم مجھے چھوڑ کر

پھر واپس کیوں آئے ہو۔۔۔۔؟؟"

مشائم اسے دیکھتے ہی چلا کر اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ کھینچنے ہی والی تھی۔۔ جب فیروز نے پھرتی کا مظاہرہ کرتے اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیتے تکیے پر ٹکا دیا تھا۔۔۔

وہ اسے اٹھنے سے روکتے پوری طرح سے اس کے اوپر جھک آیا تھا۔۔۔

"ریلیکس سویٹ ہارٹ۔۔۔ کالم ڈاؤن۔۔۔۔ "

اس کی ٹھوڑی پر اپنے لب فیروز دھیرے سے لہجے میں بولتا مشائم رحمن پر اپنا سحر طاری کرنے لگا تھا۔۔۔

وہ جو اس کنڈیشن میں چیختی چلاتی تھی فیروز کا لمس پاکر وہ پل بھر کے لیے ساکت سی ہوئی تھی۔۔۔

"میں صرف اور صرف اس پاگل لڑکی کا ہوں۔۔۔ جس سے مجھے

کوئی نہیں چھین سکتا۔۔۔ نہ میں کہیں جاؤں گا۔۔۔ چاہے یہ لڑکی

مجھ پر حملہ آور ہو یا مجھے زہر بھرے انجکشن لگائے۔۔۔"

اس کے گلابی گالوں کو لبوں سے چھوتا وہ گھمبیر سرگوشی بھرے

لہجے میں بولتا مشائم رحمن کو اپنی دنیا میں لے جارہا تھا۔۔۔

"وہ زہر والا انجکشن نہیں تھا۔۔۔ میں تمہیں زہر والا انجکشن نہیں

لگاؤں گی۔۔۔ تم اتنے بھی برے نہیں ہو۔۔۔"

مشائم کی آنکھوں سے آنسو پھسلا تھا۔۔۔

جسے بے مول ہونے دینے سے پہلے ہی فیروز اپنے لبوں سے چن

گیا تھا۔۔۔

"مطلب دوبارہ انجکشن لگانے کا ارادہ ہے ابھی۔۔۔۔؟؟"

فیروز نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ تم ہمیشہ میرے دشمن ہی رہو گے۔۔۔ میں نے بابا سے بولا ہے میں تم سے طلاق لینے والی ہوں۔۔۔۔"

مشائم بنا کوئی مزاحمت کیے اس کی گرفت میں قید اس وقت اپنے پورے ہوش و حواس میں تھی۔۔۔ فیروز خان کے قریب ہوتے وہ بالکل ٹھیک رہتی تھی۔۔۔

"اور تمہیں لگتا ہے ایسا ممکن ہو پائے گا۔۔۔ ابھی تو ہم نے اس بات کا بھی فیصلہ کرنا ہے کہ کس کا پاگل پن زیادہ خطرناک

ہے۔۔۔ تم آج تک صرف اپنا پاگل پن دکھاتی آئی ہو۔۔۔ میرا نہیں دیکھو گی کیا۔۔۔؟"

فیروز کی بے باک نگاہیں مشائم کا چہرا لال کر گئی تھیں۔۔۔ اس نے گھبرا کر فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تم جاؤ یہاں سے ورنہ میں چلاؤں گی۔۔۔"

مشائم کو فیروز کا انداز دیکھ خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

"چلاؤ۔۔مجھے خاموش کروانا بھی اچھے سے آتا ہے۔۔۔"

فیروز کی نگاہوں کا فوکس اب اس کے گداز لبوں پر تھا۔۔۔

جو محسوس کرتے مشائم خود میں سمٹی تھی۔۔

"تم میرے ساتھ غلط کر رہے ہو۔۔۔ میں جانتی ہوں تم زیادہ ٹائم مجھ جیسی پاگل کے ساتھ نہیں رہ پاؤ گے۔۔۔ تم مجھے چھوڑ جاؤ گے۔۔۔ مجھے اپنا اتنا عادی مت بناؤ کہ میں تمہارے جانے کے بعد مزید اذیتوں میں گھر جاؤں۔۔۔ مجھ میں حوصلہ نہیں ہے مزید تکلیف برداشت کرنے کا۔۔۔۔"

مشائم رو رہی تھی۔۔ اور اس کے آنسو فیروز کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

"ایک بار بھروسہ کر کے دیکھو مجھ پر۔۔۔ کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔۔ "

فیروز کو اس لمحے اس لڑکی کا اعتبار جیتنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگا تھا۔۔

"تم نیلم سے بات کیوں کرتے ہو۔۔ مجھے ہر اس انسان سے نفرت ہے۔۔۔ جو اس عورت کے قریب جاتا ہے۔۔۔"

مشائم نے اس کے سامنے وہ بات کہہ دی تھی جو اسے سب سے زیادہ ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔کیا کیا ہے اس عورت نے ایسا۔۔۔ جو تم اس سے اتنی نفرت کرتی ہو۔۔۔"

فیروز کے سوال کرنے کی دیر تھی۔۔ جب مشائم کے چہرے کا رنگ خوف کے مارے ایک دم زرد پڑا تھا۔۔۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا تھا۔۔۔

فیروز خاموشی نگاہوں سے اس کا یہ شدید ری ایکشن دیکھ رہا تھا۔۔

"کک کچھ نہیں کیا اس نے۔۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔"

نفی میں سر ہلاتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

"تم چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ مجھ سے دور چلے جاؤ۔۔۔ میں نے اپنی ماں کو مار دیا ہے۔۔۔ تمہیں بھی مار دوں گی میں۔۔۔"

مشائم اسے خود سے دور دھکیلتی روتے چلاتے بول رہی تھی۔۔۔

جب فیروز اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

"کام ڈاؤن۔۔۔۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ "

اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے فیروز پریقین لہجے میں بولتا اس کی ہر تکلیف اپنے سینے میں سمیٹ گیا تھا۔۔۔

مشائم اس کے سینے میں سمٹی خوف سے کانپتی اپنی بے بسی اور بدقسمتی پر آنسو بہاتی رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خانزادہ مینشن میں ہر جانب موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جس جو چیرتی نیمل خانزادہ کی سسکیوں کی آواز ان سب کے دلوں پر قیامت برپا کر رہی تھی۔۔

"دادی جان یہ سب نے کیا فیصلہ کیا ہے۔۔۔ مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔ وہ بہت ظالم لوگ ہیں دادی جان مجھے وہاں نہیں جانا۔۔۔ پلیز منع کر دیں نا آپ۔۔۔ آپ کی بات تو مانتے ہیں نا سب۔۔۔ پلیز دادی جان میں آپ لوگوں کے بغیر نہیں رہ پاؤں گی۔۔۔"

نیمل کو لگا تھا جیسے اسے نکاح نامے پر نہیں موت کے سٹامپ پیپر پر سائن کرنے کا کہہ دیا گیا ہو۔۔۔ وہ روتی بلکتی سکینہ بیگم

کے سینے سے لگی ان سے اس ونی کو روک لینے کی فریاد کر رہی تھی۔۔۔

جن کے اپنے ہاتھ میں اس وقت کچھ نہیں تھا۔۔ وہ خود گم صُم سی کھڑیں سب دیکھ رہی تھیں۔۔ انہوں نے سوچا کچھ اور تھا مگر ہو کچھ اور گیا تھا۔۔

لیکن وہ انتقام میں اس قدر پاگل ہو چکی تھیں کہ پوتی کی اذیت سے زیادہ اس وقت بھی انہیں صرف اپنے بدلے کی پرواہ تھی۔۔ انہوں نے بالکل بھی نہیں سوچا تھا کہ ان کی وہ پوتی جس کے دل میں انہوں نے اتنی نفرت بھر رکھی تھی شاہ محل والوں کے خلاف۔۔۔ وہ ونی کے تحت کی سہی مگر شاہ محل کے سربراہ سعدان شاہ کی بیوی بن کر جا رہی تھی۔۔۔

جو پورے شاہ محل والوں کے آگے ہر پل چٹان بن کر کھڑا رہتا تھا۔۔۔ جو جانی دشمنیاں ختم کرکے انہیں دوستی میں بدلنے کا ہنر رکھتا تھا۔۔۔ جسے نفرت کو محبت میں بدلنا آتا تھا۔۔۔

جو اپنے خاندان والوں کی جانب آتی ظالم ہواؤں کا رخ بدلنا بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

سکینہ بیگم اب تک چلی اپنی ہر چال میں اسی وجہ سے مات کھا جاتی تھیں کیونکہ سعدان شاہ کی زہانت اور بربادی سے لیا گیا ہر فیصلہ ان کے ارادوں پر پانی پھیر دیتا تھا۔۔۔

اگر سعدان شاہ ہی اندر سے ٹوٹ جاتا تو وہ آسانی سے شاہ محل کی جڑیں کھوکھلی کر سکتی تھیں۔۔۔ شاہ محل والوں تک پہنچنے کے

لیے انہیں سعدان شاہ کو ہرانا تھا۔ جس کی خاطر وہ اپنی سب سے زہین اور سعدان شاہ کی نفرت میں پور پور ڈوبی اپنی پوتی کو بھیج رہی تھیں۔۔۔

دکھاوے کی خاطر ان کی آنکھوں میں تو آنسو موجود تھے مگر ان کا دل خوشی سے جھوم رہا تھا۔۔۔ اب وہ وقت آگیا تھا جب تباہی اور بربادی کا رخ شاہ محل والوں کی جانب پلٹنے والا تھا۔۔۔

نیمل نے سوچا تھا کہ وہ سعدان شاہ کو دھوکا دے کر اپنی دادی جان سے کیا وعدہ ضرور پورا کرے گی۔۔۔ مگر سعدان شاہ کے نام اپنی پوری زندگی لکھ دینے کا تو خیال بھی نہیں تھا اس کے دل میں۔۔۔

اس نے اب تک سکینہ بیگم سے شاہ محل والوں کے مردوں کے خلاف جتنی باتیں بھی سن رکھی تھیں۔۔۔ اس کے بعد وہ وہاں جانے کے تصور سے ہی کانپ جاتی تھی۔۔۔

مگر اس کی قسمت کی ستم ظریفی اسے آج اسی مقام پر کھینچ لائی تھی۔۔۔

"دادی جان پلیز مجھے نہیں جانا وہاں۔۔۔۔"

ذبح ہونے سے پہلے جیسے جانور ہاتھ پیر مارتا ہے نیمل کی بھی اس وقت ویسی حالت ہی تھی۔۔۔ وہ سب کے سامنے ہاتھ جوڑتی اس ظلم کے بھینٹ چڑھنے سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس کی طبیعت ابھی پوری طرح سے سنبھلی نہیں تھی۔۔۔ اس وقت بھی رو رو کر ہلکان ہوتی وہ تیز بخار میں تپ رہی تھی۔۔۔

"نیمل۔۔۔۔"

سکینہ بیگم اسے بازو سے پکڑتیں ایک جانب لے گئی تھیں۔۔۔

"اپنی دادی سے پیار کرتی ہو تم۔۔۔؟"

سکینہ بیگم کے اس لمحے پوچھے گئے سوال نے نیمل کو حیران کر دیا تھا۔۔

"جی دادی جان۔۔ یہ کیسا سوال ہے۔۔۔؟؟ آپ جانتی ہیں میں اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت آپ سے ہی کرتی ہوں۔۔"

نیمل کے آنسو موتیوں کی لڑی کی طرح بہہ رہے تھے۔۔

"تو پھر کھاؤ میرے سر کی قسم۔۔۔ اب کوئی واویلا نہیں کرو گی۔۔۔ اور آرام سے سعدان شاہ سے نکاح کرو گی۔۔۔ "

سکینہ بیگم کی بات پر نیمل نے بے یقینی سے اپنی سب سے زیادہ محبت نچھاور کرنے والی دادی کو دیکھا تھا۔۔

مگر ان کی نگاہوں میں کسی قسم کی گنجائش موجود نہیں تھی۔۔۔

نیمل نے اپنے آنسوؤں پر قابو پانے کی کوشش کرتے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

"جیتی رہو۔۔۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔ اپنی دادی کے دیئے گئے سبق کو بھولنا مت۔۔۔ اور اس شاہ محل کی بنیادوں کو

اپنی نفرت سے ہلا کر رکھ دینا۔۔۔ تبھی تمہاری دادی تم سے خوش ہو گی۔۔۔"

سکینہ بیگم نیمل کا جواب سن کر خوش ہو اٹھی تھیں۔۔۔ انہیں پورا یقین تھا جتنی نفرت وہ بچپن سے لے کر اب تک نیمل کے دل میں شاہ محل والوں کے خلاف بھر چکی تھیں۔۔۔ اس کے بعد چانس ہی نہیں تھا کہ ان کی پوتی شاہ محل والوں کے لیے کچھ اچھا سوچ پاتی۔۔۔۔

"حشمت خانزادہ کی پوتی نیمل یوسف خانزادہ کو خون بہا کے بدلے نواز شاہ کی پوتے سعدان شاہ کے نام لگا کر اس دشمنی کو یہی ختم کیا جاتا ہے۔۔۔"

وقت کے ظالم حکمرانوں کو ایک لمحہ لگا تھا کسی جیتے جاگتے انسان

کو زندہ درگور کرتے ہوئے۔۔۔

خانزادہ مینشن کا ہر فرد پوری طرح سے آنسوؤں میں ڈوبا ہوا

تھا۔۔۔ سب سے بری حالت تو اس وقت نیمل یوسف کی تھی۔۔

جسے بنا کسی قصور کے قربان کردیا گیا تھا۔۔

جو لڑکی اپنے ناخنوں کی نیل پالش تک کسی اور کی چوائس کی

نہیں لگاتی تھی۔۔۔ اس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ اتنی بے دردی

سے سنا دیا گیا تھا۔۔ جب اس کے ساتھ یوں جانوروں کی طرح

کا سلوک ہی کرنا تھا تو اسے اتنی آزادی دی ہی کیوں گئی

تھی۔۔۔۔۔۔۔

اپنی ماں کے گلے لگتے سیاہ شال میں لپٹا نیمل کا نازک وجود

شدت سے رونے کی وجہ سے گہرے جھٹکوں کے زیر اثر تھا۔۔۔

وہ لڑنا چاہتی تھی۔۔۔ اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا چاہتی تھی۔۔

مگر اس کے ہر احتجاج کو ایک قسم نے دبا دیا تھا۔۔

اس کی دادی کی آہوں اور سسکیوں نے باندھ دیا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر لگی تھی جب نیمل نے نکاح پر دستخط کرتے اپنی

زندگی کی تمام اختیارات کسی اجنبی کو سونپ دیئے تھے۔۔۔

جو اس کے لیے بالکل اجنبی تھا۔۔۔

سعدان شاہ۔۔۔

شاہ محل کا مرد تھا وہ۔۔

پھر وہ کیسا ہو سکتا تھا نیمل کو یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔۔ نیمل اپنی قسمت کی اس ستم ظریفی پر خود پر ترس کھانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"بہت اونچی جگہ جا رہی ہو۔۔۔ اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرنا۔۔۔ اگر سعدان شاہ کے دل میں جگہ بنا لی نا تو شاہ محل کی ملکہ بن کر رہو گی۔۔۔ اس کی پیروں میں گر جانا اس کی باندی بن جانا۔۔۔ بس کچھ بھی کرنا۔۔۔

تمہیں جو اتنا پڑھا لکھا کر سمجھداری کے سبق پڑھائے ہیں۔۔ اب انہیں استعمال کرنے کا بالکل ٹھیک وقت ہے۔۔۔ نہ ہی حسن کی کمی ہے تمہارے پاس نہ ہی عقل کی۔۔۔ اپنا داؤ کھیلنا اور جیت

کر لوٹنا۔۔ اگر ناکام رہی تو نہ اس خاندان میں تمہاری جگہ رہے گی اور نہ ہی اس خاندان میں۔۔۔"

نیمل کو اپنے سینے میں بھینچے سکینہ بیگم سرگوشی میں بولتیں نیمل کے کانوں میں بہت کچھ انڈیل گئی تھیں۔۔۔

ان کے لہجے میں ایک محسوس کی جانب والی چبھن اور کاٹ تھی۔۔۔

ان کے سینے سے جدا ہوتے نیمل نے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

نیمل کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔۔ جسے صرف سکینہ بیگم کے سوا وہاں کوئی سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔

نیمل سب سے ملی تھی مگر اس کے دماغ میں صرف سکینہ بیگم کی کہی باتیں گونج رہی تھیں۔۔۔

آگے چل کر اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا یہ سوچ کر ہی اس کا دل کانپ اٹھتا تھا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد اس کے گھر والوں نے آنسوؤں میں بھیگی نیمل خانزادہ کو سعدان شاہ کے نام لگا کر شاہ محل رخصت کر دیا تھا۔۔

نیمل بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی طبیعت مزید خراب ہوچکی تھی۔۔۔ وہ پوری طرح سے سیاہ شال میں لپٹی ہوئی تھی۔۔۔ نہیں جانتی تھی کہ کون اس گاڑی میں بیٹھا ہے۔۔۔ وہ کس کے ساتھ کہاں جارہی ہے۔۔۔

اسے بس اتنا پتا تھا کہ اس کی آگے کی زندگی بہت کٹھن اور دردناک ہونے والی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

مشائم کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو بہت مختلف جگہ پر پایا تھا۔۔۔ اس روم میں ہر شے پنک کلر کی استعمال کی گئی تھی، دیواروں پر لگا پینٹ، کرٹنز، بیڈ شیٹ، کارپٹ، صوفے اور باقی تمام فرنیچر۔۔۔ پنک کلر سے ہر شے نمایاں تھی۔۔۔

مشائم اپنے اوپر اوڑھایا گیا پنک کمفرٹر دور اچھالتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

اس کی حیرت زدہ نگاہیں اردگرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔ یہ اس کا روم نہیں تھا۔۔ وہ کہاں تھی اس وقت؟؟؟؟

مشائم حیران ہونے کے ساتھ ساتھ کافی پریشان بھی ہوئی تھی۔۔۔

وہ تو ہاسپٹل میں تھی پھر یہاں کیسے پہنچی تھی۔۔۔

اس نہایت ہی خوبصورتی سے ڈیکوریٹڈ روم میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔ وہ دروازہ کھولتی باہر نکلی تھی۔۔ وہ ایک بہت ہی خوبصورت سا فلیٹ تھا۔۔

درمیانی سائز کے ہال نما کمرے کو نفاست سے سجایا گیا تھا۔۔۔ سامنے دو رومز کے دروازے نظر آئے تھے اسے۔۔۔

مشائم نے ایک ایک کر کے سارے کمرے، کچن سب چھان مارا تھا۔۔ مگر اسے وہاں کوئی زی روح دکھائی نہیں دیا تھا۔۔

"میں یہاں اکیلی۔۔۔"

مشائم نم آنکھوں کے ساتھ خوفزدہ سی کھڑی تھی۔۔ جب اس کی نظر ہال کی مخالف سمت میں لگے سفید پردوں پر پڑی تھی۔۔۔

جو ہوا سے ہل رہے تھے۔۔۔ جس کا مطلب تھا ٹیرس کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔۔

مشائم جلدی سے اس جانب بڑھی تھی۔۔ پردہ ہٹاتے ہی سامنے کا منظر دیکھ اس کے چہرے کے دلکش نقوش غصے اور سختی سے تن گئے تھے۔۔

ٹیرس کی ریلنگ کے پاس کھڑا وہ دوسری جانب رخ موڑے سیگریٹ پینے کا شغل فرماتا مشائم کو اچھا خاصہ تپا گیا تھا۔۔۔

"تم۔۔تو تم لائے ہو مجھے یہاں۔۔۔۔ ؟؟؟"

مشائم اس کے قریب آتے اونچی آواز میں چلائی تھی۔۔۔

کچھ دیر پہلے خوف کے مارے اس کی سانسیں رک رہی تھیں۔۔ مگر اب فیروز کو اپنے سامنے دیکھ وہ پھر سے شیرنی بن چکی تھی۔۔۔

"میرے علاوہ کوئی اور ایسی جرأت کر بھی کیسے سکتا ہے۔۔۔؟"

فیروز اس کی جانب رخ موڑتا سینے پر بازو باندھتے بولتا آدھ جلا سگریٹ نیچے پھینک گیا تھا۔۔۔

جب مشائم رحمٰن اس کے سامنے ہوتی تھی تو ان چھوٹے موٹے نشوں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اسے۔۔۔

وہ اس وقت مہرون کلر کی شارٹ شرٹ اور کھلے پائنچوں والے ٹراؤزر میں ملبوس اپنے نازک سراپے کے ساتھ فیروز کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔۔

بیڈ سے اٹھتے وقت گھبراہٹ اور خوف کے مارے وہ اپنا دوپٹہ اٹھانا بھول گئی تھی۔۔۔

مگر اس وقت فیروز کی بے باک نگاہوں نے اسے اپنی اس

لاپرواہی کا بھرپور طریقے سے احساس دلایا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔۔ مگر فیروز نے

آگے ہوتے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

"تم مجھ سے کچھ پوچھنے آئی تھی میری باربی ڈول۔۔۔۔ "

فیروز نے اسے اپنے مقابل کھڑا کرتے اس کے دلکش سراپے

سے نگاہیں چراتے سوال کیا تھا۔۔۔

مگر اس کے طرز تخاطب پر مشائم کی پلکیں لرز اٹھی تھیں۔۔۔

"تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔ "

مشائم نے اس کی گرفت سے کلائی آزاد کروانے کی کوشش کرتے اس سے دور ہونا چاہا تھا۔۔۔

"یہی تو تمہارا اپنا گھر ہے۔۔۔۔ تمہارے شوہر کا گھر۔۔۔"

فیروز کی محبت پاش نگاہیں اسے پزل کررہی تھیں۔۔۔

"تم جان بوجھ کر کررہے ہو نا یہ سب۔۔۔ تمہیں مجھ میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے نا۔۔۔۔ میں تمہارے سب مطلب سمجھتی ہوں۔۔ تم بابا کی طرح مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔۔۔"

مشائم نے اسے غصہ دلانے کی خاطر چڑ کر کہا تھا۔۔

"کیا جانتی ہے میری باربی ڈول میرے بارے میں۔۔۔؟؟"

فیروز اس کے ٹھنڈ سے کانپتے وجود کے گرد اپنی شال پھیلاتا اسے اپنے حصار میں قید کر گیا تھا۔

"کہ تم ایک لالچی اور مطلب پرست انسان ہو۔۔ جسے لفظوں سے کھیلنا اور اپنی باتوں سے دوسروں کو اپنے جال میں پھنسانا بہت اچھے سے آتا ہے۔۔۔ اگر تم اتنے ہی رئیس ہو تو کیوں یہاں یہ معمولی سی ملازمت کررہے ہو۔۔۔ نوکر بن کر زندگی گزارنے پر مجبور ہو۔۔۔"

مشائم سے برداشت نہیں ہورہا تھا کہ یہ بے حد وجیہہ شخص ہر بار اس کے اتنے دھتکارنے کے باوجود پہلے سے بھی زیادہ محبت سے پیش کیوں آتا تھا۔۔۔

"بالکل ٹھیک ججمنٹ ہے تمہاری۔۔۔ میں لالچی بھی اور مطلب پرست بھی۔۔۔ مگر میں کیا کروں۔۔۔۔ میری مجبوری ہے۔۔۔"

فیروز اس کے ٹھنڈ سے لال پڑتے ناک سے اپنا ناک مسلتے بولا تھا۔۔۔

وہ اسے اتنی نرمی اور محبت سے ٹریٹ کرتا تھا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔"

مشائم اس کے پرسکون انداز پر زچ ہوتے بولی تھی۔۔۔

جب فیروز جھکا تھا اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"تم جانتی ہو میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

اس کے پھولے گلابی گال پر مہر محبت ثبت کرتا وہ مشائم کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"تم مجھے یہاں کڈنیپ کر کے لائے ہو نا۔۔۔ "

مشائم نے مشکوک نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔ اس سے ہضم نہیں ہو پا رہا تھا کہ فیروز اسے یہاں کیوں لایا ہے۔۔

"نہیں اپنی بیوی کو رخصت کروا کر آیا ہوں۔۔۔ یہاں اس فلیٹ میں اپنا ہنی مون منانے۔۔۔۔"

فیروز خان بیڈ روم میں داخل ہوتا ایک دم پٹری سے اتر چکا تھا۔۔۔

"کک کیا بکواس ہے یہ۔۔۔؟؟"

مشائم نے اس کے انداز پر گھبراتے اس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا۔۔ مگر فیروز اسے بیڈ پر لٹاتے اس پر حاوی ہوتا اس کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا تھا۔۔

"بکواس نہیں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔ تم میری بیوی ہو۔۔ ابھی تک صرف تمہارے نام پر میرے نام کی مہر لگی ہوئی ہے۔۔ آج تمہارے وجود پر اپنے نام کی مہر لگانا چاہتا ہوں۔۔ تاکہ تم دوبارہ کبھی مجھ سے دور جانے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکو۔۔۔"

فیروز اس کی دونوں کلائیاں تکیے سے لگاتے اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔

جبکہ اس کے دہکتے لمس اور سنجیدگی میں ڈوبے الفاظ نے مشائم کی سانسوں میں تغیانی برپا کر دی تھی۔۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔ میں مار دوں گی تمہیں۔۔۔"

مشائم اس سے خود کو آزاد کروانے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی۔۔۔ وہ ایک بار پھر سے خود پر پاگل پن کا دورہ پڑنے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔۔

مگر اس کے مقابل موجود شخص اب اس کے ایک ایک انداز سے بہت اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔۔۔

"ماردو۔۔۔ آج تو میں تمہارے ہاتھوں مرنا بھی پسند کروں

گا۔۔۔"

فیروز کے ہونٹ اس کی دودھیا گردن پر اپنے نشان چھوڑتے

مشائم کو جی جان سے لرزا گئے تھے۔۔۔

مشائم کا چہرا لال ہوا تھا۔۔ جبکہ دل کی دھڑکن ہر حد سے تجاوز

کر گئی تھی۔۔۔

فیروز نے سر اٹھا کر اس کی غیر ہوتی حالت دیکھی تھی۔۔ جو

پاگل پن کی وجہ سے نہیں اس کی قربت کی وجہ سے تھی۔۔۔ جو

مشائم پر اس وقت جان لیوا ثابت ہو رہی تھی۔۔۔

"جب میں مشائم رحمن کے قریب ہوں۔۔۔ تو یہ پاگل پن کا دورہ بھی اس کے قریب نہیں آسکتا۔۔۔ "

فیروز نے اس کے لال گالوں کو چھوتے معنی خیزی سے کہا تھا۔۔۔ جبکہ مشائم کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ "

مشائم اس وقت اپنی ہی دھڑکنوں سے گھبراتی اس سے دور جانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

وہ اس شخص کی اسیری میں تو پہلے ہی قید تھی۔۔۔۔ اب اپنے دل کا مزید نقصان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"باربار چھوڑنے کا کہتی ہو۔۔ اگر سچ میں چھوڑ دیا تب بھی چھپ چھپ کر تم نے ہی رونا ہے۔۔۔۔"

فیروز اس کی کلائیاں آزاد کرتا سیدھا ہوا تھا۔۔

یہ لڑکی اس کے لیے کسی نشے سے کم نہیں تھی۔۔۔ وہ ہر بار اس کے قریب آکر اپنا آپ بھولنے لگتا تھا۔۔۔

"میں کبھی چھپ چھپ کر نہیں روتی۔۔۔ اور تمہاری خاطر تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔"

جبکہ اس کے طزیہ لہجے پر مشائم اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو اعتدال پر لاتی جواب دے گئی تھی۔۔۔

مشائم بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ مگر فیروز کے کھینچنے پر واپس اس کی گود میں جا گری تھی۔۔۔

یہ شخص واقعی اسے موی گڑیا کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا۔۔۔

"میری زندگی کا کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب میں تم سے غافل رہوں۔۔۔۔"

فیروز اسے ہر بار اپنی محبت کی شدت کا احساس دلاتا رہتا تھا۔۔ مگر یہ لڑکی یقین نہیں کرتی تھی۔۔۔

"مگر میں تم پر کبھی اعتبار نہیں کر سکتی اور نہ ہی محبت۔۔۔ خدا کے لیے میری دنیا سے چلے جاؤ۔۔۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔ تمہارا یوں پاس رہنا میرے لیے زیادہ تکلیف کا باعث ہے۔۔۔"

مشائم اس کے سینے پر ہتھیلیاں رکھ کر اسے خود سے دور دھکیلتے بولی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے نمی اتر آئی تھی۔۔۔ جو فیروز کو اپنا دل چیرتی محسوس ہورہی تھی۔۔۔

فیروز اس کے کلائی کو تھام کر اس کی کمر پر موڑتا اسے اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

"تم سے دور رہنا میرے لیے تکلیف کا باعث ہے۔۔۔"

فیروز چہرا اس کے چہرے کے قریب لاتے بولتا اپنی سانسوں کی گرمائش سے اس کا چہرا جھلسا گیا تھا۔۔۔

"تم جھوٹ بولتے ہو۔۔۔ اس دنیا میں کوئی بے وقوف ہی ہو گا جو مجھ جیسی پاگل اور قاتل لڑکی سے محبت کرے گا۔۔۔ "

اس کے بے حد قریب آجانے پر مشائم کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔ اس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہوچکا تھا۔۔۔ جو اس بات کی ضمانت تھی کہ فیروز کی قربت مشائم رحمٰن پر کس قدر اثر انداز ہوتی تھی۔۔

مشائم کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہو پائی تھی جب فیروز اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس پر جھکا تھا اور اس کی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیتا مشائم کو ہوش بھلا گیا تھا۔۔۔

مشائم کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلے یقین حد تک سکڑ آئی تھیں۔۔۔ اس نے فیروز کو خود سے دور دھکیلنا چاہا تھا۔۔ مگر وہ اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے خود سے مزید قریب کھینچ گیا تھا۔۔۔

مشائم اس سے جتنا دور جانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔ اس کے لمس میں اتنی ہی شدت آرہی تھی۔۔۔

"محبت وہ خطرناک بیماری ہے جو آپ کو اپنا مریض بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تڑپنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔۔۔ مجھے پرواہ نہیں ہے تم مجھ سے محبت کرو یا نفرت۔۔۔ کیونکہ تمہیں اپنے ساتھ رکھنے اور ہنسی خوشی زندگی گزرانے کے لیے میری محبت ہی کافی ہے۔۔۔ "

فیروز اس کے گالوں پر باری باری لب رکھتے مخمور لہجے میں بولتا اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم کا وجود اس وقت پوری طرح لرزتا اس کے کنٹرول سے باہر تھا۔۔۔ اس کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہورہا تھا۔۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنی لرزتی کپکپاتی پلکیں اٹھا کر اوپر دیکھتی۔۔۔

وہ جلدی سے اس کے حصار سے نکل گئی تھی۔۔۔

"بہت بڑی بڑی باتیں کررہے ہو تم۔۔۔ مگر میں جانتی ہوں زیادہ دیر تک ان پر قائم نہیں رہ پاؤ گے۔۔۔ اور مجھے اسی دن کا شدت سے انتظار رہے گا۔۔۔۔"

دروازے کے پاس پہنچ کر فیروز پر ایک طنزیہ نگاہ ڈالتی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ فیروز ٹھنڈی آہ بھرتا وہاں بیڈ پر پیچھے کی جانب لیٹ گیا تھا۔۔۔

آج تک اس کی زندگی میں کبھی کچھ بھی اتنا مشکل نہیں رہا تھا جتنا اس وقت اس لڑکی کا دل اور اعتبار جیتنا لگ رہا تھا۔۔۔

مگر ہارنا تو اس نے کبھی سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ اس پاگل لڑکی کو اپنے پیار میں پاگل کیے بغیر سکون سے تو وہ بھی نہیں رہنے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل رخصت ہو کر شاہ محل آچکی تھی۔۔۔ جہاں اس کا استقبال

ویسا ہی ہوا تھا جیسا ونی میں آئی لڑکی کا کیا جاتا ہے۔۔۔

وہاں کی خواتین نے اس کے سلام کا جواب دینا بھی اپنی توہین

سمجھا تھا۔۔۔

ان کا جوان پوتا قتل ہوا تھا وہ بھی اس کے سگے بھائی کے

ہاتھوں۔۔۔ پھر بھلا وہ لوگ کیسے اس سے اچھے سے ملتے۔۔۔

نیمل پوری طرح سے سیاہ شال میں لپٹی ہوئی تھی۔۔۔ جس میں

سے اس کے دودھیا ہاتھ اور چہرے کا کچھ حصہ نمایاں تھا۔۔۔

اس لڑکی کا حسن ان خواتین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ پایا

تھا۔۔۔

"دیکھا ان شاطر لوگوں کی چالاکی۔۔۔ اپنی وہ پوتی بھیجی ہے جو سب سے حسین ہے۔۔۔ ہمارے سعدان پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ لوگ۔۔۔"

مدثر شاہ کی ماں اور سعدان کی چھوٹی چچی ثمرین بیگم نیمل کو دیکھ اندر سے آگ بگولہ ہو رہی تھیں۔۔۔ مگر اپنی ساس نجمہ بیگم کے حکم کے بغیر وہ نیمل کے قریب نہیں جاسکتی تھیں۔۔ ورنہ ان کا بہت دل چاہ رہا تھا کہ اس لڑکی کی گردن کاٹ کر اس کا بھی وہی حشر کرے جو اس کے بھائی نے ان کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا۔۔۔

"ثمرین چچی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ آئیں میں آپ کو روم میں چھوڑ آؤں۔۔۔۔"

سعدان کی تایا زاد زوبیہ نے ماحول کو کشیدہ ہوتے دیکھ ثمرین بیگم کو اوپر لے جانا چاہا تھا۔۔

"نہیں۔۔میں کیوں جاؤں یہاں سے۔۔۔ پہلے اس لڑکی کو اس کی اوقات تو یاد دلا دوں۔۔۔ یہ سمجھ رہی ہوگی کہ ہمارے سعدان کی بیوی بن کر آئی ہے تو شاہ محل کی ملکہ بن کر رہے گی۔۔۔ لیکن سن کو لڑکی تم ونی میں آئی ایک باندی ہو۔۔۔ جسے ساری زندگی ہمارے سعدان کے قدموں میں بیٹھ کر گزارنی ہوگی۔۔۔ ہمارے سعدان کی دلہن اور اس محل کی ملکہ یہ ہے۔۔۔۔ "

ثمرین بیگم آج کسی قیمت پر بھی نیمل کو بخشنے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھیں۔۔

انہوں نے ہاتھ سے تھام کر طوبیٰ کو نیمل کے مقابل کھڑا کیا تھا۔۔۔ طوبیٰ سعدان کی پھوپھو زاد کزن تھی۔۔۔

نیمل جو سخت بخار میں تپتی بہت مشکل سے کھڑی تھی۔۔۔

سعدان کی دلہن نے نام پر اس نے نگاہیں اٹھا کر طوبیٰ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو درمیانے قد اور نارمل شکل و صورت کی مالک لڑکی تھی۔۔۔

اور ثمرین بیگم سے بھی زیادہ نفرت بھری نگاہوں سے نیمل کو گھور رہی تھی۔۔۔

وہاں اس وقت شاہ محل کی تمام خواتین جمع تھیں۔۔۔ ثمرین بیگم
جس صدمے اور دکھ کے زیر اثر تھیں۔۔۔ ان کی حالت کے
پیش نظر سب ہی انہیں اس وقت ٹوکنے سے قاصر تھیں۔۔

مگر باقی سب ہی جانتی تھیں کہ نیمل کا اس سب میں کوئی قصور
نہیں تھا۔۔

تو اسے سزا دینا بھی جائز بات نہیں تھی۔۔۔ مگر شدید غم و غصے
کے باعث ثمرین بیگم یہ بات نہیں سمجھ پارہی تھیں۔۔

"اماں سائیں یہ لڑکی سعدان کے کمرے میں نہیں جائے گی۔۔
بھیجیں آپ اسے کچن میں باقی ملازمین کے ساتھ کام کرے گی
یہ۔۔۔۔"

ثمرین بیگم نے ملازمین کو اشارہ کرتے نیمل کو اپنے ساتھ لے جانے کا کہا تھا۔۔۔

"اماں سائیں۔۔۔"

ایک جانب خاموشی سے کھڑی سعدان کی والدہ کوثر بیگم نے نیمل کے ساتھ کیے جانے والے سلوک پر اپنی ساس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"ابھی جو ہورہا ہے ہونے دو بہو۔۔۔"

نجمہ بیگم اپنی چھوٹی بہو کی حالت دیکھ بے بسی سے بولی تھیں۔۔۔

جس پر کوثر بیگم کو بھی خاموش ہی رہنا پڑا تھا۔۔۔

مگر چادر میں چھپی اس چھوٹی سے لڑکی کے لیے انہیں بہت برا لگ رہا تھا۔۔۔ جو بے قصور ہوتے ہوئے بھی یہاں سزا بھگتنے بھیج دی گئی تھی۔۔۔

ثمرین بیگم کے کہنے پر ملازمین نیمل کو لیے کچن میں آ گئی تھیں۔۔۔ جہاں اسے آج شاہ محل میں مقیم تمام افراد کا کھانا بنانے کا حکم دیا گیا تھا۔۔۔

نیمل جو پہلے ہی خود کو سنبھالے بہت مشکل سے کھڑی تھی۔۔۔ ان کی بات سن کر چکرا کر رہ گئی تھی۔۔۔

وہ پہلے سے ہی جانتی تھی کہ اسے یہاں پھولوں کے ہار نہیں پہنانے والے تھے یہ لوگ۔۔۔ وہ خود کو مینٹلی تیار کر کے آئی تھی ان حالات کا سامنا کرنے کے لیے۔۔۔

مگر پرابلم یہ تھی کہ اس نے آج تک کچن میں جاکر پانی تک گرم نہیں کیا تھا۔۔ کھانا بنانا تو بہت بعد میں آتا تھا۔۔

وہاں تمام ملازمین کی انچارج شبنم اس پر نگاہیں گاڑھے کھڑی اسے ثمرین بیگم کا پیغام سنا چکی تھی۔۔۔

وہاں موجود ڈھیر ساری ملازمین دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوچکی تھیں۔۔۔ جس کا مطلب تھا کہ سارا کام اسی نے ہی کرنا ہے۔۔۔

"دادی جان آپ نے ہر چیز کے لیے ٹرین کیا۔۔۔ مگر یہ سب سیکھانا تو بھول ہی گئیں آپ۔۔۔ "

نیمل دل ہی دل میں اپنی دادی سے مخاطب تھی۔۔۔

"دو گھنٹوں کے اندر یہ سارا کھانا بنانا ہے آپ کو۔۔۔ شاہ محل کے تمام افراد رات کا کھانا ایک ساتھ کھاتے ہیں۔۔۔ اور کھانے کے معاملے میں زرا سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتے۔۔۔ سعدان شاہ سائیں تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ ان ملازمین میں سے آپ کی مدد کرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں ہے۔۔۔ سعدان شاہ کے نام پر ونی میں آئی ہیں۔۔۔ اس لیے نرمی برتی جا رہی ہے۔۔۔ ورنہ ونی میں آئی لڑکیوں کی جو حالت کی جاتی ہے۔۔۔ وہ سن کر ہی آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔۔۔"

شبنم کافی تیکھے مزاج کی خاتون تھی۔۔۔ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ باقی ونی میں آئی لڑکیوں کی طرح نیمل بھی اس کے انڈر رہنے والی تھی۔۔۔ اس لیے وہ اسے تیز لہجے میں کہتی باقی ملازمین کو لیے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

اس وقت نیمل اتنے بڑے کچن میں اکیلی کھڑی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں رو رو کر سوج چکی تھیں۔۔۔

وہ اس وقت اس حویلی اور ان لوگوں کے بیچ کھڑی تھی جن سے اس نے اپنی پوری زندگی بے پناہ نفرت کی تھی۔۔۔۔

مگر اس وقت اپنی اس نفرت سے زیادہ اسے خود پر ترس آرہا تھا۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرا گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔ جب اسی لمحے اسے اپنے قریب آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

وہی دلفریب مہک اسے اپنے آس پاس بکھرتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ جو مہک وہ لاکھوں کے بیچ بھی پہچان سکتی تھی۔۔

نیمل نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔

جب سامنے ہی اسے وہ شخص اپنے نہایت قریب کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔

نیمل گھبرا کر چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

سعدان نے گہری نگاہوں سے اس کی یہ حرکت دیکھی تھی۔۔

مسلسل رونے کی وجہ سے سرخی مائل آنسوؤں سے بھیگا مترنم چہرا

اس وقت چادر کی قید سے آزاد تھا۔۔۔

سوجی آنکھوں پر لرزتی بھیگی پلکیں۔۔

سعدان شاہ کو اچھا خاصہ ڈسٹرب کر گئی تھیں۔۔۔

"نیمل یوسف خانزادہ کے رونے کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔؟؟"

سعدان شاہ نے اپنے مخصوص گھمبیر لہجے میں سوال کیا تھا۔۔

نگاہیں اب بھی اس کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

نیوی بلو قمیض شلوار پر گرے رنگ کی شال کندھوں پر ڈالے۔۔

کمر پر بازو باندھے کھڑا وہ اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ نیمل کو

آج بھی اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

مگر اس کی جانب سے پوچھے جانے والے سوال پر نیمل اپنی آنکھوں کو بھیگنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔

اسے اس وقت سعدان شاہ کو اپنے سامنے دیکھ نجانے کیوں ایک شناسائی سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ چاہے اس شخص کو وہ اپنا سب سے بڑا دشمن مانتی تھی۔۔

مگر اس وقت اس کے پاس ہونے سے نیمل کو ایک ان دیکھا تحفظ سا محسوس ہوا تھا۔۔

"مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔۔ اور میری طبیعت بھی خراب ہے۔۔۔

"

نیمل نے ہچکیوں میں روتے اسے اپنا مسئلہ بتایا تھا۔۔ اس کے الفاظ جہاں سعدان شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئے تھے۔۔ وہیں اس کے چہرے پر بکھرتے آنسوؤں پر وہ ہونٹ بھینچتا اسے کی کلائی تھام کر اسے اپنے قریب کھینچ چکا تھا۔۔۔

"رونا ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔۔۔ اگلی بار میں آپ کو روتے ہوئے نہ دیکھوں۔۔۔۔"

سعدان شاہ اس کا چہرا ٹھوڑی سے تھام کر اونچا کرتے کافی سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جبکہ نیمل اس کے اچانک اس طرح قریب آنے پر گھبرا گئی تھی۔۔ وہ کچھ سیکنڈز کے لیے تو بھول ہی چکی تھی کہ وہ کچن میں

کس کام کے لیے بھیجی گئی ہے۔۔ اور وہ سعدان شاہ کی چہیتی

بیوی بن کر نہیں بلکہ ونی بن کر اس شاہ محل میں آئی ہے۔۔۔

اسے لگا تھا سعدان کا رویہ بھی اس کے ساتھ توہین آمیز ہی

ہو گا۔۔۔

مگر سعدان کا یہ اچھا برتاؤ اسے الرٹ کر گیا تھا۔۔

"مم مجھے کھانا بنانا ہے۔۔۔"

نیمل نے فوراً اس سے دور ہونا چاہا تھا۔۔۔

مگر سعدان نے اس کی کمر کے گرد سے بازو نہیں ہٹایا تھا۔۔۔

"کھاناملازمین بنا دیں گے۔۔۔ آپ روم میں چلیں۔۔۔"

سعدان کے اس نئے حکم پر نیمل نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک انجانا سا خوف پیدا ہوا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا چہرا تمتما اٹھا تھا۔۔۔

جو نوٹ کرتے سعدان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ مگر نگاہیں جھکی ہونے کی وجہ سے نیمل وہ معنی خیز مسکراہٹ دیکھ نہیں پائی تھی۔۔

"سائیں آپ یہاں۔۔۔۔ "

نیمل اسی طرح اس کے حصار میں کھڑی تھی۔۔ مگر وہاں اندر داخل ہوتی شبنم سامنے کا منظر دیکھ اپنی جگہ پر جم کر رہ گئی تھی۔۔

سعدان شاہ اس پورے خاندان اور علاقے کا اگلا سربراہ،،، جس کی بارعب شخصیت وہاں کے ملازمین کو الگ خوف میں مبتلا رکھتی تھی۔۔۔ کسی اور کا ہو یا نہ ہو مگر سعدان شاہ کے کسی بھی معاملے زرا سی کوتاہی بھی نہیں کی جاسکتی تھی۔۔۔

وہ اس وقت کچن میں کھڑا تھا۔۔ یہ دیکھ شبنم کتنی ہی حیرت اور بے یقینی کے احساس سے نکل ہی نہیں پائی تھی۔۔

مگر وہ اتنی حیثیت نہیں رکھتی تھی کہ سعدان سے اس کے یہاں ہونے کی وجہ پوچھ سکتی۔۔ کیونکہ ایک وجہ تو اسے سعدان کی بانہوں میں موجود نیمل کی صورت نظر آرہی تھی۔۔۔

وہ ایک نظر میں ہی سمجھ گئی تھی کہ یہ لڑکی ان کے سائیں کے لیے صرف ونی میں آئی لڑکی نہیں ہے۔۔۔ بلکہ کسی اور وجہ سے بھی اہمیت کی حامل ہے۔۔۔ ورنہ وہ کبھی اس کے پیچھے کچن میں نہ آتا۔۔۔

"سب ملازمین کو بلاؤ اور کھانا بناؤ۔۔۔ جس کام کے لیے ان سب کو رکھا گیا ہے وہ کام وہ لوگ ہی کریں گی۔۔ اگلی بار دھیان رکھنا اس بات کا۔۔ "

سعدان شاہ کی بات پر نیمل نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس وقت وہ جس انداز میں بات کررہا تھا یہ وہ انداز بالکل بھی نہیں تھا جس سے وہ اس سے بات کرتا تھا۔۔

"جو حکم سائیں۔۔۔ "

شبنم اس کی بات سن کر جواب دیتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

جس کے نکلتے ہی انعم اور فصیحہ اندر داخل ہوئی تھیں۔

"انہیں ان کے کمرے میں لے جاؤ۔۔۔ "

سعدان نے سنجیدہ لہجے میں انہیں بھی آرڈر دیا تھا۔۔۔

"جی ادا سائیں۔۔۔"

سعدان شاہ جو بھی حکم دے رہا تھا وہ سب خاموشی سے مان رہی تھیں۔۔۔ نیمل بالکل خاموش کھڑی اس سب کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ اسے اب سمجھ آرہی تھیں اپنی دادی کی باتیں۔۔

شاہ محل میں سعدان شاہ سب سے زیادہ پاور فل تھا۔۔۔ اور وہاں کے ہر فرد کے لیے نہایت اہم بھی۔۔۔

اگر اسے شاہ محل والوں کو برباد کرنا تھا تو وہ سعدان شاہ کو نقصان پہنچا کر کر سکتی تھی۔۔۔

نیمل کچن سے انعم اور فصیحہ کے ساتھ روم میں آتی سب سوچ چکی تھی۔۔۔

وہ یہاں آنے سے پہلے بہت زیادہ ڈری اور سہمی ہوئی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا کہ اس کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جائے گا۔۔۔

مگر سعدان شاہ جس طرح اس کی ڈھال بن کر اس کے آگے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس بات نے نیمل کے دل و دماغ پر بہت گہرائی سے اثر ڈالا تھا۔۔۔

وہ سعدان شاہ کے بارے میں برا سوچنا چاہتی تھی مگر سوچ نہیں پارہی تھی۔۔۔

انہیں سوچوں میں گم وہ ایک نہایت ہی خوبصورت روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

"یہ آپ کا کمرہ ہے۔۔۔ آپ کو اب یہی پر رہنا ہے۔۔۔ وہاں آپ کا بیگ رکھا ہے۔۔ آپ کو کسی بھی شے کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک کہیے گا۔۔۔"

انعم اور فصیحہ اسے ایک نہایت ہی شاندار روم میں چھوڑتیں وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔

نیمل کافی حیران ہوئی تھی کہ اسے رہنے کے لیے اتنا شاندار کمرہ دیا گیا ہے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رحمٰن کیانی کو اچانک دل کا دورہ پڑا تھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بہت خراب تھی۔۔۔ مشائم سے یہ بات چھپائی جا رہی

تھی۔۔۔ اسے یہی بتایا گیا تھا کہ رحمٰن صاحب کسی بزنس میٹنگ کی وجہ سے آؤٹ آف کنٹری گئے ہوئے ہیں۔۔۔

فیروز فل ٹائم رحمٰن کیانی کے ساتھ ہی تھا۔۔ رحمن صاحب مشائم کی سیفٹی کو لے کر بہت زیادہ پریشان تھے۔۔۔ وہ مشائم کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔۔

اس لیے انہوں نے اپنی رشتے کی ماموں زاد بہن فاکیہ خانزادہ کو بلا کر مشائم کو ان کے ساتھ روانہ کردیا تھا۔۔

مشائم کو فاکیہ بیگم بہت پسند تھیں۔۔۔ ان کے ساتھ ان کے گاؤں جانے کی ہمیشہ خواہشمند رہی تھی۔۔۔ رحمٰن کیانی کے ساتھ

فون پر بات کرنے کے بعد وہ فاکیہ بیگم کے ساتھ روانہ ہوگئی تھی۔۔۔

مگر مشائم کو اس سب میں ایک بات بہت شدت سے محسوس ہوئی تھی۔۔۔ کہ اس سارے عرصے میں فیروز ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔ ملازمین کا بھی یہی کہنا تھا کہ فیروز ایک ہفتے سے کیانی والا میں نہیں آیا۔۔۔ جو بات مشائم کو بہت زیادہ کھٹک رہی تھی۔۔۔

اس دن اس کے فلیٹ سے آنے کے بعد مشائم کا اس سے سامنا نہیں ہوا تھا۔۔۔

"تو آخر وہ وقت آہی گیا فیروز خان جب تم اپنے اصلی رنگ دکھانے والے ہو۔۔۔"

مشائم بظاہر طنزیہ لہجے میں خود سے مخاطب ہوئی تھی۔۔ مگر یہ خیال ہی بہت اذیت ناک تھا کہ فیروز اسے چھوڑ دے گا۔۔

مشائم فاکیہ بیگم کے ساتھ خانزادہ مینشن پہنچی تھی جہاں اس کا استقبال بہت ہی محبت اور پرجوش انداز میں کیا گیا تھا۔۔۔

اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا۔۔۔

مشائم کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہاں سب اس کے آنے سے اتنے زیادہ خوش ہونگے۔۔۔

سکینہ بیگم کو پہلی نظر دیکھ کر اسے ان کی بارعب شخصیت سے تھوڑا سا خوف محسوس ہوا تھا۔ مگر انہوں نے جس طرح آگے بڑھ کر مشائم کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ مشائم کا وہ خوف بھی جاتا رہا تھا۔۔ اسے وہاں سب سے زیادہ پیار ہی سکینہ بیگم سے مل رہا تھا۔۔

وہ سب لوگ ہی اسے بہت اچھے لگے تھے۔۔ مشائم کو زیادہ ٹائم نہیں لگا تھا ان سب میں گھلنے ملنے میں۔۔۔

ان کے رویوں سے اسے یہی محسوس ہورہا تھا جیسے وہ صدیوں سے یہاں رہتی ہو۔۔۔

گھر کے مرد حضرات بھی بہت شفقت اور عزت سے پیش آئے تھے اس سے۔۔۔ جبکہ ینگ پارٹی تو اس کے قریب سے ہٹنے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

"آپ بہت کیوٹ ہیں بھابھی۔۔ ہمیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ آپ حقیقت میں بھی اتنی کیوٹ اور سویٹ سی ہونگی۔۔۔ کیونکہ ہمارے بھائی بالکل اس کے آپوزیٹ ہیں نا۔۔۔۔"

سبحان مشائم سے سلام دعا کرتا اپنی زبان پر کنٹرول نہیں رکھ پایا تھا۔۔ مگر سب کی گھورتی خونخوار نگاہوں اور مشائم کی ہونق صورت دیکھ سبحان کو شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ کتنا غلط بول چکا ہے۔۔۔

"مم میرا مطلب کہ آپ بہت زیادہ کیوٹ ہیں۔۔۔"

سبحان کو بالکل بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ بات کیسے سنبھالے۔۔۔

"یہ کچھ بھی بولتا رہتا ہے۔۔۔ آپ اس کی باتوں پر زیادہ دھیان مت دیجیے گا۔۔۔ بکس پڑھ پڑھ کر اس کا دماغ خراب ہوچکا ہے۔۔۔"

سدرہ نے جلدی سے بات سنبھالتے مشائم کا دھیان بھٹکانا چاہا تھا۔۔ جس میں وہ کامیاب بھی رہی تھی۔۔۔ مشائم کو سبحان کی بات کا کوئی سر پیر سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ اس لیے وہ باقی سب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگئی تھی۔۔۔

وہاں سب لوگ جس طرح اس سے بات کر رہے تھے۔۔۔ اس سے وہ یہی اندازہ لگا پائی تھی کہ انہیں اس کی مینٹل کنڈیشن کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے۔۔۔ ورنہ آج تک رحمٰن کیانی، فیروز اور فاکیہ بیگم کے علاوہ کبھی کسی نے اس سے یوں نارملی بات نہیں کی تھی۔۔۔ اور نہ ہی اس کے اتنے قریب ہوئے تھے۔۔۔ اس لیے ان لوگوں کے رویے سے وہ یہی اخذ کر پائی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل کو آج شاہ محل میں آئے ایک ہفتہ ہوچکا تھا۔۔ مگر وہ ایک بار بھی اس روم سے نہیں نکلی تھی۔۔ نہ ہی کوئی اس روم میں آیا تھا۔۔ سوائے ملازمین کے کھانا دینے کے۔۔۔

نیمل باہر جانا چاہتی تھی سعدان شاہ سے ملنا چاہتی تھی۔۔ جس کام کے لیے اسے یہاں بھیجا گیا تھا وہ پورا کرنا چاہتی تھی ۔۔ مگر وہ باہر موجود لوگوں کی نفرت آمیز نگاہوں سے بھی بہت خائف تھی۔۔۔ اس لیے دل مسوس کر رہ گئی تھی۔۔۔

اسے حیرت ہورہی تھی سعدان شاہ پر جو اسے بیوی بنا کر تو لے آیا تھا مگر اس کے قریب آنے کی زحمت ایک بار بھی نہیں کی تھی۔۔۔

اسے تو یہی کہا گیا تھا کہ شاہ محل کے مرد انتہائی سفاک اور ہلکے کردار کے تھے۔۔۔

مگر سعدان شاہ کا رویہ ہر بار اسے سوچنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔

نیمل انہیں سوچوں کے زیرِ اثر بیڈ پر لیٹی گہری نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔۔

وہ سونے سے پہلے روم کو اندر سے اچھی طرح لاک کرلیتی تھی۔ اور اب اس کمرے کو پوری طرح سے اپنا مانتی بے فکری کے ساتھ سوتی تھی۔۔۔

اس وقت بھی وہ اپنا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھے بالوں کو ہر قسم کی قید سے آزاد کیے کمبل سر سے پیر تک اوڑھے گہری نیند میں تھی۔۔۔

وہ ہمیشہ اپنے لمبے سیاہ بالوں کو کھول کر ہی سوتی تھی۔۔۔ اسے ویسے نیند نہیں آتی تھی۔۔۔

اور اس عالیشان کمرے کو اس وقت اپنی جاگیر مان کر پوری طرح

سے اپنے انداز میں سوئی ہوئی تھی۔۔۔

وہ بہت گہری نیند میں تھی جب اچانک اسے اپنے اوپر کوئی وزنی

شے محسوس ہوئی تھی۔۔۔

نیمل نے جھٹ سے آنکھیں کھولتے کمرے میں پھیلے ملگجھے

اندھیرے میں اپنے اوپر موجود شے کو ٹٹولا تھا۔۔۔ جس کے

ساتھ ہی اس کے ہونٹوں سے دلخراش چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

وہ جو کوئی بھی تھا اس وقت اس کے نہایت قریب تھا اور اسے

پوری طرح اپنے حصار میں جکڑے ہوئے تھا۔۔۔

نیمل کی چیخیں اس سوئے ہوئے شخص کی بھی نیند خراب کر چکی تھیں۔۔۔

اس نے مسلسل چلاتی اور اپنے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی نیمل کے گداز ہونٹوں پر اپنی مضبوط ہتھیلی جماتے اس کی چیخوں کا گلا گھونٹنے کے ساتھ ساتھ اسے واپس سے اپنے حصار میں قید کرتا پوری طرح اس پر حاوی ہوا تھا۔۔۔

نیمل نے اپنی دلنشین آنسوؤں بھری آنکھوں کو پوری طرح سے کھولے مقابل کو گھورا تھا۔۔۔

جس پر سعدان شاہ نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آن کر دیا تھا۔۔۔

وہ اپنی گرفت میں مقید اس لڑکی کے نازک وجود کی کپکپاہٹ کو باآسانی محسوس کر پا رہا تھا۔۔۔

لیمپ کی روشنی میں سعدان کو اپنے مقابل دیکھ نیمل کی آنکھوں کی پتلیاں مزید سکڑ گئیں تھیں۔۔۔ ایک انجانہ سا خوف روگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔۔۔

وہ یہاں کیوں آیا تھا۔۔۔ نیمل کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

اسے مقابل دیکھ اب چیخ پانا تو دور سانس لینا بھی محال ہو گیا تھا۔۔۔

اس کی مسحور کن خوشبو نیمل کے حواسوں کو جکڑنے لگی تھی۔۔۔

اس کی خوف سے لاک پڑتی رنگت دیکھ سعدان نے اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹا دیا تھا۔۔

"کیاہوا۔۔؟؟ آپ کو مجھ سے ڈر لگ رہا ہے۔۔؟؟"

وہ ابھی بھی اسی طرح اس پر جھکا ہوا تھا اور اس کے دلفریب نقوش کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیتا اسے مزید پزل کر گیا تھا۔۔

"نن نہیں۔۔ وہ۔۔ آپ یہاں۔۔۔ "

نیمل جانتی تھی وہ ایک بے تکا سوال کررہی ہے۔۔۔ مگر پھر بھی اس نے اپنے آپ کو یہ پوچھنے سے نہیں روکا تھا۔۔۔

اس کی بات پر سعدان کے چہرے پر مسکان بکھری تھی۔۔ جو پل بھر کے لیے نیمل کو اپنے حصار میں جکڑ سی گئی تھی۔۔۔

"یہ ہمارا بیڈ روم ہے۔۔۔ "

سعدان مختصراً جواب دیتا پیچھے ہٹا ہی تھا جب نیمل کے ہونٹوں سے بے اختیار کراہ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

اس کے گلے میں پہنی چین سعدان کے گریبان کے بٹن میں الجھ گئی تھی۔۔۔ اس کے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے نیمل کو وہ چین گردن میں زور سے چبھی تھی۔۔

جو نوٹ کرتے سعدان واپس سے اس کے قریب ہو آیا تھا۔۔۔

تکلیف کے احساس سے نیمل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔ وہ اس شخص سے نفرت کرتی تھی اس کی یہ قربت برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

مگر بار بار اسے اس کے اتنے ہی قریب آنا پڑ رہا تھا۔۔

"میری چین اٹک گئی ہے۔۔ "

نیمل نے اس کے سامنے جھجھکتے اپنی چین کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

"تو نکال لیں۔۔۔ "

اس کے گرد اپنے دونوں بازو ٹکائے وہ اس پر جھکا جواب دے گیا تھا۔۔

سعدان شاہ کی بولتی گہری نگاہیں نیمل پر بہت بھاری پڑ رہی تھیں۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر چین نکالی چاہی تھی۔۔ مگر وہ بہت زیادہ باریک ہونے کی وجہ سے بٹن کے دھاگے کے ساتھ اس بری طرح الجھی تھی کہ الگ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

نیمل کوشش کر کر کے ہلکان ہوچکی تھی۔۔۔ مگر وہ چین نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

نیمل نے اپنی لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو پہلے سے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔

اس کے دیکھنے پر بھی سعدان نے اپنی پرشوق نگاہوں کا زاویہ نہیں بدلا تھا۔۔۔

"آپ ہیلپ کر دیں پلیز۔۔۔۔"

نیمل نے مدد طلب ملتجی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ بہت بری طرح الجھ چکے ہیں ایک دوسرے میں۔۔۔ ان کو الگ کیا تو کسی ایک کو توڑنا پڑے گا۔۔۔"

سعدان کی بات پر نیمل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس کی بات بہت گہری تھی۔۔۔ نجانے کیوں نیمل کو وہ بہت زور سے چبھی تھی۔۔۔

"آپ میری چین توڑ دیں۔۔۔۔"

نیمل اس سے نگاہیں چراتے بولی تھی۔۔۔

"مطلب آپ ہر حالت میں دور جانا چاہتی ہیں۔۔۔"

سعدان شاہ نے طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔ وہ جھکا تھا۔۔ اس کا ارادہ اپنا بٹن توڑ کر اس کی چین صحیح سلامت باہر نکالنے کا تھا۔۔

مگر ایسا نہیں ہو پایا تھا۔۔۔

بٹن تو ٹوٹ کر جدا ہوا ہی تھا۔۔۔ چین بھی کافی باریک ہونے کی وجہ سے احتیاط کے باوجود ٹوٹ چکی تھی۔۔

وہ دونوں جدا ہوچکے تھے۔۔۔ مگر دونوں ہی ٹوٹ چکے تھے۔۔۔

"مجھے دے دیں میں اسے ٹھیک کروا دوں گا آپ کو۔۔۔۔"

سعدان نے اس کے ہاتھ سے چین لے لی تھی۔۔۔

جبکہ نیمل کی آنکھوں میں نجانے کس احساس کے تحت نمی سی اتر آئی تھی۔۔۔

سعدان اس سے دور ہوچکا تھا۔۔ مگر نیمل ابھی بھی اسی طرح اپنی جگہ پر گم صُم سی لیٹی تھی۔۔۔ اس کے دل کی دھڑکنیں منجمد ہوچکی تھیں۔۔۔

وہ اس شخص کو اپنی محبت میں پاگل کرنے آئی تھی۔۔ مگر آہستہ آہستہ پاگل خود ہورہی تھی۔۔۔

سعدان اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ اس کی حالت کے پیش نظر کروٹ بدل کر دوسری جانب سو چکا تھا۔۔۔

جبکہ نیمل اپنے بالوں کو سمیٹتی اپنی جگہ سے اٹھ آئی تھی۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے قریب پہنچی اپنی خالی گردن دیکھ اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔

"اوہ شٹ۔۔۔ وہ چین تو۔۔۔۔"

اسے اب یاد آرہا تھا کہ اس چین میں ایک خاص ڈیوائس فٹ کی گئی تھی۔۔۔ جس میں اس کی دادی جان اس کے آس پاس ہوئی باتیں سن سکتی تھیں۔۔۔ یہ چین انہوں نے اپنے کسی بہت خاص آدمی سے بنوائی تھی۔۔۔

نیمل واپس بیڈ کی جانب آئی تھی۔۔۔

سعدان کروٹ کے بل دوسری جانب منہ کیے سو رہا تھا۔۔۔

اس نے نیمل کے سامنے وہ چین اپنی داہنی پاکٹ میں رکھی تھی۔۔۔۔ جس جانب کروٹ کیے وہ ابھی سو رہا تھا۔۔۔

نیمل کو اس کے سوتے ہوئے میں ہی یہ چین نکالنی تھی۔۔۔

وہ اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں کیچر میں مقید کرتی سعدان کے قریب آئی تھی۔۔۔

جو کی مدھم مدھم سانسیں یہی ظاہر کررہی تھیں کہ وہ گہری نیند میں جاچکا ہے۔۔۔

"اب کیا کروں میں۔۔۔۔؟؟؟"

اس کے لیے وہ چین لینا بہت زیادہ امپورٹنٹ تھا۔۔۔ مگر سعدان کے قریب جانا اس سے بھی کہیں زیادہ مشکل تھا۔۔

نیمل اس کے گہری نیند میں ہونے کا کنفرم کرتی بیڈ پر اس کے نہایت قریب آن بیٹھی تھی۔۔۔

اس کے دل کی دھڑکنیں ایک بار پھر سے اپنی رفتار پکڑ چکی تھیں۔۔۔ یہی بات اسے شدید زچ بھی کر دیتی تھی کہ آخر سعدان شاہ کے قریب آنے سے اس کے دل کو اتنا فرق کیوں پڑتا تھا۔۔۔

نیمل نے ہاتھ بڑھا کر اس کے پاکٹ تک لے جانا چاہا تھا۔۔۔

وہ سعدان کے اوپر پوری طرح سے جھکی ہوئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی کاروائی پوری کر پاتی سعدان نے ایکدم آنکھیں کھولتے نیمل کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے اپنے اوپر گرا لیا تھا۔۔۔

نیمل اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی وہ کسی ٹوٹی۔شاخ کی طرح سیدھی اس کے سینے پر گرتی اس کے مضبوط وجود کا حصہ بنی تھی۔۔۔

"مجھ سے کچھ چاہئے آپ کو۔۔۔۔"

سعدان شاہ اس کے بالوں سے کیچر نکالتا نیند کے خمار میں ڈوبے بھاری لہجے میں بولتا اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گیا تھا۔۔

نیمل جو چہرا سعدان کے چہرے کے نہایت قریب تھا۔

دونوں کی سانسیں ایک دوسرے میں الجھ رہی تھیں۔۔۔

"نن نہیں تو۔۔۔ پپ پلیز چھوڑیں مجھے۔۔۔ "

نیمل اس کی نیند کے سرخ ڈوروں سے سجی خمار آلود آنکھوں کو اپنے وجود پر گڑھے تھے لال ہوچکی تھی۔۔۔

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں اتنا شریف اور اچھا انسان ہوں کہ آپ کی ہر بات مانوں گا۔۔۔ "

سعدان اس کی زلفوں کی بھینی بھینی مہک اپنی سانسوں میں اتارتے نیمل کی غیر ہوتی حالت کو دیکھتے بولا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے سوال پر نیمل نے اپنی خوفزدہ نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کیونکہ آپ اچھے ہیں۔۔۔ اگر اچھے نہ ہوتے تو ونی میں آئی لڑکی کو اتنی عزت نہ دیتے۔۔۔"

نیمل کے ہونٹوں سے بے اختیار اس کی تعریف نکلی تھی۔۔۔

"نہیں میں اتنا اچھا بالکل بھی نہیں ہوں جتنا آپ سمجھ رہی ہیں۔۔۔ "

سعدان شاہ اس کی جانب سے اپنی تعریف سن کر مسکرا دیا تھا۔۔۔ اس کی یہ چند لمحوں کی مسکراہٹ اتنی دلفریب تھی کہ نیمل کے دل کے تار ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔

نیمل نے فوراً سے اس کی جانب سے نگاہیں ہٹائی تھیں۔۔۔ وہ

ساحر تھا اور آہستہ آہستہ اسے اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔۔

"پلیز لیو می۔۔۔۔ "

نیمل کے لیے مزید اس کے حصار میں قید رہنا محال ہورہا تھا۔۔

اس کے وجود سے اٹھتی کلون کی مہک نیمل کے حواسوں پر سوار

ہورہی تھی۔۔۔

"نو۔۔۔آئی کانٹ۔۔۔"

نیمل کی بات کا اسی کی طرح نرم لہجے میں جواب دیتا وہ کروٹ

بدلتا نیمل کو اپنے مقابل بیڈ پر لیٹاتا اس پر بھی اپنا کمبل اوڑھا

چکا تھا۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟"

نیمل گھبراتی کمزور سی آواز میں بولی تھی۔۔۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ میں صرف سونے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

اس نیند کو واپس پانے کی کوشش جو نیمل یوسف خانزادہ چھین

چکی ہے مجھ سے۔۔۔۔"

سعدان کے لفظوں کا شاک ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ جب اس کی

اگلی حرکت نیمل کی سانسیں منتشر کر گئی تھی۔۔۔

نیمل کی نازک سی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے بالکل اپنے سینے

کے قریب کھینچتا وہ اس کی گردن میں اپنا چہرا چھپاتا آنکھیں

موندتا اپنی نیند کا سکون ڈھونڈنے کی خواہش میں اس کی نیند کو برباد کر چکا تھا۔۔۔

نیمل اس کے مضبوط شکنجے میں قید کچھ بول بھی نہیں پائی تھی۔۔۔ سعدان شاہ کو تو اس کی نیند ملنے والی تھی یا نہیں مگر وہ پورے یقین سے کہہ سکتی تھی کہ اب اسے نیند کسی قیمت پر نہیں آنی تھی۔۔۔

سعدان کی گرم سانسیں اسکی گردن جھلسا رہی تھیں۔۔

جبکہ اس کے ہونٹوں کا لمس نیمل کو الگ آزمائش میں ڈالے ہوئے تھا۔۔۔

نیمل کو یہ بات بھی بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس شخص سے اس کی نیند کیسے چھین چکی ہے۔۔۔

مگر وہ ابھی کوئی بھی سوال کر کے اپنی آج کی رات مزید مشکل میں نہیں ڈال سکتی تھی۔۔۔ اس کے لیے یہی کافی تھا کہ سعدان شاہ نے صرف سونے کی خواہش ظاہر کی تھی۔۔

اگر وہ عام روایتی مردوں کی طرح اس کے ساتھ وہ سلوک کرتا جو ونی میں آئی لڑکیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔۔

تو بھلا وہ کیا کر پاتی۔۔۔۔

نیمل نے نگاہیں موڑ کر سعدان شاہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کا چہرا نیمل کے انتہائی قریب تھا۔۔۔ لیکن نیمل زیادہ دیر اس کی

جانب دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔ اس کے مغرور نقوش سوتے میں بھی اپنی جانب کھینچنے کی پوری کوشش رکھتے تھے۔۔۔

سعدان کی بوجھل ہوتی سانسوں کے ساتھ نیمل کے دل کی دھڑکنیں بھی بڑھ رہی تھیں۔۔۔

وہ لڑکی یہاں نفرت بانٹنے اور سعدان شاہ کو اسی نفرت میں رنگ کر برباد کرنے آئی تھی۔۔۔ مگر یہ شخص جس طرح اس کے آس پاس رہتا تھا۔۔۔ نیمل یوسف اس سے اپنی نفرت کا احساس ہی بھول جاتی تھی۔۔۔

سعدان گہری نیند میں جاچکا تھا مگر نیمل کو ایک پل کے لیے بھی نیند نہیں آئی تھی۔۔۔ سعدان کو نیند میں دیکھ اس نے دور ہونا

چاہا تھا۔۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی تھی کہ نیند میں بھی اس کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔۔

اس کے جاگ جانے کے خیال سے نیمل نے دوبارہ دور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ مگر وہ ایک پل کے لیے بھی سو نہیں پائی تھی۔۔

اس کے دل کی بے قابو ہوتی دھڑکنوں اور بوجھل سانسوں نے اسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی سونے نہیں دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رحمٰن کیانی کی طبیعت اب پہلے سے بہتر تھی۔۔۔ مشائم روز ان سے بات کرتی تھی۔۔۔ مگر اس کی ایک بار بھی فیروز سے بات نہیں ہوئی تھی۔۔ نہ کی رحمن صاحب نے اس کا کوئی ذکر کیا تھا۔۔۔

جو بات مشائم کو اندر ہی اندر بہت زیادہ بے چین کیے ہوئے تھی۔۔۔ وہ خود اسے خود سے دور بھیجنے کی خواہشمند تھی۔۔ اور اب جب اسے محسوس ہورہا تھا کہ وہ اس سے دور جا چکا ہے تو مشائم سے کسی قیمت پر برداشت نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔

وہ بولائی بولائی سی پھر رہی تھی۔۔۔

وہ یہاں کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی مگر اس کا دل چیخ چیخ کر

ایک ہی دہائی دے رہا تھا کہ اسے فیروز اپنے پاس چاہیے تھا۔۔

لیکن وہ یہ بات بھی بہت اچھے سے جانتی تھی کہ فیروز کے واپس

پاس آنے پر اس نے کرنا پھر بھی وہی تھا۔۔

پوری دنیا اسے پاگل اور سائیکو کہتی تھی۔۔۔ سوائے ایک انسان

کے۔۔۔ اور وہ اسی ایک انسان کو اپنا سب سے بڑا مجرم کہتی

تھی۔۔۔ اسی پر قاتلانہ حملے بھی کر چکی تھی۔۔

کئی بار اسے اپنے پاگل پن کے وار سے زخمی بھی کر چکی تھی۔۔

مگر اس شخص نے کبھی مشائم کے ساتھ برا رویہ نہیں رکھا

تھا۔۔۔ وہ ہر بار پہلے سے زیادہ اہمیت اور محبت سے پیش آتا تھا

اس کے ساتھ۔۔۔

یہی بات مشائم کو مزید پاگل کر دیتی تھی کہ آخر یہ کس مٹی سے بنا ہوا انسان تھا۔۔

جو اتنا ہینڈسم اور گڈلکنگ ہونے کے باوجود اس جیسی لڑکی پر ٹائم ضائع کررہا تھا۔۔۔

اس وقت بھی اپنی انہیں سوچوں میں گم وہ روم سے نکل آئی تھی۔۔۔ اسے خانزادہ مینشن والے اب بالکل اپنی فیملی ہی لگنے لگے تھے۔۔۔ وہ یہاں بہت زیادہ خوش تھی سب کے ساتھ۔۔۔ کیونکہ سب لوگ ہی بہت اچھے اور محبت کرنے والے تھے۔۔

اسے یہاں ایک بار بھی پاگل پن کا دورہ نہیں پڑا تھا۔۔۔ وہ بالکل نارمل رہ رہی تھی وہاں۔۔۔

شاید وجہ تھی ان سب کا بہت زیادہ اہمیت دینا اور اس قدر محبت

سے پیش آنا۔۔۔

باہر آتے ہی اسے ماحول میں ایک عجیب سی ہلچل محسوس ہوئی

تھی۔۔ سب لوگ پہلے سے بھی زیادہ خوش لگ رہے تھے۔۔

"کیاہوا آج کوئی خاص دن ہے جو سب اس طرح تیاریاں کررہے

ہیں۔۔۔ "

مشائم نے بینش سے پوچھا تھا۔۔

"جی آج کا دن ہم سب کے لیے بہت زیادہ خاص ہے۔۔۔

ہمارے ادا سائیں آج اتنے سالوں بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

ہمارے ساتھ اس حویلی میں رہنے آرہے ہیں۔۔۔ "

بینش کے ہر ہر انداز سے اس کی بے پناہ خوشی چھلک رہی تھی۔۔

"کونسے ادا سائیں۔۔۔ اور وہ پہلے کہاں رہتے تھے ؟؟"

مشائم نے ان سب کی اتنی ایکسائٹمنٹ دیکھ دلچسپی سے پوچھا تھا۔۔ ایسا کونسا انسان تھا جس کے آنے سے وہ سب ہی اتنے زیادہ خوش تھے۔۔۔

"آپ نے اس گھر میں رہتے ان کے بارے میں سنا تو بار بار ہو گا۔۔ عزال خانزادہ نام ہے ان کا۔۔۔ کچھ اختلافات کی وجہ سے وہ یہاں ہم سب کے ساتھ نہیں رہتے تھے۔۔۔ مگر اب

انہوں نے سب کو معاف کر دیا ہے اور اب وہ ہمارے ساتھ ہی رہیں گے یہاں خانزادہ مینشن میں۔۔۔ "

بینش کے لہجے میں عزال خانزادہ کے لیے محبت ہی محبت تھی۔۔۔۔

مشائم جب سے یہاں آئی تھی یہ ایک نام اس نے سب سے زیادہ سنا تھا۔۔۔ ہر کوئی پاگل تھا عزال خانزادہ کے پیچھے۔۔۔

اور یہ بھی کہا جارہا تھا کہ وہ بہت ہی غصے والا اور اپنی منوانے والا انسان ہے۔۔۔

اسے کبھی کسی کا خوف اور ڈر نہیں رہا۔۔۔

مگر پھر بھی وہ سب عزال خانزادہ کے واپس آنے کے لیے اپنی پلکیں بچھائے بیٹھے تھے۔۔۔

مشائم نے اس وقت ڈارک پرپل کلر کی لانگ شرٹ اور ٹراؤزر کے ساتھ پرپل رنگ کا ہی دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔۔

وہ اپنی شولڈر کٹ کھلے بالوں کے ساتھ میک اپ کے نام پر ایک لپسٹک لگائے۔۔۔ اپنی دودھیا رنگت کے ساتھ وہاں سب میں نمایاں تھی۔۔۔

وہ صرف کہنے کو نہیں دیکھنے میں بھی ایک باربی ڈول کے جیسی تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر یہی لگتا تھا کہ ہاتھ لگانے سے میلی ہو جائے گی۔۔۔

اس کی یہ نزاکت اس کے حسن میں مزید اضافہ کر دیتی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں عزال نے وہاں پہنچنا تھا سب لوگ اسے ویلکم کرنے کو بالکل تیار تھے۔۔۔

مشائم خود ہی ان سب میں سب سے آخر پر جاکر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

مگر وہ خود بھی اس انسان کو دیکھنے کے لیے بہت زیادہ پرجوش تھی۔۔ کہ جس کے استقبال کے لیے پورا گاؤں امڈ آیا تھا۔۔۔

ان کے بہت سارے قریبی رشتہ دار بھی وہاں آئے ہوئے

تھے۔۔۔ جب کچھ لڑکیوں کی تیاریاں تو بہت زیادہ ہی نرالی لگی تھیں اسے۔۔۔

جنہیں دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ عزال خانزادہ ان کا ہاتھ مانگنے آرہا ہو۔۔۔

مشائم کو یہ سب دیکھنے میں بہت مزا آرہا تھا۔۔

مگر اس کے چہرے پر سجی یہ محظوظ کن مسکراہٹ اس وقت غائب ہوئی جب عزال خانزادہ نے اندر قدم رکھا تھا۔۔

سب لوگ اسے بہت ہی خوشی کے ساتھ مل رہے تھے۔۔۔ جن کا عزال بھی اسی محبت سے جواب دے رہا تھا۔۔۔

مگر وہاں پیچھے کھڑی مشائم کا پورا وجود اس لمحے زلزلے کے جھٹکوں کی زد میں تھا۔۔

اس کی آنکھیں ناقابلِ یقین حد تک کھل چکی تھیں۔۔۔

"فیروز خان۔۔۔۔ عزال خانزادہ۔۔۔"

اس کے لب ہولے سے پھڑپھڑائے تھے۔۔۔

مگر وہ شخص تو اس کی جانب متوجہ ہی نہیں تھا۔۔۔ اس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر اس جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"اتنا بڑا دھوکا۔۔۔۔"

مشائم کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر چہرے پر بکھر رہے تھے۔۔

اسے اس دن کی سبحان کی کہی بات یاد آئی تھی۔۔۔

"آپ بہت کیوٹ ہیں بھابھی۔۔ ہمیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا

کہ آپ حقیقت میں بھی اتنی کیوٹ اور سویٹ سی ہونگی۔۔۔

کیونکہ ہمارے بھائی بالکل اس کے آپوزیٹ ہیں نا۔۔۔۔"

مشائم کو اپنی بے وقوفی پر سر پیٹنے کو دل چاہ رہا تھا۔۔۔ اتنے

واضح الفاظ کے بعد بھی وہ کیسے نہیں سمجھ پائی تھی۔۔

اسے عزال خانزادہ کی بار بار کی کہی بات یاد آئی تھی۔۔۔

"تم پاگل ہوتے ہوئے بھی اتنی سمجھدار ہوگی مجھے اندازہ نہیں

تھا۔۔۔ میں یہاں کسی لالچ کے تحت ہی رکا ہوا ہوں۔۔۔ مگر وہ

لالچ یہ دولت جائیداد بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ کھڑے کھڑے

تمہارے بابا کی یہ ساری دولت خرید سکتا ہوں پاگل لڑکی۔۔۔ مگر

اس دولت کے علاوہ اس گھر میں ایک ایسی قیمتی شے موجود ہے جسے حاصل کرنے کا جنون اور خواہش مجھے یہاں اس طرح خوار ہونے پر مجبور کر رہی ہے۔۔۔ اگر وہ مل جائے نا مجھے تو آئی سیور ایک منٹ نہیں لگاؤں گا یہاں سے جانے میں۔۔۔"

یہ ساری باتیں یاد کرتے مشائم شاک ہو چکی تھی۔۔۔

تو وہ آج تک اس کے سامنے جو بھی باتیں کہتا آیا تھا وہ سچ تھا۔۔۔ یہ شخص تو اس کے بابا سے بھی زیادہ امیر نکلا تھا۔۔ اگر اسے دولت کا لالچ بھی نہیں تھا تو وہ یہ ساری جاگیر اور ریاست چھوڑ کر ایک نوکر کی سی زندگی کیوں گزار رہا تھا۔۔۔

"نہیں یہ شخص اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ یہ میری محبت میں پاگل ہوکر یہ سب کرے۔۔۔ اس سب کے پیچھے اس کا کوئی اور مقصد ہے۔۔۔"

مشائم کا دماغ پوری طرح سے ماؤف ہوچکا تھا۔۔۔

وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں کھو چکی تھی۔۔۔ اس کا سر بری طرح سے گھوم رہا تھا۔۔۔

اسے محسوس ہورہا تھا کہ جیسے پھر سے اس پر اٹیک ہونے والا ہے۔۔۔ وہ یہ پاگل پن کا تماشا سب کے سامنے نہیں لگانا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے اس نے روم میں جانا ہی مناسب سمجھا تھا۔۔

اس نے دوبارہ نگاہیں اٹھا کر عزال خانزادہ عرف فیروز خان کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اور نہ ہی یہ کہ اس شخص کی بے چین نگاہوں نے منظر سے اوجھل ہوتے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

روم میں آکر خود کو اندر سے لاک کرتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

"کیوں ہمیشہ میرے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے۔۔ کیوں ہمیشہ میری ہی ذات کا تماشا بنا دیا جاتا ہے۔۔۔ مجھے کیوں انسان ہونے کا بھی مارجن نہیں دیا جاتا۔۔۔ تم میری فیلنگز کے ساتھ کھیلے ہو عزال خانزادہ۔۔۔ تمہیں میں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی

نہیں۔۔۔ آئی ہیٹ یو عزال خانزادہ۔۔۔ آئی رئیلی ہیٹ

یو۔۔۔"

مشائم بیڈ پر اوندھے منہ گرتی بری طرح سے رو دی تھی۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شخص اس کے سامنے ہو اور وہ

اس کا منہ نوچ لے۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔۔

جسے نظر انداز کرتی وہ ایسے ہی پڑی روتی رہی تھی۔۔۔ اسے یہی

لگا تھا کہ ہمیشہ کی طرح عزال خانزادہ ہی اس کے پیچھے آیا

ہو گا۔۔۔

مگر دروازے پر ہوتی دستک کے ساتھ سنائی دیتی سدرہ کی آواز پر مشائم کے غصے میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

مطلب اب وہ شخص اپنے اصل رنگ دکھانے والا تھا۔۔

"مشائم آپ کو سب نیچے بلا رہے ہیں کھانا کھا لیں۔۔۔"

سدرہ نے اسے ایک بار پھر سے پکارا تھا۔۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ میں بعد میں کھا لوں گی۔۔۔ ابھی میرے سر میں درد ہے پلیز مجھے ڈسٹرب کر کیجیے گا۔۔۔"

مشائم اس وقت وہاں موجود ہر انسان سے چڑھ چکی تھی۔۔۔سب ہی اسے بے وقوف بنانے میں برابر کے شریک تھے۔۔۔

مشائم نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب وہاں ایک پل کے لیے بھی نہیں رکے گی۔۔۔

وہ سوٹ کیس نکالتی اپنی پیکنگ کرنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

آنسوؤں سے بھیگی دھندلائی آنکھوں کے ساتھ پیکنگ کرتی وہ اردگرد سے بیگانہ تھی۔۔۔

جب اچانک اسے اپنے قریب آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔ نجانے کس خیال کے تحت وہ پلٹی تھی جب اپنے سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے عزال خانزادہ کو دیکھ مشائم کے بھنویں سختی سے تن گئے تھے۔۔۔

اس کا چہرا غصے کی شدت سے لال ہو اٹھا تھا۔۔۔

"کیسی ہے میری باربی ڈول۔۔۔ مجھے مس کیا ان گزرے دنوں میں۔۔۔؟؟"

اس کا سر سے پیر تک گہری نگاہوں سے جائزہ لیتے وہ مشائم کو آگ بگولا کرکے رکھ گیا تھا۔۔۔

مشائم نے بنا کسی بھی بات کا خیال کیے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا کانچ کا ڈیکوریشن پیس اٹھایا تھا اور سیدھا عزال کے خوبرو وجیہہ چہرے پر وار کیا تھا۔۔

"تم سے بڑا دھوکے باز انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔۔۔میں شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تمہاری۔۔۔ چلے جاؤ میری نظروں سے دور۔۔۔ ورنہ میں مار دوں گی تمہیں۔۔۔۔"

مشائم کا پھینکا گیا ڈیکوریشن پیس وہ نہایت ہی آسانی سے کیچ کر چکا تھا۔۔۔

جو دیکھ مشائم مزید خونخوار ہوتی اب حملہ آور ہونے کے لیے کسی اور شے کی متلاشی تھی۔۔۔

"سوچ سمجھ کر اپنے الفاظ کا چناؤ کریں مسز۔۔۔ اس وقت آپ کے سامنے آپ کا ملازم فیروز خان نہیں بلکہ آپ کا شوہر اور اس جاگیر کا مالک عزال خانزادہ کھڑا ہے۔۔۔۔"

اس کی جانب قدم بڑھاتے وہ جس رعب دار لہجے میں بولا تھا وہ دیکھ مشائم پل بھر کے لیے ساکت ہوئی تھی۔۔۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو۔۔۔؟؟ "

مشائم انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی بھیگے لہجے میں غرائی تھی۔۔۔

کیونکہ اسے عزال کے تیور بہت زیادہ خطرناک لگے تھے۔۔

"ابھی تو میں نے کچھ کیا ہے نہیں۔۔۔۔ تم بنا کچھ کیے الزام نہیں لگا سکتی۔۔۔ اس کے لیے مجھے کچھ تو کرنا پڑے گا۔۔۔"

عزال اس کے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو دیکھ چکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اس پر حملہ آور ہوتی عزال اسے کی کلائی تھام کر اسے دیوار کی جانب دھکیل چکا تھا۔۔

مشائم کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر گرا تھا۔۔ اس نے اپنا دوسرا ہاتھ استعمال کرتے عزال کی گردن پر اپنے ناخن گاڑھ دیئے تھے۔۔۔

وہ اس وقت کوئی خونخوار جنگلی بلی ہی لگ رہی تھی۔۔۔ جسے قابو کرنا عزال کو بہت اچھے سے آتا تھا۔۔۔

عزال اس کی دوسری کلائی بھی تھام کر دیوار سے لگا چکا تھا۔۔۔ مگر اتنی سی دیر میں ہی مشائم اس کی گردن کو اچھی طرح زخمی کر چکی تھی۔۔

"تم ایک انتہائی گھٹیا انسان۔۔۔ بولو کیوں کھیل رہے ہو میرے ساتھ یہ کھیل۔۔۔ بولو جواب دو۔۔۔"

مشائم اسے زخمی کرنے کے بعد بھی سکون میں نہیں آئی تھی۔۔۔

وہ مزاحمت تو نہیں کر پا رہی تھی اس کے حصار میں۔۔ مگر مسلسل چلائی جا رہی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے شخص کا قتل کر دے۔۔

"سب جواب ملیں گے سویٹ ہارٹ۔۔۔ پہلے پچھلے ایک ہفتے کی جدائی کی پیاس تو بجھا لوں۔۔۔"

عزال اس کے گلابی ہونٹوں کو شوخی بھری نگاہوں سے گھورتا مشائم کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ان پر جھکا تھا۔۔۔ اور

ایک ہی پل کے اندر اس کا سارا احتجاج اپنے ہونٹوں میں قید

کر گیا تھا۔۔۔

مشائم اس لمحے اس سے ایسی کسی گستاخی کی امید نہیں کر پارہی

تھی۔۔۔ وہ کتنے ہی لمحے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

وہ پوری طرح سے عزال کی گرفت میں قید تھی۔۔

خاموشی سے اس کے شدت بھرے لمس کو برداشت کرتے

اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

وہ اپنی طرف سے پوری مزاحمت کررہی تھی اس کے حصار سے

نکلنے کی۔۔۔ مگر وہ آج اسے بخشنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں

تھا۔۔۔

اس کے دہکتے لبوں کی گرمائش اور شدت بھرا انداز مشائم کی دھڑکنوں میں تغیانی برپا کر گیا تھا۔۔۔

جو اس بات کی ضمانت تھا کہ وہ لڑکی بھی اس کی چاہت میں پور پور ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس کے اندر کچھ ایسا تھا جو اسے عزال خانزادہ کو قبول نہیں کرنے دے رہا تھا۔۔۔

کافی دیر بعد جاکر عزال خانزادہ اس کی حالت کے پیش نظر اس کی سانسوں کو آزاد کرنے کے موڈ میں آیا تھا۔۔۔ مگر اس کا دل اب بھی ایسا کرنے کو نہیں چاہا تھا۔۔۔

مشائم کا چہرا بالکل لال ہوچکا تھا۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس لیتی اس کے حصار سے دور نکلنے کی کوشش کرتی اس سے نگاہیں تک نہیں ملا رہی تھی۔۔۔

عزال خانزادہ نے اپنے طریقے سے اس کی جو بولتی بند کی تھی۔۔۔ اس کے بعد وہ کچھ بھی بولنے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"ہاں اب بولو۔۔۔ تم کچھ کہہ رہی تھی میرے بارے میں۔۔۔"

عزال نے اس کے لال ٹماٹر ناک سے اپنا ناک مس کرتے اسے مزید تپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر وہ اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ جواب دینا تو

دور کی بات۔۔۔

"تم اب کیانی ہاؤس میں نہیں ہو مشائم رحمٰن۔۔۔ اب سب کچھ

تمہارے حساب سے بالکل بھی نہیں چلے گا مسز۔۔۔"

عزال خانزادہ پہلے خود ہی اسے خاموش کروا کر اب بولنے پر

اکسا رہا تھا۔۔

اور اس بار وہ پوری طرح کامیاب بھی ہوا تھا۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ سارا کھیل کھیل کر تم اپنے پلان میں

کامیاب ہو جاؤ گے۔۔۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔

تمہاری سچائی اپنے بابا کے سامنے لا کر رہوں گی۔۔ انہیں بتاؤں

گی کہ تم کتنے بڑے دھوکے باز ہو۔۔ میرا شک بالکل ٹھیک نکلا۔۔ تم نیلم کے ساتھ ملے ہوئے ہو۔۔ مجھے اور میرے بابا کو مروا کر تم دونوں فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔۔ "

مشائم اسے خونخواد نگاہوں سے گھور رہی تھی۔۔

"میں اپنے کھیل میں جیت چکا ہوں مائن باربی ڈول۔۔ تمہیں اپنے پاس لانا چاہتا تھا۔۔ تو دیکھو تم میرے گھر میں کھڑی ہو۔۔۔ تمہیں بہت دیر ہوگئی میرا کھیل سمجھنے میں۔۔۔ "

عزال نے نفی میں سر ہلاتے اس پر افسوس کیا تھا۔۔ وہ اسے اپنی قید سے آزاد کر چکا تھا۔۔۔

اس کا یہ انداز مشائم کو مزید آگ لگا گیا تھا۔۔

"تم۔۔۔"

مشائم نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنا چاہا تھا۔۔۔

مگر عزال اس کی اسی انگلی پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا اس کی بات سنے بغیر اس کے سامنے سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

"میں جانتا ہوں میں بہت زیادہ ہینڈسم ہوں۔۔۔"

عزال خانزادہ دراز کی جانب بڑھتا وہاں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتا واپس اس کی جانب پلٹ آیا تھا۔۔۔

جو وہاں سے فرار ہونے کے چکروں میں تھی۔۔۔

"خوش فہمی ہے تمہاری۔۔۔"

مشائم اس کے وجیہہ سراپے سے نگاہیں چراتے بولی تھی۔۔۔ وہ اس کے سامنے فیروز بن کر ہمیشہ جینز اور ٹی شرٹ میں ہی رہا تھا۔۔۔ مگر اس وقت وہ قمیض شلوار کے اوپر شال اوڑھے اپنی رعب دار شخصیت کے ساتھ مشائم رحمن کے دل و دماغ پر اچھا خاصہ اثر انداز ہورہا تھا۔۔۔

"میری بینڈیج کرو۔۔۔۔ "

عزال نے باکس اس کی جانب بڑھاتے اپنی زخمی گردن کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔

"میں تمہاری نوکر نہیں ہوں۔۔۔ "

اس کی گردن پر نظر آتا اپنا جنگلی پن دیکھ کر مشائم اندر ہی اندر نادم ہوئی تھی۔۔ مگر اس نے اپنے انداز سے ایسی کوئی بھی ندامت ظاہر نہیں ہونے دی تھی۔۔۔

"ایسے کام میں نوکروں سے کرواتا بھی نہیں ہوں۔۔۔ اپنی بیوی سے کرواتا ہوں۔۔۔"

وہ عزال خانزادہ تھا جسے نہ سننے کی عادت تو تھی ہی نہیں۔۔۔

وہ اس کی کلائی تھام کر صوفے پر بیٹھتا اسے ابھی اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

مشائم سیدھی اس کی گود میں جاگری تھی۔۔۔

"میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔۔۔ میرا نکاح فیروز خان نامی شخص سے ہوا تھا۔۔۔ تم عزال خانزادہ ہو۔۔۔ جسے میں نہیں جانتی۔۔۔"

مشائم اس کے پھر سے قریب کرنے پر اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے تنک کر بولی تھی۔۔۔

یہ شخص اس کے قریب آنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔۔۔ یہ بات ہی تو مشائم رحمٰن کو مزید مغرور بناتی تھی۔۔۔ اور ساتھ یہ بھی سوچنے پر مجبور کرتی تھی کہ اس شخص کو کیا سچ میں اس سے اتنی ہی محبت تھی۔۔۔ یا وہ صرف ناٹک کرتا تھا۔۔

مگر وہیں اس کا دل اس سب کو ناٹک ماننے سے انکاری تھا۔۔ یہی سب باتیں مل کر اسے کوفت کا شکار کر دیتی تھیں۔۔۔ اور احساس کمتری کے زیرِ اثر سب کچھ غلط کر دیتی تھی۔۔۔

"تمہاری اس کنفیوژن کا جواب تمہیں نکاح نامہ دیکھ کر مل جائے گا۔۔۔ فلحال میری بینڈیج کریں۔۔۔ کافی خون بہا چکی ہو میرا۔۔۔ ویسے اس لباس میں زیادہ پیاری لگتی ہو تم۔۔۔"

سنجیدگی کے ساتھ اسے اپنی گردن کی جانب متوجہ کرتے آخر میں وہ اس کے نازک سراپے کو بے باک نگاہوں سے گھورتے مشائم کے اردگرد خطرے کی گھنٹی بجا گیا تھا۔۔۔

مشائم نے بے اختیار اپنے کندھوں پر پڑا دوپٹہ ٹھیک کیا تھا۔۔

اس کا دل چاہا تھا کہ اس شخص کی ان شوخی بھری نگاہوں پر ہاتھ

رکھ دے۔۔۔

جو آج اس سے اپنے اگلے پچھلے سارے بدلے لینے کے موڈ میں

تھا۔۔۔

"تم میری بینڈیج کر رہی ہو یا نہیں۔۔۔۔؟؟؟"

عزال نے اس کے بالوں کو کھینچتے اس سے پوچھا تھا۔۔جو ہمیشہ

کی طرح فل نخرے دکھا رہی تھی۔۔۔

مگر عزال کی گردن سے نکلتی ہلکی سی خون کی لکیر کو دیکھ مشائم

کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

اس لمحے وہ انکار نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اس نے باکس کھولتے روئی نکال کر ڈیٹول کی مدد سے اس کا زخم صاف کیا تھا۔۔۔ جو اس کی اپنی ہی کی گئی مہربانی تھی۔۔۔

وہ اس وقت عزال خانزادہ کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے وجود کی مہک عزال کو پاگل کررہی تھی۔۔۔

"کیاہمارے بیچ کی دشمنی ختم ہوسکتی ہے۔۔۔؟؟ مجھ سے دوستی کر لو۔۔ آئی پرامس بہت اچھا دوست ہوں میں۔۔۔"

عزال صوفے کی پشت سے سر ٹکاتا اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے اسے اپنے اوپر جھکا گیا تھا۔۔۔

اس کا بھاری بوجھل لہجہ اور آنکھوں کا بہکا بہکا انداز۔۔۔

وہ اس وقت پوری طرح سے مشائم رحمٰن کے رنگ میں رنگنا

چاہتا تھا۔۔۔

مشائم ایک بار پھر یوں اچانک اس کے قریب آنے اور اردگرد

بنتے اس رومانوی ماحول پر بالکل ساکت ہوچکی تھی۔۔۔

اس کی سانسیں تیز چلنے لگی تھیں۔۔۔

اگر وہ بہت زیادہ نخرے دکھاتی اور اس پر ہمیشہ وار کرتی آئی

تھی۔۔ تو یہ شخص بھی اس پر بہت کم ہی کبھی اس طرح مہربان

ہوا تھا۔۔۔

ورنہ ہر بار وہ اس پر طنز کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔۔ مشائم کے

مطابق۔۔

مشائم نے دور ہونا چاہا تھا۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے عزال اسے پوری طرح سے اپنے اوپر گرا چکا تھا۔۔

"تم ہر بار ایسے نہیں بھاگ سکتی۔۔۔ ایک بار مجھ پر یہ واضح کرکے میری مشکل آسان کیوں نہیں کر دیتی کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا نفرت۔۔۔۔"

اس کی خوبصورت دودھیا گردن پر انگلی پھیرتے عزال خانزادہ نے بہت اہم سوال پوچھتے خود کو بہت مشکل سے بہکنے سے روکا تھا۔۔

ورنہ یہ لڑکی کسی جان لیوا نشے کی طرح اس کی رگوں میں اتر چکی تھی۔۔

"جولڑکی تمہیں زہر بھرا انجکشن لگا سکتی ہے۔۔ تمہیں سوچ بھی کیسے سکتے ہو کہ وہ تم سے محبت کرے گی۔۔۔ مجھے اگر دوبارہ ایسا کوئی چانس ملا تو میں اپنا اس دن کا ادھورا چھوڑا کام بھی پورا کرنا چاہوں گی۔۔۔ جس کا مجھے شدت انتظار ہے۔۔۔۔"

مشائم بھلا اس کے دل کے ارمانوں کو ملیامیٹ کرنے سے کیسے باز رہ سکتی تھی۔۔۔

اس نے اپنی طرف سے بہت گہرا وار کیا تھا عزال کے دل پر۔۔۔

جس کے جواب میں وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھے گیا تھا۔۔

نجانے وہ کونسا دن ہو گا جب یہ لڑکی اس کی محبت کا جواب محبت سے دے گی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا موبائل پر آتی کال نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی۔۔

اسے دوسری جانب متوجہ ہوتے دیکھ مشائم نے ایک سیکنڈ بھی نہیں لگایا تھا اس کے حصار سے نکلنے میں۔۔۔

عزال کال اٹینڈ کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ جبکہ مشائم اس کی چوڑی پشت کو گھورنے کے سوا کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔۔

جو کچھ ہی دیر میں اس کے وجود میں اپنی مہک اتار گیا تھا۔۔۔

مشائم رحمن وہیں صوفے پر گرتی سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی زندگی میں ایسا بھی کوئی موڑ آئے گا۔۔۔

فیروز خان کسی اور روپ میں اس کے سامنے آن کھڑا ہو گا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رات سے دن چڑھ آیا تھا مگر سعدان شاہ کی نیند پوری ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

نیمل پوری طرح اس کی بانہوں میں مقید اسی پوزیشن میں لیٹے اب تھک چکی تھی۔۔۔ سعدان کے جاگ جانے کے خوف سے وہ زرا سا ہل بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔

وہیں سعدان شاہ کی اس قدر نزدیکی اور جان لیوا قربت نے اس کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔۔ جو آگے چل کر اس کے لیے بہت زیادہ خطرناک ہونے والا تھا۔۔

وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ سعدان شاہ بہت ہی زیادہ خاطر کھلاڑی تھا۔۔۔ اس کی دادی بالکل ٹھیک کہتی تھیں۔۔۔ اس شخص کو مات دینا اتنا آسان نہیں ہونے والا تھا۔۔

اسے مات دے سکتی تھی محبت۔۔۔۔

اسی لیے نیمل اس کے سامنے اتنی معصومیت بھرے انداز میں پیش آرہی تھی۔۔۔ تاکہ کسی طرح اسکے دل کے تار چھیڑ سکے۔۔۔ مگر سعدان شاہ کے انداز سے یہاں بھی وہ کچھ اخذ نہیں کر پارہی تھی کہ کیا وہ واقعی اپنے مقصد میں کامیاب ہو پارہی ہے یا نہیں۔۔۔۔

نیمل نے دھیرے سے کروٹ بدلتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس وقت وہ اس کے بالکل مقابل تھی۔۔۔ ایک دو انچ کا فاصلہ تھا ان کے درمیان۔۔۔ نیمل اس سے زیادہ دوری برقرار رکھ پانے میں ناکام تھی۔۔۔

وہ بہت غور سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو تکے جارہی تھی۔۔۔ نیمل اچھے سے جانتی تھی کہ وہ اس وقت سو رہا ہے۔۔ اس وقت وہ اپنی قربت کا جادو اس پر نہیں چلا سکتی ہے۔۔۔ پھر بھی نجانے کس احساس کے زیر اثر وہ اپنے چہرا اسی کے کندھے پر ٹکائے خاموشی سے اسے تکے جارہی تھی۔۔

ایسے ہی لیٹے نجانے کتنا ٹائم گزر گیا تھا۔۔۔

مگر نیمل نے اپنی نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں اس کے چہرے سے۔۔۔

وہ لڑکی اس شخص کو اپنی محبت کے جال میں پھنسانے آئی تھی۔۔۔ مگر پھنس خود رہی تھی۔۔۔

اسے بالکل بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ اتنی دیر سے وہ اسے تکی جا رہی ہے۔۔۔

بہت دیر بعد اسے اس بات کا خیال آیا تھا کہ وہ یہ کام کرنے بالکل بھی نہیں آئی۔۔۔ نیمل ایک دم پیچھے ہٹی تھی۔۔ مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔ سعدان شاہ اس کی کمر پر بندھے اپنے بازو کا دباؤ بڑھاتے اسے خود سے قریب تر کرتا اپنی آنکھیں کھول چکا تھا۔۔۔

"اتنے قریب آکر دور جانا اچھی بات نہیں ہے نیمل خانزادہ۔۔۔ آپ ایک بار پھر میری نیند خراب کرنے کی گستاخی کر چکی ہیں۔۔"

سعدان اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا اسے اچھے سے آگاہ کر گیا تھا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے کی جانے والی اس کی کاروائی سے پوری طرح واقف ہے۔۔۔

"پلیز لیو می۔۔۔ مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔"

نیمل نے اس سے دور ہونا چاہا تھا جب سعدان اس کے گال پر بوسہ لیتا نہایت ہی خاموشی کے ساتھ اسے آزاد کر گیا تھا۔۔۔

نیمل کا یوں نگاہیں چرا کر بات کرنا سعدان شاہ کو اتنا تو بتا گیا تھا کہ یہ لڑکی کچھ پرسنٹ کی سہی مگر اس کی جانب متوجہ ہو رہی تھی۔۔۔

نیمل شاور لے کر واش روم سے نکلی تھی جب اسے سعدان سوتا ہوا ہی نظر آیا تھا۔۔۔

"اف اس شخص کو کتنی نیند آتی ہے۔۔۔"

نیمل کو زیادہ سونا پسند نہیں تھا۔۔۔ اس لیے سعدان شاہ کو اتنی زیادہ دیر تک سوتے دیکھ وہ کوفت کا شکار ہوئی تھی۔۔

"مجھے کیا۔۔ یہ شخص جتنی دیر سوئے گا میرے لیے اتنا ہی اچھا ہو گا۔۔۔"

نیمل نماز پڑھتی بنا آواز پیدا کیے روم سے نکل آئی تھی۔۔۔

اس نے آج نیوی بلو کلر کا ڈریس پہنا تھا۔۔ جس کی لانگ شرٹ پر کڑھائی کا بہت ہی نفیس کام کیا گیا تھا۔۔۔

اسی ڈریس کے ساتھ کی نیوی بلو شال اوڑھے وہ باہر کا جائزہ لینے لگی تھی۔۔۔

جہاں ملازمین سمیت گھر کی باقی خواتین بھی جاگ چکی تھیں۔۔۔

نیمل کا ایک بار تو دل چاہا تھا کہ یہاں سے واپس پلٹ جائے۔۔

مگر اندر بھی اس وقت سعدان شاہ موجود تھا۔۔۔ جس کے پاس جانے سے زیادہ بہتر اسے ان خواتین کی جلی کٹی باتیں سننا ہی لگا تھا۔۔۔

نیمل نے سیڑھیاں اترتے باہر لان کی جانب جانا چاہا تھا۔۔ مگر اس سے پہلے ہی ثمرین بیگم کی نگاہ اس پر پڑ چکی تھی۔۔۔ جو لاؤنج کے دروازے سے نکلتیں اسی کی جانب آرہی تھیں۔۔

"ادھر آؤ لڑکی۔۔۔ "

ان کی آواز کل کی طرح بہت ہی توہین آمیز تھی۔۔۔

ان کی پکار پر نیمل جو ناچار جانا پڑا تھا۔۔۔

وہاں اردگرد اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔ باقی سب خواتین لاؤنج میں ہی تھیں۔۔۔

"سعدان کے پاس سے آرہی ہو۔۔۔۔؟؟"

انہوں نے نہایت ہی عجیب سے انداز میں اس کا سر سے پیر تک جائزہ لیا تھا۔۔۔

نیمل نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ ویسے ہی سر جھکائے کھڑی رہی تھی ۔۔

"میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں کیونکہ تمہارا بھائی میرے بیٹے کا قاتل ہے۔۔۔ مگر وہ کیا کہتے ہیں۔۔ ہاں دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتا ہے۔۔۔ ہمارا بھی وہ معاملہ بن سکتا ہے۔۔ "

ثمرین بیگم کی بات پر نیمل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"میں جانتی ہوں تمہیں یہاں تمہاری دادی نے کس مقصد سے بھیجا ہے۔۔۔۔"

ثمرین بیگم کی اگلی بات سن کر نیمل ہونق بنی انہیں تکی جارہی تھی۔۔۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایسی کوئی بار کہیں گی۔۔۔

ان کی بات کا مطلب سمجھنے میں نیمل کو دشواری ہوئی تھی۔۔۔

کیا انہوں نے خود کو سعدان کا دشمن کہا تھا۔۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔"

نیمل اتنی آسانی سے وہاں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔۔

کیونکہ اسے اتنی آسانی سے کسی پر بھی یقین کرنے کی عادت نہیں تھی۔۔۔

"میں جانتی تھی تم انکار ہی کرو گی۔۔۔ اس لیے تمہاری دادی کی گواہی ساتھ لائی ہوں۔۔۔"

ثمرین بیگم نے اپنا موبائل اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

"کیسی ہے میری بچی۔۔ میں اس وقت تم سے زیادہ بات نہیں کر سکتی۔۔۔ بس اتنا کہوں گی کہ ثمرین ہمارے ساتھ ہے اس پر اعتبار کر سکتی ہو تم۔۔۔۔"

سکینہ بیگم نے بس اتنا ہی کہتے فون بند کر دیا تھا۔۔ اس کی آواز سنی تک نہیں تھی۔۔۔

"اب تو یقین آگیا ہو گا تمہیں۔۔ کل جو کچھ بھی تمہارے ساتھ کیا میں نے وہ صرف سب گھر والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے کیا تھا۔۔۔ تم سعدان شاہ کو برباد کرنا چاہتی ہو۔۔ میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں۔۔۔ اگر ہم دونوں مل کر کام کریں گی تو زیادہ کامیاب رہیں گی۔۔۔ "

ثمرین بیگم ابھی مزید بول ہی رہی تھیں جب انہیں اپنے قریب آہٹ سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ ان دونوں نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا تھا جہاں شبنم چلتی ان کے بہت قریب آچکی تھی۔۔

"کیا کر رہی تھی تم یہاں۔۔۔۔؟؟؟"

ثمرین بیگم دبی آواز میں غرائی تھیں۔۔۔

"کک کچھ نہیں بی بی جی۔۔۔ وہ سعدان سائیں نیمل بی بی سائیں کو روم میں بلا رہے ہیں۔۔۔ میں تو یہی بتانے آئی تھی۔۔۔ وہ جی سائیں کہہ رہے ہیں کہ ان کے لیے کافی بنا کر لائیں آپ۔۔۔"

شبنم نے ثمرین بیگم کی کاٹ دار کھوجتی نگاہوں سے بچتے نیمل تک سعدان کا پیغام پہنچایا تھا۔۔۔

اور ساتھ ہی خاموشی کے ساتھ وہاں سے پلٹ گئ تھی۔۔۔

"اس پر کبھی بھروسہ مت کرنا۔۔ یہ بہت بڑی چمچی ہے سعدان شاہ کی۔۔۔ حویلی میں ہوئی ایک ایک بات پر نظر رکھتی ہے اور پھر سب کچھ سعدان کو بتاتی ہے۔۔۔ "

ثمرین بیگم آگ اگلتی نگاہوں سے شبنم کی پشت کو گھورتے بولی تھیں۔۔۔

نیمل گم صُم سی کھڑی خود کو ملنے والے آرڈر پر غور کررہی تھی۔۔ آج تک اس نے ہل کر پانی بھی نہیں پیا تھا اور یہ شخص اسے آرڈر دے رہا تھا۔۔۔

نیمل کو کافی بنانی تو بہت اچھے سے آتی تھی۔۔۔ مگر وہ سعدان کو ایسی کافی پلانا چاہتی تھی کہ وہ دوبارہ اسے غلطی سے بھی کافی بنانے کو نہ کہے۔۔۔

شبنم نے ہی اسے بتایا تھا کہ سعدان شوگر کے بغیر کافی پیتا تھا۔۔۔ اسے کڑوی کافی پسند تھی۔۔۔ مگر نیمل نے جان بوجھ کر تین چمچ شوگر ڈال دی تھی۔۔۔ تاکہ سعدان ایک گھونٹ کے بعد کافی پی بھی نہ سکے اور نہ ہی آئندہ اس سے ایسی کوئی فرمائش کرے۔۔۔۔

وہ کافی لیے بیڈ روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

جہاں اسے وہ شاور لے کر واش روم سے نکلتا۔۔۔ ٹاول سے

اپنے بال خشک کرتے دکھائی دیا تھا۔۔۔

نیمل نے جلدی سے کافی کا مگ سینٹرل ٹیبل پر رکھتے وہاں سے

نکلنا چاہا تھا۔۔۔ جب سعدان شاہ کی آواز اس کے قدموں کو

وہیں جکڑ گئی تھی۔۔۔

"کہاں جارہی ہیں آپ۔۔۔؟؟ یہاں آئیں میرے پاس۔۔۔ اور

میری تیاری میں مدد کروائیں مجھے۔۔۔"

انداز کافی تحکمانہ تھا۔۔۔

جو سنتے نیمل نے سختی سے مٹھیاں بھینچ دی تھیں۔۔۔

مگر مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق اسے واپس پلٹنا پڑا تھا۔۔ وہ خاموشی سے جاکر سعدان سے کچھ فاصلے پر جاکھڑی ہوئی تھی۔۔

جو اس وقت شرٹ کے بجائے صرف بنیان پہنے ٹاول کو گردن پر ڈالے ہوئے تھا۔ اسی لیے نیمل نے دوبارہ نگاہیں اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔ اس کے قریب آتے ہی نیمل کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

"میرے بالوں کو خشک کریں۔۔۔"

ڈرائیر اس کی جانب کرتے سعدان نے اسے نیا حکم جاری کیا تھا۔۔۔ اس کے بالوں تک نیمل کا ہاتھ پہنچ پانا آسان نہیں

تھا۔۔۔ اس لیے وہ وہاں رکھے سٹول پر بیٹھتا اس کے اعتراض اٹھانے سے پہلے ہی اس کی یہ مشکل آسان کر گیا تھا۔۔۔

اس کے بالوں کے قریب ڈرائیر لے جاتے نیمل کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ کیونکہ وہ شخص پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ تھا۔۔۔

نیمل کے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔

بہت مشکل سے اس نے یہ کام نبٹایا تھا۔۔۔ وہ جیسے ہی پلٹی ایک بار پھر اس کی کلائی سعدان کی گرفت میں قید ہوچکی تھی۔۔۔

"ابھی میری تیاری مکمل نہیں ہوئی۔۔۔ میری شرٹ کے بٹن بند کریں۔۔۔"

سعدان اسے زچ کرنے کے موڈ میں تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ یہ لڑکی اس سے نفرت کرتی تھی اور کس طرح دل پر پتھر رکھتے وہ اس کے یہ حکم ماننے پر مجبور تھی۔۔۔

سعدان شاہ اسے اتنا زچ کردینا چاہتا تھا کہ وہ خود اس کے سامنے اپنی حقیقت بیان کردے۔۔

نیمل ہونٹ بھینچتی اپنی مٹھیاں سختی سے میچ گئی تھی۔۔۔ اس کے لیے یہ سب برداشت کرنا آپے سے باہر ہورہا تھا۔۔۔ وہ دل پر پتھر رکھ کر یہ سب کرتی بھی رہتی۔۔۔ مگر کل رات کے بعد سے اس شخص کے قریب آنے پر دل کی جانب سے جو شور بلند ہوتا تھا وہ اسے بہت زیادہ خوفزدہ کر گیا تھا۔۔۔

"آئم سوری میں یہ سب نہیں کروں گی۔۔۔ نکاح کر کے لائے ہیں آپ مجھے۔۔۔ اپنی ملازمہ بنا کر نہیں۔۔۔"

نیمل اس سے دور ہوتی اب کی بار سخت لہجے میں بولتی اسے باور کروا گئی تھی کہ وہ یہ سب برداشت کرنے والی نہیں ہے۔۔

اس کی بات پر سعدان نے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔۔

"آپ بھول رہی ہیں محترمہ۔۔۔ آپ ونی میں آئی ہیں۔۔ میری من پسند بیوی بن کر نہیں کہ آپ یوں نخرے دکھائیں گی مجھے۔۔۔"

سعدان اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا اسے الٹے قدموں دور جاتے دیکھ اسکی جانب بڑھا تھا۔۔

اس کی بات پر نیمل پل بھر کے لیے خاموش ہوئی تھی۔۔

"آپ ہی کی چوائس تھی یہ نکاح کرنا۔۔۔ آپ انکار کرسکتے تھے۔۔۔ میرے ساتھ زبردستی کی گئی ہے۔۔۔۔ اگر مجھ سے ایک بار بھی پوچھا جاتا تو میں صاف انکار کردیتی۔۔۔ "

نیمل خانزادہ شدید غصے کا شکار ہوتی سعدان شاہ کے ٹریپ میں آچکی تھی۔۔۔

"تو آپ کی نفرت اور انتقام کہاں جاتا۔۔۔ جو آپ مجھ سے لینا چاہتی تھیں۔۔۔"

سعدان شاہ کی بات پر نیمل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔۔؟؟"

اسے سعدان کے منہ سے یہ بات سن کر گہرا شاک لگا تھا۔۔۔

"آپ کو لگتا ہے کہ عاطف نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہو گا۔۔۔؟؟؟"

سعدان اس کی بچکانہ سوچ پر استہزایہ انداز میں ہنسا تھا۔۔۔

جبکہ نیمل ہونق بنی کھڑی اسے تکے جا رہی تھی۔۔۔

"آپ سب جانتے تھے۔۔ اس کے باوجود آپ نے مجھ سے نکاح کیا۔۔۔؟؟"

نیمل کے لب پھڑپھڑائے تھے۔۔۔

"بالکل۔۔۔"

سعدان شاہ اس کے مقابل پہنچتے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔۔

نیمل پیچھے ہوتی دیوار سے جا لگی تھی۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"

نیمل اس انکشاف پر سنبھل نہیں پا رہی تھی۔۔۔

"کیونکہ ہمیشہ سے میری عادت رہی ہے خود سے نفرت کرنے والوں کو محبت کرنے پر مجبور کر دیتا ہوں۔۔۔ آپ کو بھی اپنی محبت میں پور پور ڈوبتے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

وہ صاف گوئی سے بولتا نیمل کو خوفزدہ کر گیا تھا۔۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔۔"

نیمل اس کی بات سن کر صاف انکاری ہوئی تھی۔۔۔

"میری نفرت کی شدت کا اندازہ نہیں ہے آپ کو۔۔۔۔"

اس کی سچائی اگر اس شخص کے سامنے آ ہی چکی تھی تو اب وہ بھی خوف کھانے اور اس سے دبنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

"مگر مجھے خود پر پورا کانفیڈنس ہے۔۔۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ نیمل یوسف خانزادہ کا حد دیکھ سعدان شاہ کے عشق میں جوگن بنتی ہے۔۔۔"

سعدان شاہ اپنی بات کہتا جھکا تھا اور اس کے دائیں گال پر اپنے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتا نیمل کو آگ بگولا کرکے رکھ گیا تھا۔۔۔

نیمل بالکل دیوار سے لگتی دونوں کے بیچ فاصلہ برقرار رکھنے کی ناکام کوشش کررہی تھی۔۔۔

"دھیان سے سعدان شاہ کہیں ایسا نہ ہو آنے والے وقت میں تم ہی نہ بچو۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ تمہارے آس پاس تمہارے کتنے دشمن موجود ہیں۔۔۔ ہمیشہ ہر بار تمہارا دشمن تمہارا دوست بن جائے یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔"

نیمل نے اسے اس خطرے سے آگاہ کیا تھا جس سے اس کے مطابق وہ لاعلم تھا۔۔۔

"مجھے پرواہ ہے تو صرف اس دشمن کی۔۔۔ باقی سب تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔۔۔"

سعدان اس کے کان کی لوح چومتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

جبکہ نیمل وہیں دیوار سے لگی نجانے کتنی ہی دیر ایسے ہی کھڑی رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

مشائم خانزادہ مینشن کے تمام لوگوں سے ہی سخت خفا تھی۔۔۔

جنہوں نے عزال کے ساتھ مل کر اسے بے وقوف بنایا تھا۔۔

اس کی اپنے بابا سے بھی بات ہوچکی تھی۔۔۔

جن کے مطابق اس کا نکاح عزال فیروز خانزادہ سے ہوا تھا۔۔

اور یہی اس کا پورا نام تھا۔۔۔

اس نے نکاح کے وقت اسی شخص کو قبول کیا تھا۔۔ تو پھر اب کسی قسم کی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں بچتی تھی۔۔ وہ اپنے بابا سے بھی خفا تھی مگر انہوں نے بھی اس حوالے میں اس سے بعد میں بات کرنے کو کہا تھا۔۔۔

مشائم سے سب نے ہی سوری بولا تھا جس کے بعد اس نے ان لوگوں سے اپنا رویہ ٹھیک کرلیا تھا۔۔۔

اس نے سب کی غلطیاں معاف کردی تھیں۔۔۔

سوائے عزال خانزادہ کے جو اسے سب سے بڑا قصور وار لگا تھا اس معاملے میں۔۔۔

جسے معاف کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر پہلے باہر لان میں آکر بیٹھی تھی۔۔

باہر بہت ٹھنڈ تھی مگر پھر بھی اسے اس ٹھنڈ میں بیٹھنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ ملازمہ اس کے سامنے چائے اور سنیکس رکھ کر جاچکی تھی۔۔۔

مشائم خاموشی سے بیٹھی تھی جب اسے ملازمہ موبائل اٹھائے اپنی جانب آتی دکھائی دی تھی۔۔

"بی بی جی آپ کے لیے فون ہے۔۔۔"

اس ملازمہ نے اپنا چہرا کافی حد تک چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔۔

مشائم نے بھی اس پر زیادہ دھیان نہیں دیا تھا۔۔

اسے یہی لگا تھا کہ رحمٰن صاحب کا فون ہو گا۔۔ مگر دوسری جانب سے سنائی دیتی نسوانی آواز سن کر وہ پل بھر کو ٹھٹھکی تھی۔۔۔

"کیاہوا میری بیٹی نے پہچانا نہیں اپنی ماں کو۔۔۔ تمہیں کیا لگتا اتنے دور چلی جاؤ گی تو ہم دونوں کے بیچ کا رشتہ ختم ہو جائے گا۔۔۔ ایسا نہیں ہے تم ہمیشہ میری بیٹی رہو گی۔۔ آخر کو تمہاری ماں مرتے وقت تمہیں مجھے سونپ کر گئی تھی۔۔ اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ سکتی ہوں تمہیں۔۔۔۔"

دوسری جانب سے سنائی دیتی نیلم بیگم کی طنز میں ڈوبی آواز مشائم کا چہرا خوف سے زرد کر گئی تھی۔

وہ کچھ بھی نہیں بول پائی تھی۔۔۔

اس کا پورا وجود پسینے میں شرابور ہوچکا تھا۔۔۔

"ارے میری پیاری بیٹی خاموش کیوں ہے۔۔۔ اپنی ماں سے ڈر رہی ہے کیا۔۔۔؟؟"

دوسری جانب سے پھر سے قہقہ گونجا تھا۔۔۔

"ڈرنا بھی چاہیے تمہیں مجھ سے۔۔ ورنہ میں تمہیں دوبارہ ایسا ڈراؤں گی کہ جینے کے قابل بھی نہیں بچو گی۔۔۔ خبردار جو میری سچائی کسی کو بھی بتانے کی کوشش کی تو۔۔۔ ہاہاہا ویسے تم بتاؤ گی بھی کیسے۔۔۔ تمہارا شوہر تو ویسے ہی میرے ساتھ ملا ہوا

ہے۔۔۔ تمہارے بابا کو تو بستر پر لگا ہی چکا ہے۔۔ اب بہت جلد تمہارا بندوبست بھی کردے گا۔۔۔

اور پھر اس پوری جائیداد پر ہم دونوں کا ففٹی ففٹی پر سنٹس شیئر ہو گا۔۔۔ کافی عقلمند ہے تمہارا شوہر۔۔۔ ایک تیر سے کئی شکار کردیتا ہے۔۔۔ جیسے ابھی تمہیں تمہارے باپ سے دور کردیا، تمہارے باپ کو ہاسپٹل کے بستر پر بھی پہنچا دیا اور عنقریب تمہیں پوری طرح سے پاگل قرار دے کر پاگل خانے بھجوا دے گا۔۔۔ رحمٰن اس کی ساری اصلیت جان چکے تھے اس لیے اس نے انہیں ہاسپٹل پہنچا دیا۔۔۔ "

نیلم بیگم کی باتیں مشائم پر قیامت بن کر ٹوٹ رہی تھیں۔۔۔

وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ اس کا پورا چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ عزال اتنا سفاک ہو سکتا تھا۔۔۔

"میں جانتی ہوں تمہیں میری بات پر بالکل بھی یقین نہیں آئے گا۔۔۔ اسی موبائل کی ایلبم میں چیک کر سکتی ہوں تم۔۔۔ تمہارے بابا کی تصویریں موجود ہیں۔۔۔ خود ہی یقین آ جائے گا تمہیں۔۔۔ اور ہاں اب بے وقوفی کی انتہا کرتے ان سب باتوں کی تصدیق اپنے شوہر سے کرنے نہ بیٹھ جانا۔۔۔ ایسے نہ ہو وہ تمہیں وقت سے پہلے ہی مار دے۔۔۔۔ ویسے بھی پاگل بیوی کے ساتھ زیادہ دیر تک کونسا مرد گزارا کر سکتا ہے۔۔۔ مرد بھی وہ جسے ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی اپنانے کی خواہشمند ہو۔۔۔۔

ویسے ثانیہ یہ بھی بتا رہی تھی کہ اس کی بہت بات ہوتی ہے

تمہارے شوہر سے عنقریب وہ ایک ہونے کا سوچ رہے

ہیں۔۔۔"

نیلم بیگم جانتی تھیں کہ مشائم کی کمزوری کیا تھی۔۔۔ اس لیے وہ

چن چن کر اسی جگہ پر وار کر رہی تھیں اسے۔۔۔

اور ان کے وار اتنے کاری ضرور تھے کہ مشائم کو اپنا دل خون

کے آنسو روتا محسوس ہوا تھا۔۔

وہ کال کے دوران ہی فوٹو نکال کر اپنے بابا کی حالت دیکھ چکی

تھی۔۔۔

"خبردار جو یہ ساری باتیں کسی اور کو بتائیں تو۔۔۔ ورنہ تمہارے باپ کا بھی وہی حشر کروں گی جو سالوں پہلے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری ماں کا کیا تھا۔۔۔ اور اس بار بھی الزام ڈلواؤں گی تمہارے سر۔۔۔ سو بی کیئر فل۔۔۔ "

وہ اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلتیں اسے اس کی زندگی کا سب سے بھیانک واقع یاد کرواتیں فون بند کر چکی تھیں۔۔۔

وہ بہت اچھے سے جانتی تھیں کہ اپنی ماں کا ذکر سنتے ہی مشائم پر پاگل پن کا دورہ پڑ جاتا تھا۔۔۔ اس لیے بات کے اختتام پر انہوں نے یہ ذکر کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔۔۔

کیونکہ یہ دورے اتنے شدید ہوتے تھے کہ کتنے ہی گھنٹوں مشائم کو اپنا ہوش نہیں رہتا تھا۔ اور پھر اس کے بعد مشائم ان کی کہی باتیں نہ کسی کو کہہ پاتی اور نہ ہی کوئی اس پر یقین کرتا۔۔۔

ابھی بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ مشائم وہ موبائل اٹھا کر ٹیبل پر مارتی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر چکی تھی۔۔

وہ اپنے بالوں کو نوچتی ہزیانی انداز میں چلانے لگی تھی۔۔۔

جو دیکھ وہاں اردگرد کام کرتی ملازمین اندر سے سب خواتین کو بلا لائی تھیں۔۔۔

"مشائم بیٹا آپ ٹھیک ہو۔۔۔ ؟؟ کیا ہوا ہے آپ کو۔۔؟؟"

فاکیہ بیگم سب سے پہلے مشائم کی جانب بڑھی تھیں۔۔

"وہی رک جاؤ۔۔۔ میرے قریب مت آنا کوئی بھی ورنہ مار دو گی میں سب کو۔۔۔"

مشائم انہیں قریب آتے دیکھ سامنے پڑا چائے کا کپ ان کی جانب اچھال گئی تھی۔۔۔ جو زمین پر گرتا چکنا چور ہوچکا تھا۔۔۔ چائے کے چھینٹے ان سب پر پڑے تھے۔۔ مگر ویسے فاصلے پر ہونے کی وجہ سے ان کی بچت ہوگئی تھی۔۔۔

وہ سب لوگ مشائم کی یہ حالت دیکھ سہم کر اپنی جگہ پر ہی رک گئی تھیں۔۔۔ وہ سب اس کے قریب آنے کی کوشش کررہی تھیں۔۔۔ تاکہ اسے کول ڈاؤن کر سکیں مگر مشائم کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دے رہی تھی۔۔۔

حویلی کے مرد حضرات بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔ سب ہی ترحم آمیز نگاہوں سے مشائم کو یوں روتا چلاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ معصوم سی پیاری لڑکی کس قدر اذیت سے گزر رہی تھی۔۔۔ یہ دیکھ ان سب کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔۔۔

جب کچھ سیکنڈز بعد وہاں عزال کی گاڑی رکتی دکھائی دی تھی۔۔۔ وہ بھاگ کر گاڑی سے نکلتا مشائم کی جانب بڑھا تھا۔۔

"عزال بیٹا رک جاؤ آپ۔۔۔ آپ کو چوٹ لگ جائے گی۔۔۔"

مشائم اپنے دونوں ہاتھ لہولہان کر چکی تھی۔۔۔

سکینہ بیگم نے مشائم کے ہاتھ میں کانچ کی پلیٹ دیکھ عزال کو اس کے قریب جانے سے روکا تھا۔۔۔

انہیں ڈر تھا کہ کہیں عزال کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔۔

جب ان کی پکار پر مشائم نے نگاہیں اٹھا کر عزال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اسی کے قریب آرہا تھا۔۔۔

نیلم بیگم کی کہیں ساری باتیں اس کے کانوں میں گونجنے لگی تھیں۔۔

"میرے قریب مت آنا ورنہ مار دوں گی میں تمہیں۔۔۔"

مشائم اسے وہی روکنے کے لیے چلائی تھی۔۔

یہ شخص اس کے بابا کو نقصان پہنچا چکا تھا۔۔۔ مشائم کی آنکھیں آنسوؤں کی وجہ سے دھندلائی تھیں۔۔۔

عزال اس کے چلانے کے باوجود باقیوں کی طرح رکا نہیں تھا۔۔

مشائم کی حالت اس کے سینے پر چھریاں چلا گئی تھی۔۔ اس کے لہولہان ہاتھ دیکھ کر عزال کو اپنا دل خون ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اسے اپنی فکر تو تھی ہی نہیں۔۔۔ اسے پرواہ تھی تو صرف مشائم کی۔۔۔

مشائم نے اسے رکتا نہ دیکھ وہی کانچ کی پلیٹ اپنے قریب پہنچتے عزال خانزادہ کی جانب اچھال دی تھی۔۔۔

جو سیدھی عزال کی پیشانی پر لگتی اسے بڑی طرح لہولہان کر گئی تھی۔۔۔

مگر عزال اپنی پرواہ کیے بغیر اس کے قریب پہنچتا مشائم کی دونوں کلائیاں تھام کر اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔

مشائم اس کے حصار سے خود کو نکالنے کی کوشش کرتی چلا رہی تھی۔۔۔ ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔

عزال کے سینے پر اپنے سر سے ضربیں لگا رہی تھی۔۔۔ مگر اس میں بھی تکلیف اسے ہی ہورہی تھی۔۔۔ عزال خانزادہ کے فولادی سینے پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

"کول ڈاؤن مائن باربی ڈول۔۔۔۔"

اس کی کلائیاں کمر پر باندھے دوسرے ہاتھ سے اس کا سر اپنے سینے سے لگائے وہ اسے اپنے وجود میں بھینچ گیا تھا۔۔

اس کا لرزتا کانپتا آنسوؤں میں بھیگا وجود اب پوری طرح سے عزال خانزادہ کے شکنجے میں آچکا تھا۔۔۔

مشائم اس کے حصار سے نکلنے کی تگ و دو کرتی آخر میں ہلکان ہوتی حواس کھو چکی تھی۔۔۔

عزال نے نہایت ہی احتیاط اور نرمی سے اس کی ڈھلکی ہوئی گردن تھام کر اپنے سینے پر رکھ لی تھی۔۔۔

سب لوگ بھیگتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔

ان میں سے کبھی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عزال خانزادہ اپنے لیے ایسی کسی لڑکی کا انتخاب کرسکتا ہے جو مینٹلی طور پر سٹیبل نہیں ہے۔۔۔

عزال مشائم کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اس کے بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

سب لوگ خاموشی سے اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔ کوئی بھی کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

کیونکہ عزال خانزادہ نے اپنی بیوی کے حوالے سے کسی کو بھی کچھ بھی بولنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔۔

عزال مشائم کو اٹھائے روم آتے اسے بیڈ پر لیٹا گیا تھا۔۔۔

اس پر کمبل اوڑھاتے وہ اس کے قریب بیٹھتا ہاتھ سے اس کے بالوں کو سنوارنے لگا تھا۔۔۔

وہ جھکا تھا اور عقیدت بھرے انداز میں مشائم کی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیئے تھے۔۔۔

عزال کی آنکھیں خطرناک حد تک لال ہوچکی تھیں۔۔۔ مشائم کو اذیت میں دیکھ وہ کس قدر تڑپ رہا تھا یہ بتانا اس کے لیے بیان سے باہر تھا۔۔۔

ایک کرتے اس نے انتہائی نرمی سے مشائم کے دونوں ہاتھوں کی بینڈیج کی تھی۔۔۔ مشائم کی تکلیف کے آگے اسے اپنی تکلیف نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ اس کے ماتھے سے کافی خون بہہ چکا تھا۔۔

مگر یہاں بھی پرواہ کسے تھی۔۔۔

عزال نے ایک پل کے لیے بھی اپنی نگاہیں مشائم کی جانب سے نہیں ہٹائی تھیں۔۔۔

وہ اسی طرح اس کے قریب بیڈ پر بیٹھا اس کا ہاتھ تھامے اس پر ہونٹ رکھے بیٹھا رہا تھا۔۔۔

جب کافی گھنٹوں بعد جاکر مشائم کے وجود میں ہلچل سی پیدا ہوئی تھی۔۔۔ وہ دھیرے سے کسمساتی نیند میں اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام گئی تھی۔۔۔

مگر آنکھیں کھولتے جیسے ہی وہ پوری طرح اپنے حواسوں میں لوٹی اس نے نفرت آمیز نگاہوں سے عزال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ تم مجھے مارنے آئے ہو نا۔۔۔ مارنا چاہتے ہو نا مجھے۔۔"

مشائم بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرتی آنکھوں میں خوف بھرے اسے دیکھے گئی تھی۔۔۔

"پلیز میں نے اور میرے بابا نے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔۔ تم ہمارا سب کچھ لے لو۔۔۔ مگر ہمیں مت مارو۔۔۔"

مشائم روکتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی۔۔۔

عزال نے کچھ لمحے بے بسی کے عالم میں اسے دیکھا تھا۔۔۔ اور اگلے لمحے اس کی دونوں کلائیاں تھام کر وہ اسے تکیے سے لگا گیا تھا۔۔

"کس نے یہ ساری بکواس کی ہے تمہارے آگے۔۔۔"

عزال بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتا بس اتنا ہی بول پایا تھا۔۔۔ اس نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا تھا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس انسان کو جان سے مار دے جو مشائم کی اس حالت کا زمہ دار تھا۔۔۔

عزال کی بات سن کر مشائم پل بھر کے لیے ساکت ہوئی تھی۔۔۔ اسے اس عورت کی ساری دھمکیاں یاد آئی تھیں۔۔

"تم انجان بن جاؤ گے اور میں ہمیشہ کی طرح یقین کر لوں گی۔۔۔ یہی چاہتے ہو نا تم۔۔۔ میں بہت اچھے سے سمجھ چکی ہوں تمہاری چالاکیاں۔۔۔ بابا نے اپنی وصیت میں اپنی ساری پراپرٹی

میرے نام کر رکھی ہے۔۔۔ تم انہیں کچھ مت کہو پلیز ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ سب کچھ میرے نام ہے۔۔۔ مارنا ہے تو مجھے مارو۔۔۔۔"

مشائم اس سے مزید بری طرح بدگمان ہوچکی تھی۔۔۔ وہ اس کی کوئی بات سمجھ تو کیا سن بھی نہیں رہی تھی۔۔۔

"تم نے کیا کیا ہے میرے بابا کے ساتھ۔۔۔ انہوں نے کیا بگاڑا تھا تمہارا۔۔۔ جو تم نے انہیں ہاسپٹل تک پہنچا دیا۔۔۔ اب تم جان سے بھی مار دو گے نا انہیں۔۔۔"

اسے خاموش دیکھ مشائم نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ ایک بار پھر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میں جو بھی جواب دوں گا تم مجھے جھوٹا اور دھوکے باز کی کہو گی۔۔۔ اس لیے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا اپنی صفائی میں۔۔۔ تمہیں جو سوچنا ہے سوچو۔۔۔ مگر آج تم نے خود کو نقصان پہنچا کر جو حرکت کی ہے اس کے لیے معافی نہیں ملے گی تمہیں بالکل بھی نہیں۔۔۔۔"

عزال اپنی بات کے اختتام پر اس کی گردن پر جھکا تھا اور اپنے شدت بھرے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا مشائم کی سانسوں کو منتشر کر گیا تھا۔۔۔

وہ رکا نہیں تھا۔ بلکہ اس کی گردن کے ہر حصے پر اپنے ہونٹوں سے نشان چھوڑتا چلا گیا تھا۔۔

مشائم اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی تھک ہار کر دونوں بازو نیچے گرا گئی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی اب یہ ضدی شخص اپنی ضد پوری کر کے رہنے والا تھا۔۔۔

"کوئی بھی میرے بارے میں کچھ بھی بولتا ہے تو بہت آرام سے یقین کرلیتی ہو نا تم۔۔۔ تمہارے دل میں میرے لیے ایک پرسنٹ بھی جگہ نہیں ہے آج اس بات کا یقین ہوگیا ہے۔۔۔"

وہ اس کے کان کی لوح کو چومتا اپنے اندر جلتی آگ کو کم کرنے کی کوشش کرنے میں ہلکان ہورہا تھا۔۔۔

یہ لڑکی ہر بار اسے ایسے ہی آزماتی تھی۔۔۔ ہر بار اسے بے اعتبار کر کے اس کی محبت کو اپنے پیروں تلے روند دیتی تھی۔۔

جو صرف اس کو پانے کی خاطر اپنی اصلی پہنچان تک فراموش کر بیٹھا تھا۔۔۔

"بہت ظالم ہو تم باربی ڈول۔۔۔ باہر سے کانچ کی گڑیا نظر آتی ہو مگر اندر سے پتھر کا دل ہے تمہارا۔۔۔۔ "

وہ اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھاتا اسے اس کی بے رحمی سے آگاہ کر رہا تھا۔۔

"تم دھوکے باز ہو۔۔۔ء"

بے حال ہوتی سانسوں کے ساتھ وہ اس پر الزام تھوپنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔۔۔

"کاش میں دھوکے باز ہوتا تو آج تمہارے الزام لگانے پر اتنی تکلیف نہ ہوتی مجھے۔۔۔"

عزال کے لبوں نے مشائم کی ٹھوڑی کو چھوا تھا۔۔۔

وہ اپنے طریقے سے اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کرتا خود میں الجھا کر اس کا دھیان ان باتوں سے ہٹانا چاہتا تھا جو اس کے لیے اذیت کا باعث تھیں۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ یہ لڑکی اس کی محبت میں پور پور ڈوبی ہوئی ہے۔۔۔ بس حالات ہر بار اس کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے۔۔۔

مشائم اس کی قربت میں گم ہوتی آہستہ آہستہ اپنی اذیت زائل ہوتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"کاش تم میری زندگی میں کبھی نہ آئے ہوتے تو مجھے بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔۔۔ جو تمہاری حقیقت جان کر ہو رہی ہے۔۔۔"

مشائم کی آواز بھیگ گئی تھی۔۔

عزال نے اس کے گالوں پر بکھرتے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے مشائم کی سانسوں کی رفتار کو بڑھا دیا تھا۔۔

عزال خانزادہ کا لمس اسے ہوش بھلا رہا تھا۔۔ اس کی شدتیں سہنا اب مشائم کے بس سے باہر ہوا تھا۔۔ اس کی گرم سانسیں

مشائم کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھوتیں اسے جھلسا کر رکھ گئی تھیں۔۔۔

مگر وہ پھر بھی اس کی گرفت سے نکلنا نہیں چاہتی تھی۔۔ اپنی اسی بے بسی پر اسے مزید رونا آرہا تھا۔۔۔ آخر اس ستمگر کے بارے میں اتنا کچھ جان لینے کے بعد بھی وہ اپنے دل کو اس کے خلاف کیوں نہیں کر پارہی تھی۔۔۔

وہ دونوں ہی غصہ تھے۔۔۔ اذیت میں تھے۔۔۔

ایک دوسرے پر الزام بھی لگا رہے تھے۔۔۔ مگر پھر بھی ایک دوسرے سے جدا ہونے کو تیار نہیں تھے۔۔۔

"میں ایسا کیا کروں کہ تمہاری اذیت ختم ہوسکے۔۔۔۔"

عزال نے اس سے اس کی مرضی جاننی چاہی تھی۔۔۔

وہ جاننا چاہتا تھا کہ اس وقت اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔

"میں چاہتی ہوں تم مجھے اپنے نکاح سے آزاد کر دو۔۔۔"

مشائم نے اپنے دل پر پتھر رکھتے اس کے دل پر بہت کاری وار کیا تھا۔۔۔

ایسا وار جس کی اذیت دونوں کے لیے برابر تھی۔۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دوں گا۔۔"

عزال کے اتنے آسانی سے مان جانے پر مشائم کی آنکھوں سے آنسو چھلک آئے تھے۔۔۔

"مگر میری ایک شرط ہے۔۔۔"

عزال اس کا چہرا دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھرے اس کی جانب دیکھتے بولا تھا۔۔۔

اسے یہ دیکھ کر ایک سکون سا ملا تھا کہ اس سے دور جانے کا خوف مشائم کے چہرے پر بھی تھا۔۔۔

"کیسی شرط۔۔۔؟؟؟"

مشائم بہت مشکل سے بول پائی تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی۔۔۔

"تمہارا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔۔۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔ جیسے ہی تم صحت یاب ہو جاؤ گی میں تمہیں طلاق

دے دوں گا۔۔۔ مگر اس سے پہلے تم مجھ سے اس حوالے سے دوبارہ بات نہیں کرو گی۔۔۔"

عزال خانزادہ نے نہایت ہی طریقے سے اس کو بہلایا تھا۔۔۔

اس کی بات سن کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتی وہ اسے خونخوار نگاہوں سے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔

"مجھے کبھی کبھی پاگل پن کا دورہ پڑتا ہے مسٹر عزال خانزادہ ہر وقت پاگل نہیں رہتی میں۔۔۔ ڈاکٹرز نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ میں کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتی۔۔۔"

مشائم تپ کر بولی تھی۔۔۔

"وہ تمہارے جیسا کوئی پاگل ڈاکٹر ہو گا جس نے یہ بکواس کی ہے۔۔۔ تم ٹھیک ہو سکتی ہو۔۔۔ اگر باقاعدگی سے یہ دوا لی تو ایک سے دو مہینے کے اندر نارمل ہو سکتی ہو تم۔۔۔ "

عزال کے خود کو پاگل کہے جانے پر مشائم نے اسے نم آنکھوں سے گھورا تھا۔۔۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔۔۔ "

مشائم کو منہ پر اس طرح آج تک کسی نے پاگل نہیں کہا تھا سوائے سامنے موجود اس کے اس دشمن جاں نے۔۔۔

"نہیں سچائی بیان کررہا ہوں۔۔۔"

عزال نے اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔

"تم مجھے پاگل بول رہے ہو۔۔۔۔"

مشائم نے ایک ہاتھ سے اس کا کالر دبوچتے دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں اس کے سر کے بالوں کو جکڑ لیا تھا۔۔۔

عزال نے خود کو آزاد کروانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ وہ واپس سے اس پر جھک آیا تھا۔۔۔

"تو اور کیا بولوں۔۔۔ تم سے بڑی پاگل لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔۔۔ جو اپنے ہی شوہر پر بار بار جان لیوا حملہ کرتی ہے۔۔۔ اچھا خاصہ رعب تھا میرا سب حویلی والوں پر۔۔ مگر تم نے میرے امیج کا ستیاناس کر دیا ہے۔۔۔ کیا کہیے گے سب

عزال خانزادہ جس کے سامنے کسی کو اونچی آواز میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے وہ اپنی بیوی سے مار کھاتا ہے۔۔۔ "

عزال نے مصنوعی خفگی دکھاتے اسے شرمندہ کرنا چاہا تھا۔۔

مگر دوسری جانب مشائم رحمن تھی جو عزال خانزادہ کے قریب ہوتے بالکل الگ لڑکی بن جایا کرتی تھی۔۔۔

نیلم بیگم نے اپنی جانب سے اس کے دل میں عزال کے خلاف نجانے کتنا زہر بھرا تھا۔۔۔

مگر اس وقت اس کی قربت اور اتنی توجہ پاکر وہ کچھ لمحوں کے لیے سب کچھ فراموش کر گئی تھی۔۔۔

اس وقت بھی عزال کی بات سنتی وہ اپنی کھکھلاہٹ پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

عزال مبہوت سا اس کی مترنم سی ہنسی میں کھو سا گیا تھا۔۔

بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکراتی وہ اسے اتنی پیاری لگی تھی کہ وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

وہ جھکا تھا اور اس کے ہونٹوں کی دلکش مسکان کو اپنی سانسوں میں چننے لگا تھا۔۔۔

مشائم اس کے اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔

اس کی گرفت عزال کے بالوں اور کالر پر مزید سخت ہوئی تھی۔۔

"پلیز میں مر جاؤں گی۔۔۔"

وہ اس کی دہکتی سانسوں کا لمس ہونٹوں کے بعد اب اپنی گردن کی بیوٹی بون پر محسوس کرتی کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔۔

"میں نہیں مرنے دوں گا۔۔۔"

عزال خانزادہ اس کے نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچتا اسے اپنے وجود کی گرمائش بخش گیا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم اس کے سینے پر سر ٹکاتی پرسکون انداز میں آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ کافی دیر بعد اس کی مدھم ہوتی سانسیں محسوس کرتے عزال اس کے پاس سے اٹھا تھا۔۔ وہ اس کی پیشانی پر

اپنی مہر محبت ثبت کرتا۔۔ اس پر کمبل درست کرتا روم سے نکل آیا تھا۔۔۔

مشائم کے سامنے تو وہ بہت زیادہ ریلیکس رہا تھا مگر اس کا دماغ غصے سے کھول رہا تھا۔۔۔ اگر آج وہ وقت پر نہ پہنچتا تو نجانے مشائم خود کو کیا نقصان پہنچا دیتی۔۔۔

وہ اب اس انسان کو بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا جو ایک بار پھر اس کی باربی ڈول کی آنکھوں میں آنسو لانے کا باعث بنا تھا۔۔۔

شاید وہ انسان بھول چکا تھا کہ اب مشائم رحمٰن عزال خانزادہ کے سائے تلے تھی۔۔۔ جہاں تک رسائی پاکر اس نے اپنی زندگی کی کتنی بھری بھول کر دی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل کے ساتھ شاہ محمل میں صرف ثمرین بیگم کا رویہ ہی برا تھا۔۔ باقی اس کے ساتھ بہت ہی اچھے سے پیش آئی تھیں۔۔

نیمل کو سب سے زیادہ اچھی سعدان کی والدہ کوثر بیگم لگی تھیں۔۔۔

جو بہت زیادہ پیار کرنے والی ایک نرم گو سی خاتون تھیں۔۔

ثمرین بیگم کی اصلیت بھی اس کے سامنے آچکی تھی۔۔ جو جان کر اسے بہت شاک لگا تھا۔۔۔

ان کے بیٹے کا قتل اسی کے بھائی نے کیا تھا۔۔۔ پھر بھلا وہ اس کے ساتھ مل کر سعدان سے کس بات کا بدلہ لینا چاہتی تھیں۔۔

کیا سعدان ان کا اس سے بھی زیادہ بڑا دشمن تھا۔۔

نیمل کا دماغ پوری طرح سے الجھ چکا تھا۔۔

اوپر سے سعدان کی باتوں نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی تھی۔۔۔ سعدان جانتا تھا کہ وہ یہاں کس مقصد کے لیے آئی ہے۔۔ پھر بھی وہ اسے اتنی کھلی چھوٹ دے رہا تھا۔۔۔

نیمل نے سعدان سے ہوئی باتیں ثمرین بیگم کو نہیں بتائی تھیں۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ بات اس کی دادی تک پہنچے کہ سعدان اس کا مقصد جان چکا ہے۔۔۔

وہ اپنی دادی کو خفا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ سعدان کو برباد کرنے آئی تھی۔۔ جو کیے بغیر وہ اس گھر سے
جانے کا ارادہ بالکل بھی نہیں رکھتی تھی۔۔۔

نیمل اپنے روم سے نکلی تھی۔۔۔

اس کا رخ کچن کی جانب تھا۔۔ سعدان کی کافی بناتے بناتے اسے
بھی اپنے لیے چائے بنانے آگئی تھی۔۔۔

وہ اس سے اپنے سارے کام کرواتا تھا۔۔۔

روز صبح اور شام اس کے ہاتھ کی کافی پیتا تھا اور نیمل روز اسے
بہت زیادہ میٹھے والی کافی پلاتی تھی۔۔۔

سب سے حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ بنا ماتھے پر ایک بی شکن ڈالے خاموشی کے ساتھ وہ کافی پی جاتا تھا۔۔

وہ ہر روز سعدان کی کافی میں بچا آخری گھونٹ پیتی تھی یہ چیک کرنے کے لیے کہ کافی کیسی ہے۔۔۔ کیونکہ وہ ہر روز میٹھے کی مقدار بڑھاتی رہتی تھی۔۔ اور چینی کی اس قدر زیادتی کی وجہ سے ہر روز کافی پہلے سے بھی زیادہ میٹھی ہوتی تھی۔۔۔

ایک گھونٹ بھر کر ہی نیمل کا دل متلا جاتا تھا۔۔

اور ساتھ ہی اس کی حیرت بھی کئی گنا بڑھا جاتا تھا کہ وہ کیسے یہ کافی کا اتنا بڑا مگ پی جاتا ہے۔۔۔

اسے کچھ کہتا کیوں نہیں ہے۔۔۔۔

جبکہ وہ اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنے یا سختی سے بات کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔۔۔

اس حویلی میں رہتے اس نے اکثر شوہروں کو اپنی بیویوں پر چلاتے دیکھا تھا۔۔۔ یہ چیز وہ اپنے گھر پر بھی دیکھتی آئی تھی۔۔۔ مگر سعدان ایسا کیوں نہیں کرتا تھا۔۔۔ نیمل کو یہ بات بے چین کر دیتی تھی۔۔۔

"کیسی ہو آپ۔۔۔؟؟ ویسے سعدان شاہ سائیں کی ونی میں آئی ہو خوش ہی ہو گی۔۔۔"

وہ چائے بنا کر ہٹی ہی تھی جب طوبیٰ اچانک سے اس کے سامنے آتے بولی تھی۔۔

نیمل نے پہلے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ تب اسے یاد آیا تھا کہ یہ سعدان کی منگیتر تھی جسے ثمرین بیگم نے اس سے متعارف کروایا تھا۔۔۔

اس نے خود ہی نیمل سے سوال کرکے خود ہی اس کا جواب بھی دے دیا تھا۔۔

"آئم سوری۔۔۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ میرے یہاں آنے سے آپ کی حق تلفی ہوگی۔۔۔ میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئی۔۔۔ مجھے بھی زبردستی بھیجا گیا ہے۔۔۔"

نیمل کو اس لڑکی کا بہت افسوس ہوا تھا۔۔۔

"ارے کیسی باتیں کررہی ہیں آپ۔۔۔ ہماری کوئی پراپر منگنی نہیں ہوئی تھی۔۔۔ وہ بچپن میں کیا بڑوں کا ایک فیصلہ تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔ اور سعدان شاہ سائیں تو بہت پہلے ہی مجھ پر واضح کرچکے تھے کہ وہ مجھ سے شادی نہیں کریں گے۔۔ میں ان کے حوالے سے کوئی خواب وابستہ نہ کروں۔۔۔ وہ بہت اچھے ہیں۔۔۔ اپنی وجہ سے کسی کو تکلیف کا شکار نہیں ہونے دیتے۔۔"

طوبیٰ کے ہر ہر انداز میں سعدان کے لیے عقیدت تھی۔۔

جو دیکھ نیمل کو کافی حیرت بھی ہوئی تھی۔۔۔

مگر وہ بنا کچھ بولے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔ وہ جہاں بھی جاتی تھی اسے ہمیشہ سعدان کی تعریفیں ہی سننے کو ملتی تھیں۔۔

جو اسے بالکل بھی برداشت نہیں ہوتا تھا۔

نیمل چائے کا مگ تھامے باہر نکل آئی تھی۔۔۔ جب بڑے سے

لان میں واک کرتے اس کی نظر ایک جانے بنے اصطبل پر پڑی

تھی۔۔۔ اسے گھوڑے بہت زیادہ پسند تھے۔۔۔

نیمل بنا کسی سے اجازت لیے اس طرف چل دی تھی۔۔۔

صبح تک موسم بالکل صاف تھا۔۔ مگر اس وقت اچانک آسمان کالی

گھٹاؤں سے بھر گیا تھا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی ٹھنڈ میں بھی کئی گنا اضافہ ہوچکا تھا۔۔۔۔

نیمل کو گھڑ سواری کا بہت زیادہ شوق تھا۔۔۔ مگر اسے کبھی سکینہ

بیگم اور باقی سب سے اس بات کی اجازت نہیں مل سکی تھی۔۔۔

ان کے ہاں عورتوں کو زیادہ آزادی نہیں دی جاتی تھی۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ نیمل اپنی بہت ساری خواہشات کے ساتھ یہ خواہش بھی ایسے ہی دبائے ہوئے تھی۔۔۔

مگر یہاں تو وہ سعدان شاہ کا اصل روپ سامنے لانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔۔۔ اسی بہانے وہ اپنی خواہش بھی پوری کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

وہ سب سے پہلے اسی گھوڑے کی جانب بڑھی تھی جو سعدان کے سوا اپنے اوپر کسی کو نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔۔

وہاں موجود ملازمین بنا کچھ بولے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔۔

"بی بی جی آپ اس کے قریب مت جائیں یہ آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔۔ یہ صرف شاہ سائیں سے ہی قابو ہوتا ہے۔۔۔"

اسے گھوڑے کی جانب بڑھتے دیکھ وہاں کے انچارج نے اسے ٹوکا تھا۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ میں اپنے نقصان کی زمہ دار خود ہی ہونگی۔۔۔"

نیمل کو یہاں بھی سعدان کی تعریف ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔

وہ ابھی بہت فاصلے پر ہی تھی جب اسی گھوڑے نے اپنے قریب آتے ملازم کو دیکھ زور سے اچھلتے اسے ملازم کو دور پھینک دیا تھا۔۔۔

اس کی حالت دیکھ نیمل خوفزدہ ہوتی اپنی جگہ ہی رک گئی تھی۔۔۔

"سعدان شاہ کا پالتو جانور ہے۔۔ ایسی ہی حرکتیں کرے گا۔۔۔"

نیمل تپ کر بولی تھی۔۔۔ وہ دل مسوس کر رہ گئی تھی۔۔ اس کا بہت دل تھا گھڑ سواری کرنے کا۔۔۔ ایک دم اس کا چہرا مرجھا سا گیا تھا۔۔

وہ اپنی چائے کا مگ اٹھائے وہاں سے نکلی تھی۔۔۔

ابھی وہ اصطبل کے دروازے میں ہی تھی۔۔۔ جب اسے اپنے قریب آتی گھوڑے کے بھاگنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

نیمل نے پلٹ کر دیکھا تھا مگر تب تک گھوڑے پر سوار سعدان شاہ اس کے بہت زیادہ نزدیک پہنچ چکا تھا۔۔

اس کے نزدیک پہنچ کر وہ رکا تھا۔۔۔

اس نے نیمل کی جانب ہاتھ بڑھا کر اسے ساتھ بیٹھنے کی دعوت دی تھی۔۔

جس کے جواب میں نیمل نے اپنے چائے کے مگ پر گرفت مضبوط کرتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ اس کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔

مگر اس کے انکار کو زرا سی بھی اہمیت دیئے بغیر وہ جھکا تھا اور نیمل کی کمر میں اپنا بازو حمائل کرتا اسے اوپر اٹھا چکا تھا۔۔۔

نیمل کے ہونٹوں سے بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔ مگر تب تک سعدان اسے اپنے آگے بیٹھا کر گھوڑے کو شاہ محل کے دروازے سے نکالتا سڑک کے دوسرے جانب بنے کچے راستے میں نکل گیا تھا۔۔

جہاں اردگرد اونچی نیچی پہاڑیاں اور سرسبزہ موجود تھا۔۔۔

نیمل نے سانسیں بحال ہوتے ہی غصے بھری نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

جو اب نہایت ہی فرصت سے اس کے حلیے کا جائزہ لے رہا

تھا۔۔

پنک کلر کے ڈریس میں گرے کلر کی شال کو شانوں پر اوڑھے

وہ سادہ سے حلیے میں انتہائی پیاری لگ رہی تھی۔۔

وہ شاید نہائی تھی جس کی وجہ سے اس کے گیلے بال ڈھیلے سے

جوڑے میں مقید تھے۔۔۔

اس کے ہاتھ میں تھامے مگ کو دیکھ سعدان کے ہونٹوں کو

دلفریب مسکراہٹ چھو گئی تھی۔۔۔

"تھینکس۔۔۔اس کی اشد ضرورت محسوس ہورہی تھی اس

وقت۔۔۔"

سعدان نے اس کے ہاتھ کو تھام کر عین اس مقام سے کافی کا مگ ہونٹوں سے لگا کر گھونٹ بھرا تھا جہاں پر نیمل کی انگلیاں تھیں۔۔۔ جس کی وجہ سے سعدان کے ہونٹ نیمل کی انگلیوں سے ٹچ ہوتے اس کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑا گئے تھے۔۔۔

نیمل کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔۔

وہ اس کی جانب رخ موڑے ہوئے بیٹھی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے لیے سعدان کی پرشوق بے باک نگاہوں سے بچنا مشکل ہورہا تھا۔۔۔

"یہ آپ کے لیے نہیں تھی۔۔۔۔"

نیمل ہونٹ بھینچتے صرف اتنا ہی بول پائی تھی۔۔۔

"آپ میری ہیں تو یہ بھی میری ہی ہو گی نا۔۔۔۔"

سعدان نے اس کی ناک دباتے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر نیمل نے نگاہیں اٹھا کر اسے گھورا تھا۔۔۔ وہ اس انسان سے انتقام لینے آئی تھی۔۔۔ مگر یہ شخص بہت ہوشیار تھا۔۔۔۔

سعدان نے ہاتھ بڑھا کر نیمل کا کچر اتار دیا تھا۔۔۔

جس کے نتیجے میں اس کے گھنے سیاہ بال ہوا میں اڑنے لگے تھے۔۔۔

وہ جتنا اسے غصہ دلانے کی کوشش کررہی تھی وہ اتنا ہی اس کی کمپنی کو انجوائے کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟"

اپنے ہوا میں اڑتے بالوں کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتی وہ سعدان کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔

جو پہلے ہی اس کے اتنے قریب بیٹھا اس کا دل دھڑکائے جارہا تھا۔۔

"اتنا اچھا موسم ہے۔۔ کیا آپ کچھ دیر کے لیے اس نفرت کو سائیڈ پر رکھ کر میرے ساتھ ان لمحوں کی خوبصورتی کو انجوائے نہیں کرسکتیں۔۔؟ کوئی پتا نہیں ہم دونوں کا ایک ساتھ کتنا ٹائم

لکھا ہے۔۔ بہت وقت پڑا ہے میرے پاس سے جانے کے بعد بھی آپ مجھ سے نفرت نبھا سکیں گی۔۔۔ مگر یہ لمحے لوٹ کر کبھی نہ آئیں شاید۔۔۔"

سعدان نے اس کی ٹھوڑی کو تھام کر گہرے پر اسرار لہجے میں جو بات کہی تھی۔۔۔ وہ نیمل کو کوئی عام بات نہیں لگی تھی۔۔۔

نیمل مبہوت سی اس کی جانب دیکھے گئی تھی۔۔۔

جب وہ جھکا تھا اور اس کے حیرانی سے کھلی آنکھوں پر اپنے لب رکھتا چلا گیا تھا۔۔۔

"آپ کو اب تک صرف نفرت کرنے کا ہنر سکھایا گیا ہے۔۔ میں اب آپ کو محبت کرنے کے آداب سکھا کر بھیجوں گا یہاں سے۔۔۔"

سعدان نے اس کے ناک میں پہنی نتھ کو ہاتھ سے چھوتے سیدھا کیا تھا۔۔۔

اس کی حرکت پر نیمل کھسک کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اسی لمحے سعدان نے گھوڑے کی لگام کھینچتے رفتار بڑھا دی تھی۔۔۔ نیمل جو آہستہ آہستہ اس سے دور ہو رہی تھی۔۔۔ تیز ہوتی رفتار پر گرنے کے خوف سے وہ سعدان کے قریب ہو کر اس کے سینے سے لگتی۔۔۔ اس کی گردن میں بازو حمائل کر گئی تھی۔۔۔

"تو مطلب بہت جلد میری جان چھوٹ جائے گی اس قید سے۔۔۔

اور اس جبری رشتے سے۔۔۔ "

نیمل نے اس کے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی مگر اس پر طنز کرنے

سے باز نہیں آئی تھی۔۔۔

"بالکل۔۔۔سعدان شاہ اپنے دشمنوں کو زیادہ دیر تک اپنے

قریب نہیں رکھتا۔۔۔ "

سعدان کے بولنے پر اس کے ہونٹ نیمل کے چہرے سے ٹچ

ہو رہے تھے۔۔۔

نیمل نے پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔ مگر گرنے کے خوف سے وہ اس

سے دور نہیں ہو پائی تھی۔۔۔ سعدان شاہ مسکرا دیا تھا۔۔۔

"سیم ہیئر۔۔۔ نیمل خانزادہ کو بھی دشمنوں کو ان کی اوقات میں رکھنا پسند ہے۔۔۔ "

نیمل اسی کے انداز میں بولی تھی۔۔۔

"سعدان شاہ کو دشمنی کو دوستی میں بدلنے کی بہت بری عادت ہے۔۔۔۔"

سعدان اپنی مطلوبہ جگہ آنے کے باوجود گھوڑے کو نہیں روک رہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اگر اس نے روک دیا تھا نیمل اس کے قریب سے ہٹ جائے گی اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ ابھی اس کی خوشبو محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔

نیمل کے ہاتھ میں تھامی چائے سعدان پی چکا تھا۔۔ ہر گھونٹ

کے ساتھ وہ اس کی انگلیوں کو چھونے سے باز نہیں آیا تھا۔۔

ہر روز وہ اس کی جھوٹی کافی پیتی تھی۔۔ آج سعدان نے اس کی

جھوٹی چائے پی تھی۔۔۔

جو ایک دم پرفیکٹ تھی۔۔۔

مگر یہ لڑکی اس پر ابھی بھی شوگر کی مٹھاس آئے روز بڑھائے

اسے شوگر کا مریض بنانے کے چکروں میں تھی۔۔۔

"ہر بار وہ نہیں ہو گا جو سعدان شاہ چاہے گا۔۔۔ ہر بار دشمنی

دوستی میں نہیں بدلے گی۔۔۔۔"

نیمل نے نفی میں سر ہلاتے اس پر واضح کیا تھا کہ وہ اس بار ایسا نہیں ہونے دے گی۔۔۔

"بالکل اس بار ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ کیونکہ اس بات دشمنی محبت میں بدلے گی۔۔۔"

سعدان شاہ پر یقین تھا۔۔۔

اس کی بات پر نیمل استہزایہ مسکرا دی تھی۔۔۔

جب اس کی نظر ارد گرد کے منظر پر پڑی تھی۔۔۔ اسے اب احساس ہوا تھا کہ وہ لوگ پچھلی نجانے کتنی دیر سے بار بار اسی جگہ سے گزر رہے تھے۔۔۔

اس نے سعدان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو پہلے سے اسے کی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مجھے واپس جانا ہے۔۔۔"

نیمل نے اس سے دور ہوتے کہا تھا۔۔۔ سعدان کے وجود سے اٹھتی مہک اس کے حواسوں پر سوار ہورہی تھی۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"

سعدان نے اس کی ٹھوڑی کو تھام کر اپنے مقابل کیا تھا۔۔۔

"کیونکہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

سعدان کے گھمبیر سرگوشیانہ لہجے پر نیمل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔

وہ بہت دیر تک خود کو مضبوط ظاہر کرتی رہی تھی۔۔۔ مگر اس ساحر کے سامنے زیادہ دیر تک کانفیڈنٹ نہیں رہ پائی تھی۔۔

"کس سے۔۔۔۔"

سعدان نے اس کے ہوا کی وجہ سے خشک ہوئے بالوں کو کیچر میں جکڑتے اس کے ٹھنڈ سے کپکپاتے نازک وجود کو اپنے قریب کرتے اپنی شال میں مقید کیا تھا۔۔۔

بارش کے چھوٹے چھوٹے قطرے برسنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔

اسے بہت زیادہ ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔ اس کے بن کہے ہی سعدان سمجھ گیا تھا۔۔۔

اس شخص کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں نیمل کے دل پر بہت گہرائی سے اپنا اثر چھوڑتی تھیں۔۔

جو آگے چل کر اس پر کتنی بھاری پڑنے والی تھیں۔۔۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔

"آپ سے۔۔۔۔۔"

نہ چاہتے ہوئے بھی نیمل صاف گوئی کا مظاہرہ کر گئی تھی۔۔ اس کے جواب پر سعدان اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"پھر بالکل ٹھیک ہے۔۔ مجھ سے ڈرنا بھی چاہیے آپ کو۔۔۔ "

سعدان اس کے گرد اپنا بازو پھیلا کر اسے اپنے سینے سے لگاتا واپسی کے راستے پر نکل چکا تھا۔۔۔ نیمل کے ساتھ زیادہ دیر باہر

رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔۔ بظاہر تو اس کا کوئی دشمن نہیں تھا۔۔ مگر آستین میں چھپنے سانپوں کی وجہ سے ہمیشہ وہ محتاط ہی رہنا پسند کرتا تھا۔۔۔

اپنی وجہ سے وہ نیمل کو نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

مشائم نے اس دن سب کے سامنے جو حرکت کی تھی اس کے بعد وہ خود کو کسی کا بھی سامنا کرنے کے قابل نہیں سمجھ پارہی تھی۔۔ مگر عزال کے سب گھر والے اتنے اچھے تھے کہ کسی نے بھی اسے زیادہ دیر شرمندہ نہیں رہنے دیا تھا۔۔۔

وہ سب ہی باری باری اس کے روم میں آئی تھیں۔۔۔ اور اس دن کا ذکر کیے بغیر مشائم کو پھر سے نارمل کرلیا تھا۔۔۔

عرزال کے لیے مشائم سب سے زیادہ اہم تھی اور ان سب کے لیے عرزال۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ پورے دل کے ساتھ مشائم کو قبول کرچکے تھے۔۔۔ اب ان سب نے لیے بھی مشائم بہت زیادہ اہم تھی۔۔۔

مشائم ان سب کے ساتھ تو نارمل ہوچکی تھی۔۔۔ مگر نیلم بیگم نے اسے عرزال کے حوالے سے جو باتیں بھی کہیں تھیں وہ انہیں فراموش نہیں کر پارہی تھی۔۔۔

وہ ہر وقت اس کے زہن پر سوار رہتی تھیں۔۔۔ اس دن کے بعد سے اس کا عرزال سے سامنا تک نہیں ہوا تھا۔۔۔ اور نہ ہی عرزال نے اسے کوئی کال وغیرہ کی تھی۔۔۔

مشائم کچھ حد تک نیلم بیگم کی باتوں پر یقین کر چکی تھی۔۔۔

وجہ صرف یہی تھی کہ اپنے احساس کمتری کی وجہ سے وہ عزال

کے بہت بار یاد دلانے کے باووجود یہ یقین نہیں کر پارہی تھی کہ

وہ اس سے اتنی شدید محبت کرتا ہے۔۔۔

یہ جان کر تو اس کے پاس یقین کرنے کے چانسز بچے ہی نہیں

تھے کہ عزال اتنی بڑی ریاست کا اکلوتا وارث تھا۔۔۔

اسے بھلا لڑکیوں کی کیا کمی تھی۔۔۔

مگر اب عزال اسے اپنے طریقے سے یقین دلانے کا ارادہ رکھتا

تھا۔۔۔ مشائم اپنے روم سے نکلی ہی تھی جب اسے نیچے سے

عزال کی زور زور سے چلانے کی آواز آنے لگی تھی۔۔۔

مشائم حیرت زدہ سی اس جانب بڑھی تھی۔۔ اس نے آج تک

عزال کی اتنی اونچی اور غصے بھری آواز نہیں سنی تھی۔۔۔

وہ جیسے ہی نیچے آئی اس نے سب خواتین کو عزال کے روم کے

دروازے کے باہر کھڑے پایا تھا۔۔۔

"کیاہوا ہے۔۔۔؟؟"

مشائم نے ایک جانب کھڑی بینش سے پوچھا تھا۔۔۔

"بھابھی بھائی بہت غصے میں ہیں۔۔ سبحان اور فیصل نے اپنی

یونیورسٹی میں کوئی جھگڑا کیا ہے۔۔۔ اور مخالف گروپ کے دو

لڑکوں کو بری طرح زخمی بھی کردیا ہے۔۔۔جس کی وجہ سے ان

دونوں کو یونی سے نکال دیا گیا ہے۔۔۔۔ پولیس والے ان دونوں

کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ اور اس سارے معاملے کی وجہ سے نیوز پیپر پر بھی ہماری فیملی کا نام کافی اچھالا جارہا ہے۔۔۔ اسی وجہ سے بھائی اتنے غصے میں ہیں۔۔۔ اب پتا نہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔ آئی جی سر سے بھائی کی کافی جان پہچان ہے۔۔۔ پتا نہیں وہ ان سے بات کرتے ہیں یا نہیں۔۔۔ کیونکہ بھائی اپنے اصولوں کے بہت سخت ہیں۔۔۔ ان کے غصے سے لگ رہا ہے وہ ان دونوں کو پولیس کے حوالے کر دیں گے۔۔۔"

بینش نے پریشانی کے عالم میں اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

جو سنتے مشائم کی نظر اندر ان دونوں پر برستے عرزال پر پڑی تھی۔۔۔ یہ بھلا کونسا روپ تھا اس شخص کا۔۔۔

وہ سینے پر بازو باندھے دلچسپی کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"بڑاآیا اصولوں کا پابند۔۔۔ میرے سامنے تو آج تک ایک اصول بھی فالو نہیں کیا۔۔۔"

مشائم منہ چڑھا کر بولی تھی۔۔۔

"بھابھی آپ اندر مت جائیں گا۔۔۔ بھائی بہت غصے میں ہیں۔۔۔ انہوں نے دادی جان کی بات بھی نہیں سنی۔۔۔"

بینش نے اسے روکا تھا۔۔۔

"ڈونٹ وری۔۔۔۔"

مشائم کو اس لمحے خود بھی عزال سے بہت ڈر لگا تھا۔۔ مگر ان دونوں کی مسکینت بھری شکلیں دیکھ اسے ان پر رحم بھی آیا تھا۔۔

وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔ باقی سب نے بھی حیرت سے اسے اندر جاتے دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم کو اپنے برابر والے صوفے پر آکر بیٹھتے دیکھ عزال بھی پل بھر کے لیے خاموش ہوا تھا۔۔۔

آج تک یہ لڑکی کبھی غلطی سے بھی اس کے ساتھ بیٹھنا تو دور اس کے روم تک میں کبھی نہیں آئی تھی۔۔۔ آج اس کا یا پلٹ پر عزال پل بھر کے لیے ساکت ضرور ہوا تھا۔۔۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔"

مشائم نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔

"میں اس وقت بزی ہوں۔۔۔ بعد میں بات کرتا ہوں تم سے۔۔۔"

عزال نے اسے گھورتے وہاں سے جانے کو کہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت واقعی بہت سنجیدہ تھا۔۔۔

اس کے رخ موڑنے پر مشائم کی نظر اس کے ماتھے پر بندھی پٹی پر پڑی تھی۔۔۔ بے اختیار اس کا دل ندامت اور شرمندگی سے بھر گیا تھا۔۔۔ عزال کو ماتھے پر گہری چوٹ آئی تھی شاید جس کی بینڈیج ابھی تک نہیں اتری تھی ۔۔

"مگر مجھے ابھی بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔ آپ دونوں باہر جاؤ

پلیز۔۔۔"

مشائم نے عزال کا کندھا ہلاتے ضدی لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"آپ جو کرنے کی کوشش کر رہی ہیں پلیز وہ مت کریں بیگم

صاحبہ۔۔۔ اور خاموشی سے اپنے روم میں جائیں میں بعد میں

بات کرتا ہوں آپ سے۔۔۔ یہ میرے گھر کا معاملہ ہے پلیز

اس میں انٹر فیئر مت کریں۔۔۔"

عزال اب کی بار کافی سخت لہجے میں بولتا مشائم کا ہاتھ اپنے بازو

سے ہٹا گیا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم شاک کی کیفیت میں اس کا یہ انداز دیکھ رہی تھی۔۔۔ آج تک عزال نے کبھی اس سے ایسے بات نہیں کی تھی۔۔۔ مشائم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔۔۔

وہ چاہے سب کے سامنے اس کی کتنی بھی انسلٹ کیوں نہ کرے مگر عزال خانزادہ کے پاس اس کے آگے اونچا بولنے کا حق بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ بے یقینی سے اس کی جانب دیکھتی وہاں سے جانے کے لیے اٹھی تھی۔۔۔

جب اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ عزال خانزادہ بے بس ہوا تھا۔۔ اس نے ان دونوں کو وہاں سے جانے کا بولتے مشائم کی کلائی تھام کر اسے جانے سے روک لیا تھا۔۔

"مشائم کیا مسئلہ ہے۔۔۔ تم جان بوجھ کر آئی تھی نا یہاں۔۔۔ مجھے ڈسٹرب کرنے۔۔۔۔"

عزال مشائم کو واپس اپنے برابر صوفے پر کھینچتا اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ جو اس سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی کافی غصے میں تھی۔۔۔

"میں جس لیے بھی آئی تھی۔۔ مگر بہت ہی اچھا ہوا کہ یہاں پر آئی۔۔ ایسا کرنے سے مجھے آپ کی اصلیت دیکھنے کو تو مل گئی ہے نا۔۔۔ "

مشائم اس کے کہے الفاظ کی وجہ سے کافی غصے میں تھی۔۔۔

"اچھاکیا اصلیت پتا چلی ہے تمہیں میری۔۔۔۔؟؟"

عزال اس کی دونوں کلائیاں تھام کر صوفے کے ہینڈ سے اس کا سر ٹکاتا اس پر جھک آیا تھا۔۔۔

"یہی کہ تمہاری زندگی میں میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔ تم مجھ سے محبت کا صرف ایک ناٹک کرتے ہو۔۔۔ اگر میں تمہاری زندگی میں اہم ہوتی تو آج اپنے سب خاندان والوں کے سامنے

تم میری یوں انسلٹ نہ کرتے۔۔۔ مجھے یوں دھتکارتے نہیں۔۔۔

مجھے تم پر نہیں خود پر غصہ آرہا ہے سچ جاننے کے باوجود ہر بار

تمہاری فریبی باتوں میں آکر بے وقوف کیوں بن جاتی ہوں۔۔۔"

مشائم رحمٰن ایک بار پھر آپے سے باہر ہوچکی تھی۔۔۔

اس سے برداشت ہی نہیں ہورہا تھا کہ عزال نے اسے یہ الفاظ

ادا کیے تھے۔۔ جو شخص اس کی زرا سی قربت حاصل کرنے کو

خوار ہوتا تھا وہ اسے خود سے دور جانے کو بول رہا تھا۔۔۔

"واٹ نان سینس مشائم۔۔۔ میں نے کب دھتکارا ہے تمہیں۔۔۔

اور میں انسلٹ کیوں کروں گا تمہاری۔۔۔۔"

عزال کا دماغ اس کے الزام پر گھوم چکا تھا۔۔

جس قدر نرمی کے ساتھ وہ اس لڑکی سے پیش آتا تھا۔۔ آج تک کبھی کسی سے نہیں آیا تھا۔۔۔

"ابھی کی ہے انسلٹ۔۔۔۔ "

مشائم اس کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔۔۔

"لڑکی جتنا تم مجھے ستا رہی ہو نا۔۔۔ آئی پرامس گن گن کر بدلے نہ لیے تم سے تو میرا نام بھی عزال خانزادہ نہیں۔۔۔ "

اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے عزال صوفے سے اٹھتا اسے گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

وہ بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ وہ صرف اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے یہ سارا ڈرامہ کررہی تھی۔۔۔

لیکن اسے کہیں نہ کہیں یہ احساس بھی تھا کہ وہ غصے میں ہونے کی وجہ سے مشائم کو کافی روڈلی جواب دے گیا تھا۔ جو اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

اس کے گھمبیر دھمکی آمیز لہجے میں کہی جانے والی بات پر مشائم اس کی جانب سے نگاہیں چرا گئی تھی۔۔۔

"ان دونوں نے غلطی کی جس پر وہ شرمندہ بھی ہیں۔۔۔ قسم کھا چکے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔۔۔ تو پھر اتنا کافی ہوتا ہے نا۔۔۔ یوں سب کے سامنے ذلیل کرنا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے نا۔۔۔ معاف کر دو تم ان بچاروں کو۔۔۔ "

مشائم کو اچانک سے ان دونوں کا خیال آیا تھا۔۔ جن کو بچانے کے لیے ہی وہ یہاں تک آئی تھی۔۔۔

جبکہ اپنے ہی منہ سے نکلنے والے الفاظ اور عزال کی گھورتی نگاہوں پر اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی ہے۔۔۔وہ خود اس شخص کو بنا کسی قصور کے نجانے کہاں کہاں ذلیل کر چکی تھی۔۔۔

"بالکل ٹھیک کہا۔۔ بنا کسی وجہ کہ کسی کو ذلیل نہیں کرنا چاہیے۔۔ میں اتنی بھاری سفارش پر ان دونوں کو تو معاف کردوں گا۔۔ مگر کچھ دیر بیٹھ کر تم یہ ضرور سوچنا کہ تم اب تک میرے ساتھ کتنی زیادتیاں کر چکی ہو۔۔۔"

عزال اسکے گالوں پر آئی بالوں کی لٹیں ہٹاتے وہاں اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا روم سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ مشائم کتنی ہی دیر وہاں کھڑی بند دروازے کو گھورے گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔؟؟؟ آپ کے بیٹے کا قاتل سعدان شاہ خود ہے۔۔۔؟؟"

نیمل ہونٹوں پر ہاتھ رکھے صدمے کی کیفیت میں ثمرین بیگم کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ہاں یہاں سب لوگوں کے لیے بہت فرشتہ بنا پھرتا ہے۔۔۔

اصل حقیقت یہ ہے اس کی۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ مدثر اسے اتنی

آسانی سے یہ اقتدار نہیں سنبھالنے دے گا۔۔۔ اس لیے اس نے

نہایت ہی صفائی سے میرے بیٹے کو راستے سے ہٹا دیا۔۔۔ وہ جیسا

سب کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔۔۔ حقیقت میں اس کے اندر

انسان نہیں بھیڑیا چھپا ہے۔۔۔ جو اپنے فائدے کے لیے کسی کا

بھی خاتمہ کر سکتا ہے۔۔۔

اسے صرف اپنی پرواہ ہے۔۔۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا خودغرض

انسان ہے۔۔۔ تمہیں ونی میں اس نے اپنی خواہش کے مطابق

حاصل کیا ہے۔۔۔ اس نے چند سال پہلے تمہیں کسی تقریب میں

دیکھا تھا۔۔۔ تب سے محبت کرتا ہے وہ تم سے۔۔۔ اور یہ بھی

جانتا تھا کہ خانزادہ مینشن والے تمہیں اسے کبھی نہیں سونپیں گے۔۔۔ اس لیے اس نے یہ سارا کھیل رچایا اور ایک تیر سے دو شکار کرلیے اس نے۔۔۔"

ثمرین بیگم بولے جارہی تھیں۔۔۔ جبکہ نیمل آنکھیں پھاڑے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

سکینہ بیگم کے بعد یہ پہلی انسان تھیں جن کے منہ سے وہ سعدان شاہ کی برائی سن رہی تھی۔۔۔

سعدان شاہ اس سے محبت کرتا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس کی دشمن ہے۔۔۔ اس سے شدید نفرت کرتی ہے۔۔۔

نیمل کا دماغ ماؤف ہوچکا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے ثمرین بیگم کا موبائل بجا تھا۔۔۔

"یہ کو تمہاری دادی کا فون ہے۔۔۔ بات کرو۔۔۔"

انہوں نے فون آن کرکے نیمل کو پکڑا دیا تھا۔۔۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا میری پوتی اپنی دادی سے بے وفائی کر جائے گی۔۔۔ تمہیں پتا چل چکا تھا کہ سعدان شاہ ہمارے پلان سے واقف ہوچکا ہے۔۔۔ پھر بھی تم نے مجھے نہیں بتایا۔۔۔ کیا دادی کی محبت بھول کر شوہر کی محبت میں گرفتار ہوگئی ہو۔۔ اگر ایسا کچھ ہے تو بتا دو۔۔۔ تمہاری یہ بوڑھی دادی زندگی میں دوبارہ نہ تو تمہاری شکل دیکھے گی اور نہ ہی کبھی تم سے کوئی بات کرے گی۔۔ رہنا تم ہمیشہ کے لیے اپنے شوہر کے پاس۔۔۔۔"

سکینہ بیگم اس سے سخت ناراض تھیں۔۔۔ جو دیکھ نیمل کی جان پر بن گئی تھی ۔۔

"نن نہیں دادی جان یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔ میں مر سکتی ہوں مگر آپ کو دھوکا کبھی نہیں دے سکتی۔۔۔ میں آج ہی وہ بات آپ کو بتانے والی تھی۔۔۔ میں یہاں جس مقصد کے لیے آئی ہوں وہ پورا کر کے ہی لوٹاں گی۔۔ "

نیمل ان کے غصے کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتی ایک ہی سانس میں اپنی صفائی دے گئی۔۔

"شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔ آج تمہیں میرا ایک بہت اہم کام کرنا ہو گا۔۔۔ آج رات سعدان شاہ کی دستار سازی کی

رسم ہے۔۔۔ میں کسی صورت نہیں چاہتی کہ وہ کامیاب ہو۔۔۔ اور شاہ محل والے خوشیاں منائیں۔۔ میں چاہتی ہوں وہاں ماتم بچھے۔۔۔ جیسے انہوں نے میرے حارث کو مار کر میرے خاندان کے ساتھ کیا تھا۔۔۔"

سکینہ بیگم کے لہجے سے اٹڈتی نفرت نیمل کو خوفزدہ سا کر رہی تھی۔۔ پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

"مجھے کیا کرنا ہوگا۔۔۔؟؟؟"

نیمل نے فون کو مضبوطی سے دونوں ہاتھوں میں جکڑے پوچھا تھا۔۔۔

"آج کسی بھی بہانے سے سعدان کو بنا سیکیورٹی کے گھر سے باہر نکالنا ہو گا۔۔۔ تا کہ ہمارے آدمی آرام سے اپنا کام کر سکیں۔۔۔"

سکینہ بیگم انتقام میں بالکل اندھی ہو چکی تھیں۔۔

"تمہیں آج ہر حال میں میرا یہ کام کرنا ہو گا۔۔۔ اگر ناکام رہی تو اپنی دادی کو بھول جانا۔۔۔۔"

سکینہ بیگم اس کی خاموشی پر فوراً بولی تھیں۔۔

"تو کیا آپ سعدان شاہ کو قتل کروانا چاہتی ہیں۔۔۔"

نجانے کیوں نیمل یہ الفاظ ادا کرتی اپنی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو نہیں روک پائی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔صرف زخمی ہو گا وہ۔۔۔۔جان سے نہیں جائے گا۔۔۔"

سکینہ بیگم اپنی معصوم پوتی کو اپنے جال میں الجھاتے مسکرا دی تھیں۔۔۔

"اوکے ٹھیک ہے دادی جان۔۔۔ آپ فکر مت کریں میں آپ کو مایوس نہیں کروں گی۔۔"

نیمل ہمیشہ کی طرح آج بھی ان کے جال میں پھنس چکی تھی۔۔۔

وہ گم صُم سی روم سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔

اپنے دھیان میں چلتے وہ سامنے سے آتے سعدان کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔ دونوں کا زور دار تصادم ہوا تھا۔۔

سعدان نے فوراً اس کے گرد حصار قائم کرتے اسے گرنے سے بچایا تھا۔۔۔

ییلو کلر کے ڈریس میں بالوں کی چٹیا کیے وہ دونوں جانب سے بالوں کی لٹ نکالے ہونٹوں پر مہرون لپسٹک سجائے بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

مگر آج اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ بالکل غائب تھی۔۔ نہ ہی آنکھوں کا رنگ پہلے جیسا تھا۔۔۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔؟؟"

سعدان نے اسے یوں ہی اپنے قریب کیے ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے کو چھوا تھا۔۔۔ اس کا ماتھا تپ رہا تھا۔۔۔

آج حیرت انگیز طور پر نیمل نے ایک بار بھی اس کا حصار توڑ کر اس سے دور جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

"نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔"

نیمل کی روہانسی آواز سعدان کے کانوں سے ٹکرائی تھی ۔۔ نیمل اس کے کندھے پر اپنا سر ٹکا چکی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔۔۔؟؟؟"

سعدان نے اس کے گرد موجود اپنے حصار کو مزید مضبوط کرتے اس کی پیشانی پر دھیرے سے لب رکھے تھے۔۔۔

"ہاں مگر گارڈز کے ساتھ نہیں۔۔۔ مجھے وہ سب نہیں

پسند۔۔۔۔"

نیمل اس کے سینے میں چہرا چھپائے بہت مشکل سے یہ بول پائی

تھی۔۔۔

"اوکے۔۔۔وہ نہیں آئیں گے ساتھ۔۔۔"

سعدان اسے بانہوں میں اٹھائے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

سعدان کو اسے یوں لے کر جاتے یہ منظر سب نے کی دیکھا

تھا۔۔۔

پہلی بار کسی نے ونی میں آئی لڑکی کو انسانیت کا درجہ دیا تھا۔۔۔

وہ نیمل کو سب کے سامنے بہت عزت دیتا تھا۔۔

جتنی آج تک اس حویلی میں کبھی کسی شوہر نے اپنی بیوی کو نہیں دی تھی۔۔۔

سعدان اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھاتا خود اس کے برابر سیٹ پر آن بیٹھا تھا۔۔۔

نیمل کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔۔۔

اس نے اپنی مٹھیوں کو سختی سے بھینچ رکھا تھا۔۔۔ وہ نفرت کرتی تھی شاہ محل کے ہر فرد سے۔۔۔ جن میں سعدان شاہ سر فہرست رہا تھا۔۔

مگر اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اس طرح اسے نقصان پہنچائے گی۔۔ وہ تو اسے صرف مینٹلی ویک کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر شاید خانزادہ مینشن میں بیٹھی سکینہ بیگم سمجھ چکی تھیں کہ سعدان شاہ کو ہرانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

اسی لیے انہوں نے اسے جان سے مارنے کا پلان بنایا تھا۔۔۔

جس میں وہ اپنی پوتی کی زندگی کو بھی برابر خطرے میں ڈال رہی تھیں۔۔۔ جس لڑکی نے اپنے ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی انہیں سب سے زیادہ اہمیت اور محبت دی تھی۔۔

وہی اس کی جان کی دشمن بن رہی تھیں۔۔۔

گاڑی شاہ محل سے کافی دور نکل کر ابھی سنسان ایریا میں داخل ہوئی ہی تھی۔۔۔ جب اچانک ان کی گاڑی پر فائرنگ شروع کر دی گئی تھی۔۔۔

سعدان نے جھٹکے سے چہرا موڑ کر نیمل کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو اس وقت اس کی جانب دیکھ پانے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"تو یہ سب آپ نے جان بوجھ کر کیا ہے۔۔۔؟؟"

سعدان شاہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

آج زندگی میں پہلی بار وہ کسی جذباتی لمحے کی زد میں آیا تھا۔

اور آج ہی اپنا سب سے بڑا نقصان کروانے یہاں تک آن پہنچا تھا۔۔

اس کے سوال کے جواب میں نیمل کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔۔ وہ اپنی انگلیاں آپس میں مسلتی خود بھی اذیت میں تھی۔۔

سعدان نے گاڑی کی سپیڈ فل کر رکھی تھی جس کی وجہ سے وہ گولیوں کے نشانے سے بچ رہے تھے۔۔۔

مگر آگے جاکر ان پر چاروں جانب سے فائرنگ کھول دی گئی تھی۔۔۔

سعدان نے حالت کو دیکھتے گاڑی دوسری جانب بنے گھنے جنگل اور درختوں کے جھنڈ میں ڈال دی تھی۔۔۔

تاکہ وہ ان لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے ساتھ ان کی پہنچ سے بھی دور ہوجائے۔۔۔

وہ لوگ اب بھی ان کی گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ کررہے تھے۔۔۔

سعدان نے ایک بڑے سے درخت کے نیچے گاڑی روکتے نیمل کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

نیمل نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو سچائی جاننے کے باوجود بھی اس کی فکر کررہا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تو بہت آرام سے اپنی جان بچا کر بھاگ سکتا تھا۔۔۔ مگر وہ اس وقت میں بھی اپنے بجائے اسے ترجیح دے رہا تھا۔۔

نیمل کا دل اذیت اور ندامت سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔

حملہ آور جس طرح حملہ کر رہے تھے وہ جان لیوا حملہ ہی تھا۔

نیمل اتنی بات تو آرام سے سمجھ گئی تھی۔۔۔

اس کی دادی نے یہ سب کروانے سے پہلے کیا ایک بار بھی نہیں سوچا تھا کہ اس گاڑی میں ان کی اپنی پوتی بھی ہو گی۔۔۔ جس کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا۔۔

اس کا اپنی دادی پر موجود اعتبار چکنا چور ہو گیا تھا۔۔۔ جنھوں نے اس سے یہ بھی جھوٹ بولا تھا کہ وہ سعدان کو مروانا نہیں چاہتیں۔۔۔

سعدان نیمل کو اپنی گود میں اٹھاتا پوری طرح سے اپنے سینے میں چھپاتا گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔۔

اس نے نیمل کو اس طرح سے اٹھا رکھا تھا کہ اگر ان پر فائر ہوں بھی سہی تب بھی نیمل محفوظ رہے۔۔۔

سعدان سے لیے ایک بڑے سے درخت کے پیچھے آن رکا تھا۔۔ ان کی گاڑی پوری طرح سے لاک تھی۔۔۔ وہ لوگ اس پر نجانے کتنی دیر تک فائرنگ کرتے رہے تھے۔۔۔

نیمل اور سعدان دور کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔ نیمل کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔ جب سعدان نے فوراً سے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اس کی آواز کو دبایا تھا۔۔۔

نیمل درخت کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔ جبکہ سعدان اس کے آگے پوری طرح سے چھایا ہوا کھڑا تھا۔۔

نیمل نے بھیگی آنکھوں سے اپنے اوپر جھکے، اپنی حفاظت کرتے سعدان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور یہی وہ لمحہ جب اس پر ادراک ہوا تھا کہ وہ اس شخص سے کی محبت میں پور پور ڈوبی چکی ہے۔۔۔

اس کا دل چاہا تھا آگے ہوکر سعدان کے سینے میں خود کو چھپا لے مگر وہ حق ہوتے ہوئے بھی ایسا کچھ کرنے کا حق نہیں رکھتی تھی۔۔۔ نیمل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

اس کے بخار کی شدت پہلے سے بڑھ گئی تھی۔۔۔

"آپ کو تو دشمنی نبھانے کے آداب بھی نہیں آتے مسز۔۔۔

جب جانتی تھیں کہ مجھ پر قاتلانہ حملہ ہونے والا ہے تو خود ساتھ

کیوں آئیں۔۔۔"

سعدان نے اپنا کوٹ اتار کر اس ٹھنڈ سے کانپتی لڑکی کو پہنا دیا

تھا۔۔۔ حملہ آور واپس جاچکے تھے۔۔۔

نیمل نے سعدان کے طنز پر اس کی جانب دیکھا تھا اور اگلے کی

لمحے وہ اس کے گرد بازو حمائل کرتی اس کے سینے میں چہرا

چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

مگر سعدان نے اس کے گرد اپنا حصار قائم نہیں کیا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اس کے دل پر بہت کاری وار کر گئی تھی۔۔۔ وہ اتنی آسانی سے کیسے معاف کر دیتا اسے۔۔۔۔

"ہمارا یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔۔ واپس چلو۔۔۔"

نیمل کی سماعتوں سے سعدان کی سرد و سپاٹ آواز سنائی دی تھی۔۔۔ جس پر وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔۔۔

اس نے درزیدہ نگاہوں سے سعدان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کا ہاتھ تھام کر ان جھاڑیوں سے راستہ بناتا باہر نکل رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرا بالکل بے تاثر ہو چکا تھا۔۔

ہر قسم کے احساس سے عاری۔۔۔۔

نیمل کو اس سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔ وہ اب حویلی جا کر کیا کرنے والا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

اسے اور کسی بات کا ڈر نہیں تھا۔۔ اسے صرف ایک بات کا ڈر تھا کہ سعدان اب اس مقام پر اسے چھوڑ نہ دے۔۔۔ جب وہ اس کی محبت کا شکار ہو چکی تھی۔۔۔

وہ دونوں حویلی آچکے تھے مگر سعدان نے کسی کو بھی خبر نہیں ہونے دی تھی کہ اس پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔۔۔۔

نیمل روم میں ہی تھی مگر سعدان ایک بار بھی روم میں نہیں آیا تھا۔۔۔

نیمل کو اس کی اس خاموشی سے بہت زیادہ ڈر لگ رہا تھا۔۔

جب کچھ سوچتے اس نے سائیڈ پر رکھے فون کو اٹھاتے عزال کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

یہ کرتے اس کے ہاتھ ہولے ہولے کانپ رہے تھے۔۔

"اداسائیں میں نیمل بات کررہی ہوں۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔"

نیمل سلام دعا کے بعد جلدی سے بولی تھی۔۔۔

"اداسائیں مدثر شاہ کا قتل کس نے کیا تھا۔۔۔ میں جانتی ہوں دادی جان نے مجھے بتایا تھا کہ آپ سعدان شاہ کے دوست ہیں۔۔ آپ اس بارے میں سب جانتے ہیں۔۔ آپ کو اپنی

زندگی کی سب سے پیاری اور قیمتی شے کی قسم۔۔۔ آپ مجھے سب سچ بتائیں گے جھوٹ نہیں بولیں گے۔۔۔ "

نیمل لینڈ لائن سے کال کررہی تھی۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ کوئی سن نہ لے۔۔۔ اس لیے وہ عجلت میں بول رہی تھی۔۔۔۔

عزال کا جواب سننے کے لیے اس کا ہر عضو سماعت بنا تھا۔۔۔

"مدثرشاہ کا قتل ایک حادثے کے تحت ہوا ہے۔۔۔ تمہارا بھائی فرحان اور مدثر کی شروع دن سے نہیں بنی تھی۔۔۔ اس دن بھی سب لڑکوں نے اکٹھے ہوکر کوئی محفل سجا رکھی تھی۔۔ جس میں زرا سی بحث کی وجہ سے دونوں کے بیچ جھگڑا بڑھ گیا تھا۔۔۔

اور انہیں لڑکوں میں سے ایک نے جان بوجھ کر فرحان کے ہاتھ میں پستول تھما دیا تھا۔۔ فرحان مدثر کا مارنا نہیں چاہتا تھا۔۔ نجانے کیسے اس کے ہاتھ سے گولی چلی اور مدثر کو ختم کر گئی تھی۔۔۔

یہ کسی اور کی رچائی گئی سازش تھی جس کا شکار فرحان اور مدثر ہوئے۔۔۔ سعدان شاہ بھی یہ بات جانتا تھا۔۔ اس لیے اس نے یہ ونی والا کام کروا کر فرحان کی جان بچائی ہے۔۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سعدان تمہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہونے دے رہا۔۔۔ "

عزال کی باتیں سن کر نیمل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"وہ سازش کس کی تھی۔۔۔ دونوں خاندانوں کو لڑوانے کی۔۔۔"

نیمل کے سوال پر عزال کچھ لمحوں کو خاموشی ہوا تھا۔۔۔

"وہ میں ابھی نہیں بتا سکتا۔۔۔ مگر بہت جلد تمہیں پتا چل جائے گا۔۔۔"

عزال اسے تسلی دیتا فون بند کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ یہ انکشاف نیمل کی اذیت میں مزید اضافہ کر گیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔

"کھانا کھا لیں۔۔۔ آپ کی طبیعت پہلے ہی اتنی خراب ہے مزید ہو جائے گی۔۔"

انعم ہاتھ میں کھانے کی ٹرے اٹھائے اس کے انکار کے باوجود اس کے مقابل آن بیٹھی تھی۔۔۔

"مگر مجھ سچ میں بھوک نہیں ہے۔۔۔۔"

نیمل بہت مشکل سے اپنے آنسوؤں پر قابو پائے ہوئے تھی۔۔۔

"مجھ آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔ پلیز اسی دوران تھوڑا سا کھانا کھالیں۔۔۔۔"

انعم کے ملتجی انداز پر نیمل کو مانتے ہی بنی تھی۔۔۔

انعم چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر اسے کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔ اس کی اتنی محبت اور عقیدت دیکھ نیمل کا دل شرمندگی سے بھر گیا تھا۔۔۔

اس نے اس لڑکی کے بارے میں کتنا برا سوچا تھا۔۔ جو سب جانتے ہوئے بھی وہ اس سے اتنے اچھے سے پیش آرہی تھی ۔۔

"آپ جانتی ہیں میری پھوپھو سائیں نے سالوں پہلے آپ کے چچا سائیں سے محبت کرکے جو قدم اٹھایا تھا اس کے بعد سے اس حویلی کی باقی خواتین پر زندگی بہت زیادہ تنگ کردی گئی تھی۔۔۔ ہمیں نہ تو باہر نکلنے کی اجازت تھی اور نہ ہی تعلیم حاصل کرنے کی۔۔۔ رشتہ طے کرنے سے پہلے کسی سے بھی اس کی رضامندی نہیں پوچھی جاتی تھی۔۔۔

ایک انسان کے کیے کی سزا ہم سب کو مل رہی تھی۔۔۔

تبھی سعدان ادا سائیں نے ہم سب خواتین کے حق کے لیے آواز اٹھائی تھی۔۔۔

انہوں نے مجھے اور فصیحہ کو اپنی زمہ داری پر یونیورسٹی پڑھنے کو بھیجا تھا۔۔ اس کے علاوہ بھی جس کی جو خواہش تھی اسے ادا سائیں ہی پورا کرتے تھے۔۔۔

ہمیں یونیورسٹی چھوڑ کر آتے انہوں نے ایک بات کہی تھی کہ میرے اعتبار کو کبھی ٹھیس مت پہنچانا۔۔۔ کبھی اس ڈر سے مجھ سے کوئی بات مت چھپانا کہ میں تمہاری پڑھائی چھڑوا دوں گا۔۔۔ مجھے تم لوگوں پر بھروسہ ہے۔۔۔ تمہیں بھی مجھ پر بھروسہ کرنا ہو گا۔۔۔ ادا سائیں اتنے اچھے ہیں میں ان کی تعریف لفظوں میں بیان نہیں کر پاؤں گی۔۔

عاطف خانزادہ ہمارا کلاس فیلو تھا۔۔۔ جنہیں آپ کی دادی نے اپنے مقصد کے تحت ہمارے قریب بھیجا تھا۔۔۔

ہم یہ بات نہیں جانتے تھے۔۔ عاطف اکثر ہمارے قریب رہنے کی کوشش کرتا۔۔۔ مشکل اسائمنٹ میں ہماری مدد کرتا۔۔۔ میں کب اس کی محبت میں گرفتار ہوئی مجھے خبر بھی نہیں ہوئی۔۔۔ مجھے صرف اتنا پتا تھا کہ وہ ہمارے علاقے کا ہے۔۔۔ اس بات کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ خانزادہ مینشن والوں میں سے ہے۔۔۔

میں نے اپنے دل کی ہر بار بھیا کو بتا دی تھی۔۔۔ اسی دن بھائی نے یونیورسٹی پہنچ کر عاطف سے بات کی تھی۔۔۔ عاطف کو۔یہی

لگا تھا کہ ادا سائیں اسے بے عزت کریں گے یا وہی سلوک کریں گے جو آپ کے چچا حارث کے ساتھ کیا گیا تھا۔۔

مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔ کیونکہ میرے ادا سائیں جیسی وسیع سوچ ہر کوئی نہیں رکھتا۔۔۔

عاطف ان کے اخلاق سے اتنا متاثر ہوا تھا کہ وہ ان کے سامنے ساری حقیقت بیان کر گیا تھا۔۔۔ اور یہ بھی کہ وہ مجھ سے سچی محبت کرتا ہے۔۔۔ اس نے آپ کی نفرت اور آپ کی دادی جان کی کی گئی ساری پلاننگ ادا سائیں کو بتا دی تھی۔۔۔

ادا سائیں کافی حیران ہوئی تھی۔۔۔

کہ بھلا ایسی کونسی سی لڑکی تھی جو بنا ان سے ملے، بنا کچھ جانے ان سے اتنی نفرت کرتی تھی۔۔۔

وہ آپ کو دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔

جب ایک دن اس میں کامیاب بھی ہوگئے تھے۔۔۔

آپ اپنی دادی جان کے ساتھ ہاسپٹل گئی تھیں۔۔۔ وہاں ادا سائیں نے آپ کو دیکھا تھا۔۔۔

اور شاید اسی دن انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ آپ کی نفرت کو محبت میں بدل دیں گے۔۔۔ میں یہ نہیں جانتی کہ ادا سائیں آپ سے محبت کرتے ہیں یا نہیں مگر اتنا جانتی ہوں کہ وہ آپ کی بہت عزت کرتے ہیں۔۔۔ خیر میرے ادا سائیں وہ ڈریس

زیب تن نہیں کرتے جو انہیں پسند نہ ہو۔۔۔ بھلا اس لڑکی کو اپنی بیوی کے عہدے پر جیسے فائز کرسکتے ہیں جو ان کی محبت نہ ہو۔۔۔ میرے ادا سائیں جیسا دل کسی کا نہیں ہے۔۔۔

مجھے عاطف نے بتایا ہے کہ آج ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔۔۔ یہ پہلی بار نہیں ہے۔۔۔ اس سے پہلے بھی کئی بار ان کے ساتھ ایسا ہوچکا ہے۔۔۔ شاہ محل میں اتنے سارے لوگ ہیں۔۔۔ مگر ٹارگٹ صرف انہیں ہی کیا جاتا ہے۔۔۔

کیونکہ ان کے دشمن جانتے ہیں شاہ محل کی بنیادوں کو مضبوطی سے انہوں نے ہی جوڑے رکھا ہے۔۔۔ اگر ادا سائیں کو ختم کردیں گے تو آسانی سے شاہ محل کو تباہ کرسکتے ہیں۔۔۔ آپ تو

زیادہ اچھے سے جانتی ہونگی کہ میرے ادا سائیں کے دشمن کون ہیں۔۔۔

آج سے پہلے ان پر جتنے بھی حملے ہوئے ہیں انہیں کبھی فرق نہیں پڑا۔۔ مگر آج وہ مجھے تھوڑے اذیت کا شکار لگے ہیں۔۔۔ وہ جب سے آئے ہیں انہوں نے خود کو سٹڈی روم میں بند کرر کھا ہے۔۔ ایسا کیوں ہے میں نہیں جانتی۔۔۔ مگر اتنا جانتی ہوں کہ ادا سائیں جب بہت زیادہ اذیت کا شکار ہوتے ہیں تب ان کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔ ابھی کچھ دیر بعد ادا سائیں کی دستار سازی کی رسم ہے۔۔۔۔"

انعم باتوں کے دوران اسے سارا کھانا کھلا چکی تھی۔۔۔

جبکہ نیمل بت بنی اس کی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔۔

اس کے اندر موجود نفرت بھربھری ریت کی مانند ڈھے گئی تھی۔۔۔

اسے اب شدت سے اندازہ ہورہا تھا کہ اپنی دادی کے ہاتھ کی کٹ پتلی بن کر وہ اپنا کتنا نقصان کر چکی ہے۔۔۔

نیمل بیڈ سے اٹھی ہی تھی جب اسی لمحے سعدان روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔ اسے دیکھ نیمل اپنی جگہ ساکت سی ہوئی تھی۔۔۔

سعدان کی آنکھیں خطرناک حد تک لال ہورہی تھیں۔۔۔

وہ سیدھا اس کی جانب آیا تھا۔۔۔

نیمل کا دل خوف سے لرز اٹھا تھا۔۔۔

وہ اس کے قریب جھکا تھا۔۔۔

نیمل نے مٹھیاں بھینچتے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔

مگر وہ اس کے قریب جھکا تھا اس چھونے کے لیے نہیں بلکہ اس کے پیچھے موجود بیڈ سائیڈ ٹیبل سے اپنے سیگریٹ اٹھانے کے لیے۔۔۔

نیمل اس بات کی سمجھ آتے ہی شرم و خفت لال ہوئی تھی۔۔۔

"میرے کپڑے نکال کر دیں۔۔۔"

وہ صوفے پر جاکر براجمان ہوتا سیگریٹ سلگاتے اسے آرڈر دیتے بولا تھا۔۔۔

اس کا لہجہ کافی سرد تھا۔۔۔ نیمل خوف سے کانپ گئی تھی۔۔۔

اسے اس لمحے سعدان سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔۔

وہ سیدھی الماری کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ اور وہاں سے سفید کلف شدہ سوٹ نکال کر واپس اس کے قریب آئی تھی۔۔

جو صوفے کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔

سیگریٹ کا دھواں فضا میں چھوڑتے وہ اس کی جانب سے بالکل بے خبر بنا ہوا تھا۔۔۔

نیمل اس کے قریب خاموشی سے کھڑی یک ٹک اسے تکی گئی تھی۔۔۔

وجیہہ نقوش آج سختی سے تنے ہوئے تھے۔۔۔ کشادہ پیشانی پر موجود شکنیں اس کے شدید غصے میں ہونے کا پتا دے رہی تھیں۔۔۔ گھنی مونچھوں تلے موجود اعنابی لب۔۔۔

نیمل کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسے اپنا دل اس شخص کے لیے ہمکتا محسوس ہورہا تھا۔۔ جسے وہ آج اپنے ہاتھوں قتل کروانے والی تھی۔۔۔

نیمل کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کیسے مخاطب کرے۔۔ آج تک اس نے اسے یوں سامنے سے مخاطب کیا ہی نہیں تھا۔۔۔

"شاہ سائیں۔۔۔۔ "

نیمل نے اسے اسی طرز تخاطب سے پکارا تھا جیسے یہاں کی باقی خواتین اپنے شوہروں کو پکارتی تھیں۔۔

اس کی نرم سی پکار پر سعدان نے فوراً سے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"آپ کا ڈریس نکال دیا ہے میں نے۔۔۔"

نیمل نے اس کے یوں گہری نگاہوں سے دیکھنے پر گھبرا کر جواب دیا تھا۔۔۔

جس پر سعدان اپنی جگہ سے اٹھتا آدھ جلا سگریٹ پیروں تلے مسلتا واش روم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"اللہ جی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ ان کے غصے اور ناراضگی سے مجھے اتنا فرق کیوں پڑ رہا ہے۔۔۔ اتنی بڑی غلطی سرزد ہونے کے بعد ہی مجھے یہ احساس ہونا تھا کہ میں سعدان شاہ سے محبت کرنے لگی ہوں۔۔۔ وہ تو اب میری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گے۔۔۔"

نیمل بہت بری طرح پھنس چکی تھی۔۔۔

"میرے لیے کافی لے کر آئیں۔۔۔"

جب کچھ دیر بعد سعدان واش روم سے نکلتا اس پر نیا حکم صادر کر گیا تھا۔۔۔

نیمل فوراً سے پہلے روم سے نکلی تھی۔۔۔

آج وہ نہایت ہی شرافت کے ساتھ کم میٹھے والی بالکل پرفیکٹ کافی بنا کر لائی تھی اس کے لیے۔۔۔

"میرے بٹن بند کریں۔۔۔"

اس کے ہاتھ سے کافی کا مگ تھامتے اس نے نیا حکم دیا تھا۔۔

شاید وہ بھی نیمل خانزادہ کا یہ سعادت مندی بھرا روپ بہت انجوائے کررہا تھا۔۔۔

اس کے یوں قریب کھڑے ہونے پر نیمل کی دھڑکنیں بے قابو ہوئی تھیں۔۔۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سعدان کے گریبان کے بٹن بند کرنے چاہے تھے۔۔۔

اس دوران وہ اس کے کافی قریب آگئی تھی۔۔۔ سعدان کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے کو جھلساتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"چائے کا ٹیسٹ ویسا کیوں نہیں ہے جیسا پہلے ہوتا ہے۔۔۔۔"

سعدان نے اس کی ٹھوڑی کو تھام کر چہرا اوپر اٹھاتے نہایت ہی سرد لہجے میں سوال کیا تھا۔۔۔

نیمل کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

"میں نے شوگر کم ڈالی ہے۔۔۔۔"

نیمل نے لرزتی پلکیں اٹھاتے اپنے جرم کا اقرار کیا تھا۔۔

"مگر مجھے تو اب زیادہ شوگر والی کافی پینے کی عادت ہوچکی ہے۔۔۔۔"

سعدان کے ہاتھ کی انگلیاں اس کی ٹھوڑی سے گردن تک آتیں گستاخیاں کرنے لگی تھیں۔۔۔ نیمل اس کی حرکت پر کانپ گئی تھی۔۔۔

سعدان شاہ کے تیور بہت زیادہ خطرناک تھے آج۔۔۔

"میں لے آتی ہوں۔۔۔۔"

نیمل نے جلدی سے فرار ہونا چاہا تھا۔۔

جب سعدان کافی کا مگ ٹیبل پر رکھتا اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کرتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں اپنی باقی کی مٹھاس اپنی مطلوبہ جگہ سے حاصل کرلوں گا۔۔۔۔ جیسی مٹھاس اس دنیا کے کسی اور میٹھے میں نہیں ہو گی۔۔۔"

سعدان اپنی بات مکمل کرتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے گلابی ہونٹوں پر جھکا تھا اور انہیں اپنی شدت بھری گرفت میں قید کر گیا تھا۔۔۔

نیمل اس کے اس عمل پر لرز اٹھی تھی۔۔۔ اس نے سعدان کی شرٹ کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

ہمیشہ رحمدلی اور نرمی سے پیش آنے والے شخص کا لمس آج بالکل بھی رحم دل نہیں تھا۔۔۔

وہ نیمل خانزادہ کی سانسوں میں اپنے غصے کے ساتھ ساتھ اپنی محبت انڈیلتا اسے بے حال کر گیا تھا۔۔۔

نیمل کو اپنی سانسیں اٹکتی محسوس ہورہی تھیں۔۔۔ مگر سعدان شاہ تو جیسے آج اس لڑکی کے ہوش پوری طرح سے ٹھکانے لگانے کے موڈ میں تھا۔۔۔

وہ اسے اپنی شدتوں سے آج پوری طرح سے آگاہ کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔۔۔

جب کافی دیر بعد اسے نیمل کی حالت پر رحم آیا تھا۔۔۔

نیمل پوری طرح سے چکرا گئی تھی۔۔۔

وہ پوری طرح سے سعدان کے سہارے کھڑی تھی۔۔۔ اس کا نازک وجود سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔۔۔

وہ ابھی بھی سعدان کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

اس شخص نے ان تمام میٹھی کافیوں کا بدلہ اس سے آج ایک ساتھ لے لیا تھا۔۔۔

نیمل کو اب اتنی تو سمجھ آچکی تھی کہ آئندہ اسے اس شخص سے پنگا نہیں لینا تھا۔۔۔

"نیمل خانزادہ بہت مہلت مل چکی ہے تمہیں۔۔۔ آج تیار رہنا سعدان شاہ کی شدتیں سہنے کے لیے۔۔۔ جس کی ایک جھلک تم ابھی دیکھ چکی ہو۔۔۔"

سعدان اس کی گردن پر لب رکھتا ایک باہر پھر سے اس کے وجود کی نرماہٹوں میں کھونے لگا تھا۔۔۔

نیمل اس کی بات سنتی سر سے پیر تک لال ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دہکتا لمس نیمل کی سانسیں روک رہا تھا۔۔۔

اسے اپنی گردن جلتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔۔۔

"آپ کو دیر ہورہی ہے شاہ سائیں۔۔۔ نیچے سب آپ کا انتظار کر رہے ہونگے۔۔۔"

نیمل نے اس کی گستاخیوں سے گھبرا کر بولی تھی۔۔۔ مگر اندر سے اس کا دل سعدان کا یہ انداز دیکھ خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔۔۔

وہ اس سے ناراض نہیں تھا۔۔۔ اسے ہی تو کہتے تھے سچی محبت جس میں محبوب کا بڑا سے بڑا گناہ اتنے آرام سے معاف کردیا جاتا تھا۔۔۔

"تو آپ چاہتی ہیں میں چلا جاؤں۔۔۔"

سعدان نے اس کی نتھ پر لب رکھے تھے۔۔۔ جو پہلے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی مگر اب محبت کی برسات میں وہ بھی نکھر آئی تھی۔۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔۔۔ آپ کو دیر ہو رہی ہے۔۔ "

نیمل دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اسے اقرار سونپ گئی تھی۔۔

سعدان نے اس کا چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

"کیامیں اپنی اس سب سے خطرناک جانی دشمن کے دل میں نفرت کی جگہ محبت ڈالنے میں کامیاب ہوچکا ہوں۔۔؟ "

نیمل کی نتھ اسے بہکا رہی تھی۔۔۔

"مجھے معاف کر دیں۔۔ میں نے آج جو بھی کیا وہ۔۔۔"

نیمل اس کی محبت دیکھ شرمندگی کی اتھا گہرائیوں میں ڈوب گئی تھی۔۔۔

"شش۔۔۔۔"

سعدان نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی تھی۔۔۔

"میں اپنی بیوی کا سر اپنے سامنے جھکا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ اس حادثے کی زمہ دار آپ نہیں کوئی اور ہے۔۔۔ جسے بہت جلد میں اس کی غلطی کا احساس کروا دوں گا۔۔۔ مگر ان آنکھوں میں دوبارہ آنسو آئے تو آپ سعدان شاہ کا غصہ دیکھیں گی۔۔۔ جو سہنا آپ کے لیے ہی بہت مشکل ہوجائے گا۔۔۔۔ میں اپنی بیوی کو آج اپنے لیے سجا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ کیا آپ میری یہ خواہش پوری کریں گی۔۔۔؟؟"

سعدان نے اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے محبت پاش لہجے میں سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر نیمل شرم سے لال ہوتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

کہاں وہ اپنے سامنے کسی کو نہ بولنے دینے والی۔۔ کہاں آج سعدان شاہ کے سحر میں جکڑی کچھ بول بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔

سعدان اس کے ماتھے پر مہر محبت ثبت کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ نیمل آنے والے وقت کی سفاکی سے انجان ہونٹوں پر خوشمگی مسکراہٹ سجائے وہاں ایک جانب رکھا کافی کا مگ اٹھاتی اپنے ہونٹوں سے لگا گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آؤ فیروز بیٹھو۔۔۔ میں تمہارا ہی منتظر کر رہی تھی۔۔۔ میں جانتی تھی تم مجھ سے ملنے ضرور آؤ گے۔۔۔"

نیلم بیگم عزال کو اندر داخل ہوتا دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

"کیونکہ تم کچھ زیادہ اوور سمارٹ بن رہی ہو۔۔۔ جسے روکنے مجھے آنا ہی پڑا۔۔۔"

عزال اس کے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے سکون سے بولا تھا۔۔۔

"اتنا غصہ کس بات کا ہے ۔۔۔ میں نے جو بھی کیا تم بھی تو اس میں برابر کے شریک تھے نا۔۔۔۔ "

نیلم بیگم بھی اس کے سامنے براجمان ہو چکی تھیں۔۔۔

"میں نے تمہیں بہت آسان لفظوں میں سمجھایا تھا کہ میری بیوی سے دور رہو۔۔۔ تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی نا۔۔ مشائم کو بلیک میل کیوں کیا۔۔۔؟؟ تم یہ سب کر کے میرے ساتھ دشمنی ڈال رہی ہو۔۔۔ اس لڑکی کے ٹھیک ہونے میں ہی میرا فائدہ ہے۔۔"

عزال خود پر ضبط کرنے کی کوشش میں ناکام ہوتا سامنے پڑا ٹیبل دور اچھال گیا تھا۔۔۔

نیلم بیگم نے خاموشی سے بیٹھے اس کا غصہ دیکھا تھا۔۔

"کیونکہ میں کبھی نہیں چاہتی کہ وہ لڑکی ٹھیک ہو۔۔۔ تم اچھے لڑکے ہو۔۔۔ ہینڈسم بھی اور امیر سے امیر ترین لڑکی کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہو تم۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی تم اس پاگل لڑکی کے پیچھے کیوں خوار ہورہے ہو۔۔۔ جو خود کو بھی سنبھال نہیں سکتی۔۔۔ جو کب نقصان پہنچا جائے انسان کچھ نہیں بول سکتا۔۔۔ اس پاگل کو اپنے ساتھ رکھنا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔۔ اگر تم اس کے پیچھے دولت کی خاطر ہو تو اس کی فکر مت کرو۔۔۔ وہ ان دونوں باپ بیٹی کو مار کر ہم دونوں کے پاس ہی آنی ہے۔۔۔ "

نیلم بیگم نے آج پہلی بار اس کے سامنے صاف گوئی سے کام لیا تھا۔۔۔

جبکہ اب کی بار عزال ٹھوڑی تلے مٹھی رکھے خاموشی سے اسے سنتا رہا تھا۔۔۔

"تمہیں مسئلہ کیا ہے اس لڑکی سے۔۔۔ اسے تو بچپن سے لے کر اب تک ویسے ہی تم نے کمرے گھر کے اندر قید ہی رکھا ہے۔۔ اور رحمٰن سر نے تمہاری ہر آسائش پوری کی ہے۔۔۔ پھر بھی تم اس لڑکی کی اتنی دشمن کیوں ہو۔۔۔؟؟"

عزال اس کے منہ سے سچائی اگلوانا چاہتا تھا۔۔۔

"بہت بڑا خطرہ ہے وہ لڑکی میرے لیے۔۔۔ میں تمہیں ایک ہی صورت حقیقت بتا سکتی ہوں اگر تم میرے پلان کیے گئے اگلے عمل میں میرا ساتھ دو۔۔۔ اس کے لیے تمہیں اس کانٹریکٹ پیپر پر سائن کرنا ہو گا۔۔۔ جس کے بعد ہمارا کام ہوتے ہی اس اربوں کی جائیداد پر ہم دونوں کا ففٹی پرسنٹ حصہ ہو گا۔۔۔ "

نیلم بیگم کہیں نہ کہیں سمجھ چکی تھیں کہ فیروز کے ہوتے ہوئے وہ مشائم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہیں۔۔۔اس لیے آج آخر کار تھک ہار کر انہوں نے فیروز کو اپنے ساتھ ملانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ فیروز کو اپنے ساتھ شامل کر کے اپنی بربادی کا فیصلہ کر چکی ہیں۔۔۔

"مجھے پیسوں سے غرض ہے۔۔ اس پیپر پر سائن کرنے سے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ رحمٰن کیانی کو ہارٹ اٹیک میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ میں نے ان کے کھانے میں ایسی دوا ملائی تھی کہ جس کی وجہ سے ان کو اٹیک آیا ہے۔۔۔ میں اپنا راز تمہیں بتا چکا ہوں اور یہ سائن بھی کرچکا ہوں۔۔۔ اب تم مجھے اپنا راز بتاؤ۔۔۔ اس کے بعد ہی ہم دونوں ایک ساتھ کام کرسکتے ہیں۔۔۔"

عزال نے سائن کرتے وہ پیپرز اس کی جانب بڑھا دیئے تھے۔۔۔

جبکہ باہر رحمٰن صاحب کے ساتھ کھڑی مشائم نے شاک کی کیفیت میں عزال کا یہ روپ دیکھا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بکھرے تھے۔۔۔ رحمٰن صاحب نے اسے اپنی قسم دے رکھی تھی۔۔۔ اس لیے وہ چاہنے کے باوجود اندر نہیں جا پارہی تھی۔۔۔ ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا اندر موجود دونوں افراد کا قتل کردے۔۔۔۔ جن میں سے ایک اس کی ماں کی قاتل تھی اور دوسرا اس کے باپ کی جان کا دشمن۔۔

"میں نہیں چاہتی کہ مشائم رحمٰن کبھی بھی ٹھیک ہو۔۔۔ کیونکہ وہ میرا راز جانتی ہے۔۔۔ وہ جب سے پیدا ہوئی ہے میں تب سے اسے وہ دوا دے رہی ہوں جو سیدھا اس کے دماغ پر اثر کرکے اسے مفلوج کرتی رہیں ہیں۔۔۔ وہ پیدائشی طور پر ایسی نہیں

تھی۔۔۔ میں اس کی ماں سے بدلہ لینا چاہتی تھی جس نے مجھ سے رحمٰن کو چھینا تھا۔۔۔

مشائم کی حالت دیکھ جب اس کی ماں تڑپتی تھی تو مجھے بہت سکون ملتا تھا۔۔۔ مشائم کو کبھی پاگل پن کا دورہ اتنا شدید نہیں پڑا کہ وہ کسی کو نقصان پہنچائے۔۔۔ اس دن اس کی ماں کا قتل میں نے کیا تھا وہ بھی مشائم کی آنکھوں کے سامنے۔۔۔ تاکہ وہ بچی اتنی ڈر جائے کہ خوف کے مارے نہ تو کسی کو سچائی بتا سکے اور اس کے پاگل پن کی وجہ سے قتل کا الزام بھی اس پر آئے۔۔۔

ہوا بھی بالکل ایسا ہی تھا۔۔۔

میرے خلاف پولیس والوں کو جو ثبوت ملے بھی تھے۔۔۔ میں نے رحمٰن کیانی کا پیسہ ہی استعمال کر کے انہیں دبا دیا۔۔۔ میں نے مشائم کو بلیک میل کیا تھا کہ اگر اس نے کسی کو بھی سچائی بتائی تو میں اس کے باپ کو بھی ایسے ہی مار دوں گی جیسے اس کی ماں کو مارا تھا۔۔۔ مشائم جو پہلے ہی میری دی جانے والی دوا کے زیر اثر پوری طرح سے دماغ استعمال نہیں کر پاتی تھی۔۔۔ یہاں بھی مجھ سے ڈر گئی۔۔۔ مشائم نے کبھی کسی ملازمین کو بھی نقصان نہیں پہنچایا۔۔۔ اس پر جن جن ملازمین نے الزامات لگائے ہیں وہ سب میرے کہنے پر ہیں۔۔۔ ہاں بس تم پر وہ جب بھی حملہ آور ہوئی میں نہیں جانتی اس وقت کیسے اس نے تمہیں نقصان

پہنچایا۔۔ کیونکہ وہ کسی اور کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کرتی تھی۔۔۔

ایک اور بات جو مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کچھ سالوں سے میری دی جانے والی دوائیاں اس پر اثر کیوں نہیں کر رہیں۔۔۔ وہ لڑکی نارمل ہو رہی ہے۔۔۔ جو بات میرے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ رحمٰن کو ساری حقیقت بتائے میں اسے ختم کر دینا چاہتی ہوں۔۔۔ اور ساتھ رحمٰن کو بھی۔۔۔ کیونکہ اس شخص نے اپنے باپ کے کہنے پر مجھ سے شادی تو کرلی مگر کبھی مجھے کوئی خوشی نہیں دے پایا۔۔۔ وہ آج بھی اپنی پہلی بیوی کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔۔۔ "

نیلم بیگم بے تاثر چہرے اور سرد لہجے میں بولتیں ساری سچائی عزال کے سامنے رکھ گئی تھیں۔۔ جو سنتے عزال مشائم کی اذیت اپنے دل میں محسوس کرتا بہت مشکل سے ضبط کیے بیٹھا رہا تھا۔۔۔

رحمٰن کیانی بھی شاک کی کیفیت میں کھڑے تھے۔۔۔ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ عورت ان کی ہنستی بستی زندگی کی بربادی کی زمہ دار تھی۔۔۔

عزال اپنی جگہ سے اٹھا ہی تھا جب مشائم خود پر ضبط نہ رکھ پاتے روم کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ اسے نیلم بیگم سے بھی زیادہ عزال پر غصہ تھا۔۔۔

مشائم عزال کے قریب آتی ایک زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر گئی تھی۔۔۔

"میں نے آپ سے کہا تھا بابا یہ انسان بہت بڑا فراڈ ہے۔۔۔ آپ نے میری بات نہیں مانی بابا۔۔۔ اس شخص نے میری زندگی برباد کر دی ہے۔۔۔ مجھے زندہ نہیں رہنا بابا اب۔۔۔ میں مر جانا چاہتی ہوں۔۔۔ "

مشائم دوبارہ عزال کو مارنے کے لیے آگے ہوئی تھی جب رحمٰن صاحب نے جلدی سے آگے آتے اسے پکڑ لیا تھا۔۔

عزال خاموشی سے سینے پر بازو باندھے مشائم کو رحمٰن صاحب کے سینے سے لگ کر روتے دیکھتا رہا تھا۔۔

جبکہ نیلم بیگم منہ پر ہاتھ رکھے شاک کی کیفیت میں یہ سب دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اُنہوں نے وہاں سے نکلنا چاہا تھا جب اندر داخل ہوتی پولیس فورس کو دیکھ انہوں نے گھبرا کر عزال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"آپ ان کے منہ سے ان کا اقبال جرم سن چکے ہیں ایس پی صاحب۔۔۔ اس روم کی پوری ریکارڈنگ کی گئی ہے۔۔ تمام ثبوت آپ کے پاس ہیں پھر دیر کس بات کی ہے۔۔۔ گرفتار کر لیں اس عورت کو۔۔۔"

عزال نے آگ اگلتی نگاہوں سے نیلم بیگم کو گھورتے پولیس آفیسر کو اشارہ کیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے کرخت لہجے پر مشائم نے رحمن صاحب کے سینے سے سر اٹھا کر وہاں چلتے منظر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"آپ کے اس تعاون کا بہت شکریہ مسٹر خانزادہ۔۔۔"

ایس پی صاحب کے اشارے پر لیڈی کانسٹیبل نیلم بیگم کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا چکی تھی۔۔۔

"تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ یہ کھیل کھیل کر۔۔۔ میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔۔۔۔"

نیلم بیگم خود کو ہتھکڑیاں لگتی دیکھ عزال پر چلائی تھیں۔۔۔

"کون کس کو نہیں چھوڑے گا۔۔ یہ تو اب میں بتاؤں گا تمہیں۔۔۔ ساری زندگی جیل میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرو گی تم۔۔۔ یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔۔"

رحمٰن صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا اس عورت کا گلا اپنے ہاتھوں سے دبا دیں۔۔۔

جبکہ سب سے زیادہ گہرے شاک میں تو اس وقت مشائم تھی۔۔ اس نے عزال کو سب کے سامنے تھپڑ مار کر اسے بے عزت کیا تھا اور حقیقت کچھ اور نکلی تھی۔۔۔

اس نے نوٹ کیا تھا کہ عزال نے اس کے بعد ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

وہ پولیس والوں کے پیچھے روم سے نکل گیا تھا۔۔۔

"بابا یہ سب۔۔ عزال۔۔۔؟؟؟"

مشائم نے ان کے جانے کے بعد کسی انجانے خوف کے زیر اثر رحمٰن صاحب کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ کچھ بہت غلط کر چکی ہے۔۔۔

آج اس کے سوال کرنے پر رحمن صاحب اسے ساری حقیقت بتاتے چلے گئے تھے۔۔۔

عزال ان کی سیکنڈ کزن کا بیٹا تھا۔۔۔ جو شروع میں ان کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔۔۔ عزال کو جیسے ہی اپنی ماں کے حوالے

سے خبر ہوئی تو وہ ان سے ملنے یہاں آگیا تھا۔۔ تب اس کی ملاقات رحمن صاحب سے بھی ہوئی تھی۔۔۔

جنہوں نے اتنا ٹائم اس کی ماں کو سنبھالا تھا۔۔۔ وہ ان کا بہت مشکور تھا۔۔۔ ان دنوں رحمٰن صاحب کو کچھ حد تک نیلم بیگم پر شک ہوچکا تھا۔۔

انہیں کسی قابلے اعتبار انسان کی تلاش تھی جو ان کی مدد کرتا۔۔۔ انہوں نے عزال سے مدد مانگی تھی۔۔۔ جس پر عزال خوشی خوشی ان کی مدد کرنے کو تیار ہوگیا تھا۔۔۔

اس نے اپنی پہچان چھپانے کے لیے ہی اپنا نام تبدیل کردیا تھا۔۔ وہاں اسے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اس لیے وہ آرام سے رحمن

صاحب کے باڈی گارڈ کے طور پر ان کے ساتھ رہنے لگا تھا۔۔

انہیں دنوں ایک دن اس کا ٹکراؤ مشائم رحمٰن سے ہوا تھا۔۔

جسے سب پاگل کہتے تھے۔۔۔

سب ملازمین اس کے قریب جانے سے خوف کھاتے تھے۔۔۔

مگر عزال کو اس کے پاس جانا اس سے باتیں کرنا اور جواب میں اس کا نخرے بھرا انداز دیکھنا بہت اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ کب وہ اس کی محبت میں گرفتار ہوا تھا اسے اندازہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔

ان دنوں رحمٰن صاحب مشائم کو لے کر بہت پریشان رہتے تھے۔۔۔ جب عزال نے کے سامنے مشائم سے نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔

جو سن کر رحمٰن صاحب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔۔۔

بھلا عزال سے بہتر ان کی بیٹی کے لیے کوئی ہو سکتا تھا۔۔۔

عزال کا وہاں رہنے کا مقصد نیلم بیگم پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کا اعتبار جیتنا بھی تھا۔۔۔ تاکہ وہ عورت اپنے منہ سے اپنی سچائی اگل دے۔۔۔

مشائم عزال کو غلط سمجھتی تھی۔۔۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ اسے کئی بار نیلم بیگم کے آس پاس دیکھ چکی تھی۔۔ ایک دن

رحمٰن صاحب کے حوالے سے ان کی کچھ باتیں سن کر مشائم نے غصے میں آکر عزال پر حملہ بھی کر دیا تھا۔۔۔ اور رحمٰن صاحب کی وہ فائل چرا لی تھی۔۔۔ جسے چوری کرنے کی بات نیلم بیگم کررہی تھیں۔۔۔

مگر عزال نے ہمیشہ اسے بہت ہی محبت اور نرمی سے سنبھالا تھا۔۔۔

عزال کی ساری حقیقت سن کر مشائم سکتے کے عالم میں رحمٰن صاحب کو تکے گئی تھی۔۔۔ وہ اب تک بنا کوئی سچ جانے عزال کے ساتھ اتنا غلط کرتی آئی تھی۔۔۔ جبکہ وہ تو اسی کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔۔۔ عزال نے اسے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ اب تک نجانے کتنی زیادتیاں کرچکی تھی۔۔۔

وہ اپنے کس کس عمل کی معافی مانگتی بھلا اس سے۔۔۔ اپنی ماں کو کھونے کے بعد وہ خود اتنی اذیت میں تھا مگر اس کے نے اپنی تکلیف بھلا کر ان کی مدد کی تھی۔۔۔ جواب میں اس نے کیا کیا تھا بھلا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سعدان کی دستار سازی کی رسم کی جارہی تھی۔۔۔ سب خواتین ایک جانب پردے میں کھڑیں خوشی بھرے چہروں کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔۔۔

سوائے ثمرین بیگم کے۔۔۔ جن کی آنکھوں میں یہ منظر دیکھ مرچیں سی بھر گئی تھیں۔۔۔ ہمیشہ سعدان کو ملنے والی یہ اہمیت

وہ برداشت نہیں کر پاتی تھیں۔۔۔ اور اب اپنا بیٹا کھونے کے بعد تو ان کے دل میں سعدان کے لیے مزید زہر بھر گیا تھا۔۔۔

نیمل بھی کوثر بیگم کے ساتھ کھڑی مسکراتی نگاہوں سے سعدان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

جو سفید پگ پہنے واقعی اس وقت ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔

نیمل کا دل پوری طرح سے اس سے بے وفائی کر چکا تھا۔۔۔

"کچھ ہی دیر میں تمہاری یہ خوشی مٹی میں ملنے والی ہے سعدان شاہ۔۔۔ بس تھوڑا سا انتظار کرو۔۔۔"

ثمرین بیگم نے ایک نظر سعدان پر ڈالی تھی اور چل کر نیمل کے قریب آئی تھیں۔۔۔

"تمہاری دادی بات کرنا چاہتی ہے تم سے۔۔۔"

وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتیں وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔۔۔ ان کے ساتھ ساتھ سکینہ بیگم کو بھی سعدان کا یوں بچ نکلنا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

نیمل نے اندر آتے جیسے ہی فون کان سے لگایا دوسری جانب سے اسے سکینہ بیگم کی روتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

"دادی جان کیا ہوا آپ کو۔۔۔ آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔؟؟"

نیمل انہیں یوں شدت سے روتا دیکھ تڑپ اٹھی تھی۔۔۔

"سالوں پہلے اپنے بیٹے کو کھو کر جو تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ آج اپنی جان سے پیاری پوتی کو کھو کر اس سے سے بھی زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔۔"

سکینہ بیگم کی بات پر نیمل کے ساکت ہوئی تھی۔۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ دادی جان۔۔۔ میں ابھی بھی آپ کی پوتی ہوں۔۔۔ مجھے بھلا آپ سے کون چھین سکتا ہے۔۔۔ آپ جانتی ہیں آپ میرے لیے سب سے زیادہ اہم ہیں۔۔۔ "

نیمل کو ان کا یوں رونا تکلیف دے رہا تھا۔۔۔

"کیا سعدان شاہ سے بھی زیادہ اہم ہوں۔۔۔؟؟ کیا تم اسے چھوڑ کر واپس اپنی دادی کے پاس آسکتی ہو۔۔۔۔ تم جانتی ہو نیمل

اپنے اتنے سارے پوتے پوتیوں کے بیچ میں نے تمہیں چنا کیونکہ مجھے تم پر سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔۔۔ میں جانتی ہوں تم کبھی میرا بھروسہ نہیں توڑو گی۔۔۔ تم وہاں میرا بدلہ لینے گئی تھی۔۔۔ اور یہ بالکل ٹھیک ٹائم ہے وہ بدلہ پورا کرنے کا۔۔ سعدان شاہ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔۔۔ اب جب تم اسے چھوڑ کر آؤ گی تو وہ کمزور پڑ جائے گا۔۔۔ اور یہی میں چاہتی تھی۔۔۔"

سکینہ بیگم نے نہایت ہی سکون کے ساتھ اپنی پوتی کے دل پر خنجر گھبو دیا تھا۔۔۔

نیمل کتنے ہی لمحے کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

"مگر میں آپ کے پاس کیسے آسکتی ہوں دادی جان۔۔۔ میں یہاں ونی کے بدلے آئی ہوئی ہوں۔۔۔ اپنی مرضی سے نہیں واپس آسکتی۔۔۔"

نیمل کو ونی کا خیال آتے ہی ایک امید جاگی تھی۔۔۔

"اس کا بندوبست کرلیا ہے میں نے۔۔ تم بس تیاری رکھو میں گھر سے نکل چکی ہوں۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔۔۔ تم یاد رکھنا اپنی دادی کو اتنے لوگوں کے بیچ بے عزت نہیں کرو گی تم۔۔۔اور آرام سے آؤ گی میرے ساتھ۔۔۔ اگر تم نے آنے سے انکار کیا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی۔۔۔۔"

سکینہ بیگم نے اسے اپنا حکم سناتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

جبکہ نیمل کا پورا چہرا آنسوؤں سے بھر چکا تھا۔۔

وہ یہاں سعدان شاہ کے دل سے کھیلنے آئی تھی۔۔ مگر اس وقت

اس کا اپنا دل اس کھیل میں الجھ کر لہولہان ہوگیا تھا۔۔

اس نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ سعدان شاہ کی محبت میں

گرفتار ہوگی۔۔۔

نیمل کانپتی ٹانگوں کے ساتھ باہر آئی تھی۔۔۔

جہاں اس وقت خوشیوں بھرا سما چھایا ہوا تھا۔۔۔سعدان سب

کے ساتھ اس حصے میں آچکا تھا۔۔۔

مگر کچھ سیکنڈز ہی لگے تھے ان خوشیوں کو نظر لگنے میں۔۔۔

سکینہ بیگم اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ وہاں تشریف لا چکی تھیں۔۔۔

"پنچائیت نے فیصلہ سنا دیا ہے شاہ صاحب۔۔۔ میرے پوتے کا اس قتل میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔ مدثر شاہ کا قتل ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہوا ہے۔۔۔ جس میں میرے پوتے کو صرف میرا بنایا گیا تھا۔۔۔ وہ قصور وار نہیں ہے۔۔۔ اگر وہ قصور وار نہیں ہے تو میری پوتی اب مزید ونی کے نام پر اس حویلی میں رہ کر سزا نہیں بھگتے گی۔۔۔ میں اپنی پوتی کو لینے آئی ہوں۔۔۔۔"

سکینہ بیگم کی بات پر سب نے ہی سعدان کی جانب دیکھا تھا۔۔

کہیں نہ کہیں وہ سب گھر والے جان چکے تھے کہ نیمل سعدان شاہ کے لیے بہت اہم ہوچکی تھی۔۔۔

اس کا یوں چلے جانا سعدان کے لیے تکلیف کا باعث تھا۔۔۔

نیمل نے بھیگتی آنکھوں کے ساتھ سعدان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو پہلے سے ہی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مگر آپ ایسے کیسے لے کر جاسکتی ہیں۔۔۔ وہ کوئی چھوٹی بچی نہیں ہے۔۔۔ آپ کو نیمل سے اس کی مرضی پوچھنی ہوگی پہلے۔۔۔۔۔۔"

کوثر بیگم نیمل کو کسی صورت نہیں جانے دینا چاہتی تھیں۔۔۔

"میری پوتی کی رضامندی ہے اس فیصلے میں تب ہی میں یہاں آئی ہوں۔۔۔۔ "

سکینہ بیگم فخریا انداز میں بولی تھیں۔۔۔

"میں دادی جان کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔۔۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔۔"

نیمل سب کی سوالیہ نگاہیں خود پر اٹھتی دیکھ نگاہیں جھکائے بولی تھی۔۔۔

"مگر یہ۔۔۔۔۔"

نیمل کے جواب پر سب نے ہی شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"پلیز اماں سائیں۔۔۔ وہ جانا چاہتی ہیں انہیں جانے دیں۔۔۔ آپ اپنی پوتی کو لے کر جاسکتی ہیں۔۔۔ ہمارے ہاں عورتوں پر زبردستی نہیں کی جاتی۔۔۔ انہیں ان کی خواہش اور فیصلے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔۔۔۔"

سعدان شاہ اپنا فیصلہ سناتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔ سکینہ بیگم سعدان شاہ کے چہرے پر چھائی اذیت دیکھ چکی تھیں۔۔۔ جو ان کے لیے بہت زیادہ خوشی کا باعث تھی۔۔۔

جبکہ سعدان کے یوں چلے جانے پر نیمل کی آخری امید بھی ٹوٹ گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے کرچی کرچی ہوئے دل کو سنبھالتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔

" نفرت کرتی ہیں آپ مجھ سے۔۔۔ بہت پہلے سے اندازہ تھا۔۔۔ مگر اس نفرت کی شدت اس قدر ہو گی کبھی نہیں سوچا تھا میں نے۔۔۔"

سعدان نے کچھ دیر پہلے ثمرین بیگم کو اپنے روم میں بلوایا تھا۔۔۔ سعدان کے منہ سے یہ الفاظ سن کر ثمرین بیگم شاک رہ گئی تھیں۔۔۔

"آپ کو یہ بات نیمل نے بتائی ہے۔۔۔"

انہیں یہی لگا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ میرے علاوہ وہ سب کے ساتھ ہی بہت مخلص ہے۔۔ اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔۔ میں نے آپ کو بس یہ جاننے کے

لیے بلایا ہے کہ آپ کیا چاہتی ہیں مجھ سے۔۔ میں ایسا کیا کروں
کہ آپ کی نفرت ختم ہوسکے۔۔۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ
پر قاتلانہ حملہ کروانے میں آپ بھی برابر کی شریک ہیں۔۔
ثبوت ہونے کے باوجود میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔ کیونکہ
میں نہیں چاہتا کہ آپ خاندان والوں کی نظروں میں گریں۔۔۔
یا آپ کو اس شاہ محل کو چھوڑ کر جانا پڑے۔۔۔ "

سعدان شاہ اس وقت شدید غصے میں تھا۔۔۔ مگر پھر بھی وہ بہت
ہی ضبط سے کام لیتا یہ سب بول رہا تھا۔۔۔

"آپ مجھے پولیس کے حوالے کرسکتے ہو۔۔ پھر بھی آپ مجھے
مہلت کیوں دے رہے ہو۔۔۔۔"

ثمرین بیگم کو اس انسان کی اعلیٰ ظرفی نے جھکنے پر مجبور کردیا

تھا۔۔

ہمیشہ ہر جگہ نفرت کا جواب نفرت سے ہی دینا ضروری نہیں

ہوتا۔۔ کہیں پر نفرت کو حسن سلوک سے بھی مارا جاسکتا

ہے۔۔ جیسے اس وقت سعدان نے کیا تھا۔۔

ثمرین بیگم کو بہت شدت سے اپنی غلطی کا احساس کروا دیا

تھا۔۔ اس انسان کو آج تک زندگی میں اتنا سب کچھ اسی لیے

ملا تھا کیونکہ وہ اس قابل تھا۔۔۔

اگر وہ چاہتا تو ایک پل کے اندر انہیں حویلی سے بے دخل کروا

دیتا۔۔ مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔

ثمرین بیگم نے اس سے معافی مانگ لی تھی۔۔۔ اور سعدان نے انہیں معاف بھی کردیا تھا۔۔۔۔صرف اور صرف اپنے شاہ محل کی خوشحالی کے لیے۔۔۔ وہ کوئی بھی رشتہ ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

مشائم کی رحمن صاحب سے بات ہوئی تھی۔۔ اس نے ان سے ضد کی تھی کہ وہ خانزادہ مینشن میں نہیں رہنا چاہتی۔۔ وہ ان کے پاس آنا چاہتی ہے۔۔۔

جس پر رحمٰن صاحب نے اسے واپس بلوا لیا تھا۔ جس کی زیادہ وجہ نیلم بیگم کے ساتھ ساتھ عزال کا پورا سچ بھی اس کے سامنے لانا تھا۔۔۔

جو جان کر مشائم بالکل شاک ہوچکی تھی۔۔۔ پورے دو دن اس نے خود کو کمرے میں بند کرکے رکھا ہوا تھا۔۔۔ اس دن کے بعد سے اس کی عزال سے کوئی ملاقات یا بات چیت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اسے یہ تک نہیں پتا تھا نہ عزال رحمن ہاؤس آیا بھی ہے یا نہیں۔۔۔ اس کا احساسِ ندامت گزرتے وقت کے ساتھ بڑھتا ہی جارہا تھا۔۔۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے دور چلی جائے گی۔۔۔ اس نے لندن کی ٹکٹس کنفرم

کرلی تھیں۔۔ وہ اب خود کو عزال کا سامنا کرنے کے قابل نہیں پاتی تھی۔۔۔

اور نہ ہی یہ چاہتی تھی کہ عزال ساری زندگی اس جیسی زہنی مریض کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو۔۔۔

رحمٰن صاحب نے اس کا فیصلہ سن کر بہت اعتراض کیا تھا۔۔ اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ نہیں مانی تھی۔۔۔ جس پر ناچار انہیں اس کی بات ماننی پڑی تھی۔۔۔ اس نے اپنے بابا کو اپنی قسم دی تھی کہ وہ عزال کو اس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے۔۔۔

مگر جانے سے پہلے وہ ایک بار عزال سے ضرور ملنا چاہتی تھی۔۔۔

اس دن کے بعد سے رحمٰن ہاؤس میں پہلے سے زیادہ خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔ مشائم کو شام میں ہی ملازمہ سے پتا چلا تھا کہ عزال روز رات کو رحمٰن ہاؤس آتا تھا اور صبح فجر کے ٹائم چلا جاتا تھا۔۔۔

مشائم نے سوچ لیا تھا آج رات اس کے سونے کے بعد وہ اس کے روم میں ضرور جائے گی۔۔۔

وہ اپنے طے کیے گئے مقرر وقت پر اپنے گرد شال لپٹتی شدید ٹھنڈ میں اپنے روم سے نکلی تھی۔۔۔ رات گہری ہوجانے کی وجہ سے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

مشائم کا رخ عزال کے روم کی جانب تھا۔۔۔ وہ دھیرے سے دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ اور پلٹ کر اسے آہستگی سے دروازہ لاک کرتی عزال کے بیڈ کی جانب بڑھ آئی تھی۔۔۔

جہاں وہ اتنی شدید ٹھنڈ میں بھی بنا کمبل کے سویا ہوا تھا۔۔۔

بلیک رنگ کی سلیوز لیس شرٹ پہنے وہ اندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔۔ جبکہ ایک تکیے کو بازو میں دبوچ سینے کے نیچے رکھے ہوئے تھا۔۔۔

مشائم کی ٹھنڈ اسے دیکھ کر کئی گنا بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ آگے بڑھی تھی اور عزال کے قدموں میں پڑا اس کا کمبل اٹھاتی اس کے پورے وجود پر اچھے سے اوڑھ گئی تھی۔۔

وہ دھیرے سے اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھتی اس کے گھنے بالوں سے سجے سر میں دھیرے سے ہاتھ پھیرتی اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب موڑ گئی تھی۔۔۔

"آئی لو یو۔۔۔"

مشائم اس کا ہاتھ تھام کر اس پر عقیدت اور محبت بھرے انداز میں اپنے لب رکھتی محبت سے چور لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"مجھے معاف کردیجیئے گا۔۔ میں آپ کی محبت کے قابل بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔"

مشائم نے جھک کر اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔ اس کے ہر ہر انداز سے عزال کے لیے اس کی بے پناہ دیوانگی جھلک رہی تھی۔۔۔

"میری آگے کی زندگی آپ کے نام پر ہی گزرے گی۔۔۔ اور اس پچھتاوے کے ساتھ کہ کاش میں نے آپ کے بار بار یقین دلانے پر آپ کا اعتبار کرلیا ہوتا۔۔۔ کاش میں آپ کے ساتھ اپنی باقی کی زندگی گزار سکتی۔۔۔ میں نہیں۔ جانتی آپ کے بغیر کیسے رہ پاؤں گی۔۔۔ شاید یہ جدائی برداشت نہ کر پاتے مر

جاؤں۔۔۔ مگر میں یہاں رہ کر اپنی وجہ سے آپ کو اذیت کا شکار کرکے سیلفش نہیں بننا چاہتی۔۔۔ اس لیے مجھے جانا ہو گا۔۔۔ "

مشائم بہت ہی زیادہ آہستہ آواز میں بول رہی تھی۔۔۔ جو وہ خود بھی بمشکل سن پارہی تھی۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں عزال جاگ نہ جائے۔۔۔

اس کے چہرے پر اپنے گداز لبوں کا لمس چھوڑتی اس کی مہک اپنی سانسوں میں اتارتی وہ دھندلائی آنکھوں کے ساتھ وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔

روم میں آکر اپنی ساری حد بندیاں توڑتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔ اس نے اپنی ساری پیکنگ کر لی تھی۔۔

وہ اس رات ایک پل کے لیے بھی نہیں سوئی تھی۔۔۔

اس کی ہدایت کے مطابق صبح فجر سے پہلے ڈرائیور گاڑی لیے تیار کھڑا تھا۔۔۔

وہ ایک الوداعی نگاہ رحمٰن ہاؤس پر ڈال کر گاڑی میں بیٹھتی ائیر پورٹ کے لیے نکل چکی تھی۔۔۔

اس نے سن گلاسز لگا کر اپنی بار بار بھیگتی سرخی مائل آنکھوں کو چھپا رکھا تھا۔۔۔

وہ بلیک ڈریس پر کریم کلر کا کورٹ پہنے بالوں کو کیچر میں مقید کیے دوپٹے کو سکارف کی صورت گلے میں لپیٹے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔۔

انہیں سفر کرتے دو گھنٹے ہوچکے تھے۔۔۔ جب اچانک گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔۔۔ مشائم کا سر اگلی سیٹ کی بیک سے جاٹکرایا تھا۔۔۔

"کیاہوا ڈرائیور۔۔ گاڑی کیوں روکی۔۔۔۔"

مشائم نے اپنا سر مسلتے چہرا اٹھاتے ڈرائیور سے پوچھا تھا۔۔ مگر سامنے نظر آتے منظر کو دیکھ اسے اپنے سر کا درد بھولتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

عزال خانزادہ اپنی گاڑی ان کی گاڑی کے آگے کھڑی کرتے پوری طرح سے راستہ روک چکا تھا۔۔۔ عزال کی گاڑی ہٹائے بغیر ان کی گاڑی نہیں گزر سکتی تھی۔۔۔

وہ راستہ تھوڑا سنسان تھا اس لیے وہاں باقی گاڑیوں کا رش بھی نہیں تھا۔۔۔

مشائم کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ کیا کرے۔۔۔ اس میں ہمت نہیں تھی عزال کا سامنا کرنے کی جو بڑے ہی شاہانہ انداز میں گاڑی سے ٹیک لگائے اس کی گاڑی پر نگاہیں گاڑھے کھڑا تھا۔۔۔

"ڈرائیور انہیں کہو گاڑی آگے سے ہٹائیں ہمیں دیر ہورہی ہے۔۔۔"

مشائم نے ڈرائیور کو بھیجنے کا فیصلہ کرتے احتیاطی تدابیر اختیار کی تھی۔۔۔

جب کچھ سینکڈز بعد ہی ڈرائیور اسے واپس آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

"بی بی جی وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ آکر کہیں تو وہ گاڑی ہٹا دیں گے۔۔۔"

ڈرائیور کی بات سن کر ناچار مشائم کو ہی جانا پڑا تھا۔۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہ شخص اپنی ضد کا کتنا پکا تھا۔۔۔

"میری آدھے گھنٹے میں فلائٹ ہے۔۔۔ مجھے دیر ہو رہی ہے پلیز گاڑی ہٹائیں آگے سے۔۔"

مشائم اس سے کافی فاصلے پر آن کھڑی ہوتی بنا اس کی جانب دیکھے بولی تھی۔۔۔

اس کی پلکوں کی باڑ پر آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔

جب عزال اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ مشائم کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

"ایسی کی تیسی تمہاری فلائٹ کی۔۔۔ مجھ سے دور جاکر دکھاؤ۔۔۔ تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔"

عزال اس کے قریب آتا اسے تیز نگاہوں سے گھورتا نہایت ہی سہولت کے ساتھ اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال چکا تھا۔۔۔

"یہ کیا کررہے ہیں آپ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

مشائم اس کے جارحانہ عمل پر چلا اٹھی تھی۔۔۔ اس کی دھڑکنیں پاگل ہو اٹھی تھیں۔۔۔

"اگر اپنی خیریت چاہتی ہو تو بالکل چپ چاپ بیٹھی رہو یہاں۔۔۔
اگر زرا سا بھی واویلا کیا تو مجھ سے کوئی نہیں بچا پائے گا
تمہیں۔۔۔"

عزال اس کا سیٹ بیلٹ باندھتا پوری طرح اس پر جھکا ہوا
تھا۔۔۔ اس کے وجود کی مہک اور گرم سانسوں کا لمس مشائم کو
اپنے حصار میں جکڑ گیا تھا۔۔

وہ ہلنے کے قابل رہی بھی نہیں تھی۔۔۔

اس نے آج صبح اپنے پرودگار سے صرف یہی دعا مانگی تھی کہ
اس کی زندگی کی اذیتوں کو ختم کرکے اسے اس کا سکون اور وہ
خوشیاں بخش دے جو ہمیشہ سے اس سے روٹھی رہی تھیں۔۔۔

اس وقت عزال کو اپنے سامنے دیکھ اسے محسوس ہورہا تھا کہ جیسے اس کی دعا سن لی گئی ہو۔۔۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔؟؟"

عزال اسے لیکر سیدھا ہاسپٹل آیا تھا۔۔۔

"تمہارادماغ ٹھیک کروانے۔۔۔۔"

عزال اسے گاڑی سے نکالتا اس کا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جہاں ڈاکٹر سے وہ پہلے ہی اپائنٹمنٹ لے چکا تھا۔۔ یہ وہ ڈاکٹر تھی جس وہ خفیہ طریقے سے مشائم کا علاج کروا رہا تھا۔۔ کیونکہ اس سے پہلے رحمن صاحب مشائم کو جس ڈاکٹر کے پاس بھی لے

کر گئے تھے۔۔۔ ان سب کو نیلم بیگم نے بھاری رقم دے کر ان

سے وہی بلوایا تھا جو وہ چاہتی تھیں۔۔۔ اور جس نے انکار کیا تھا

اس سے یہ کام بلیک میل کرکے کروایا تھا۔۔۔

مشائم کو پتا بھی نہیں تھا کہ اس کا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا۔۔۔ اسے

ملازمین کے تھرو جو دوائیاں مل رہی تھیں وہ عزال کررہا تھا۔۔

"یہ آپ کی رپورٹس مسز خانزادہ۔۔۔ آپ نے 90 پرسنٹ ریکور

کرلیا ہے۔۔۔ باقی کا ٹن پرسنٹ بھی جلد ہی ہوجائے گا۔۔۔ اب

آپ بھی عام انسانوں کی طرح نارمل بی ہیو کریں گی۔۔۔ آپ کو

بہت زیادہ ہیوی میڈیسنز دی گئی تھیں۔۔۔ اور کچھ سنگین

حادثات نے آپ کے دماغ پر گہرا اثر ڈالا تھا۔۔۔ مگر اب

باقاعدگی سے کیے جانے والے ٹریٹمنٹ کے بعد آپ بالکل ٹھیک ہوچکی ہیں۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات سن کر مشائم نے بے یقینی کے ساتھ رپورٹس کھول کر دیکھی تھیں۔۔۔ جو اسی کی تھیں اور پورے ثبوت کے ساتھ اس کے سامنے وہی سچائی بیان کررہی تھیں۔۔۔ جو ڈاکٹر نے اسے کہی تھی۔۔

اس نے خوشی سے نہال ہوتے عزال کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اس کی جانب بالکل بھی متوجہ نہیں تھا۔۔۔ موبائل استعمال کرتا وہ اسے صاف اگنور کرنے کے موڈ میں تھا۔۔۔

"باہر آجاؤ میں گاڑی میں انتظار کررہا ہوں تمہارا۔۔۔"

عزال اسے تنبیہی نگاہوں سے گاڑی میں آنے کی ہدایت کرتا

وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

"لگتا ہے آپ کے ہزبینڈ ناراض ہیں آپ سے۔۔۔"

ڈاکٹر کو یہ بیوٹیفل سا کپل بہت پسند آیا تھا۔۔۔ نازک سی لڑکی

اور تھوڑا سخت مزاج سا عزال خانزادہ۔۔۔

مگر یہ بات صرف دیکھنے والوں کو ہی محسوس ہوتی تھی۔۔۔ اس

نازک سی لڑکی کے اصل روپ سے اس کا بچارا شوہر ہی واقف

تھا۔۔۔ جو سخت مزاج تو تھا مگر اس کی اپنی بیوی کے سامنے ایک

نہیں چلتی تھی۔۔۔

"جی۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر مشائم نے بیچارگی سے جواب دیا تھا۔۔ وہ کیا بتاتی اب کہ وہ جو کارنامے کر چکی تھی۔۔۔ اس کے بعد تو یہ ری ایکشن بہت کم تھا۔۔۔

"تو منا لیں انہیں۔۔۔ بہت محبت کرتے ہیں آپ سے۔۔۔ زیادہ دیر ناراض نہیں رہ پائیں گے آپ سے۔۔۔ آج کل کے دور میں اتنی محبت کرنے والا انسان قسمت والوں کو ملتا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر مشائم کی ندامت میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا۔۔۔ وہ ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

آج تک وہ کبھی کسی بات سے اتنا نہیں ڈری تھی جتنا اس وقت اسے عزال سے معافی مانگنے اور اسے منانے میں ڈر لگ رہا تھا۔۔ مگر اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا۔۔۔

آخر کو یہ شخص اتنا حق تو رکھتا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل واپس خانزادہ مینشن میں آ تو گئی تھی مگر اس کی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔ اس نے اپنی دادی کا بدلہ تو پورا کر دیا تھا۔۔۔ مگر اپنی باقی کی ساری زندگی داؤ پر لگا دی تھی۔۔۔

وہ جب سے آئی تھی پانی کے سوا اس نے کوئی شے بھی حلق سے نیچے نہیں اتاری تھی۔۔۔

اس کی حالت دیکھ سب ہی بہت پریشان تھے۔۔ مگر کسی کو بھی سارے معاملے کی خبر نہیں تھی۔۔۔ نیمل کی حالت ایسی تھی نہیں کہ اس سے کچھ پوچھا جائے۔۔ اور سکینہ بیگم تو اپنی پوتی کی حالت دیکھ کر ہی گم صُم سی ہوگئی تھیں۔۔۔

جب عاطف نے سب کو اصل سچائی سے آگاہ کرتے۔۔۔ان سب کے سروں پر بم پھوڑا تھا۔۔۔

یہ سب جان کر یوسف خانزادہ اپنی ماں سے شدید ناراض ہوئے تھے۔۔ جنہوں نے اپنے فضول سے بدلے کی خاطر ان کی بیٹی کی زندگی برباد کردی تھی۔۔۔

نیمل نے کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا۔۔۔ مگر وہ کسی سے ملنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔ اپنے آپ کو اس نے بیڈ روم میں بند کر رکھا تھا۔۔۔

سکینہ بیگم کو سب گھر والوں کے رویے نے شدت سے احساس دلایا تھا کہ اپنے بے جا کے انتقام کے پیچھے انہوں نے اپنی پوتی کی زندگی تقریباً برباد کرکے رکھ دی تھی۔۔۔

انہیں اندازہ نہیں تھا کہ نیمل سعدان سے اس قدر محبت کرتی ہوگی۔۔۔ انہیں اپنی اس خود غرضی پر بہت افسوس ہوا تھا۔۔۔

انہوں نے سوچ لیا تھا کہ جو بگاڑ انہوں نے سب کی زندگیوں میں پیدا کیا تھا اسے سدھاریں گی بھی وہ خود ہی۔۔۔

سکینہ بیگم نے سعدان شاہ کو فون کرکے اپنے تمام گناہوں اور سازشوں کا اقرار کرتے اس سے معافی مانگی تھی۔۔۔ اور ساتھ یہ بھی واضح کیا تھا کہ نیمل کو وہ یہاں پر بلیک میل کرکے لائی ہیں۔۔۔ اور نیمل بہت اچھی لڑکی ہے۔۔ انہوں نے بچپن سے لے کر اب تک اس کے دماغ میں جتنا بھی زہر بھرا ہے اس کی وجہ سے نیمل نے یہ سب کیا۔۔۔

"میری پوتی آپ سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔ آپ سے دور رہنا زیادہ وقت برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔ پلیز مجھے معاف کردیں اور میری پوتی کو یہاں سے لے جائیں۔۔۔ میں نے آج تک آپ کی اعلیٰ ظرفی کے بہت قصے سنے ہیں۔۔۔ میں جانتی ہوں مجھے معافی کرنا آپ کے لیے اتنا آسان نہیں ہو گا۔۔۔ مگر میری پوتی کو معاف کردیں۔۔۔ وہ بے قصور ہے۔۔۔ اس نے صرف وہی کیا جو میں نے اسے کرنے کو کہا تھا۔۔۔"

سکینہ بیگم نے آج اپنی انا اور دشمنی کی دیوار گراتے خود شاہ حویلی والوں کی جانب پہل کی تھی۔۔۔

ان کے الفاظ سن کر سعدان شاہ مسکرا دیا تھا۔۔۔ صرف اپنے لیے نیمل خانزادہ کی دیوانگی جان کر۔۔۔

وہ خود بھی کہاں اس لڑکی سے دور رہ پا رہا تھا۔۔۔ وہ اسے چھوڑنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں رکھتا تھا۔۔۔ وہ بس یہ چاہتا تھا کہ نیمل اس کے پاس آئے تو باقی ہر سوچ اور پریشانی کو اپنے دماغ سے جھٹک کر۔۔۔۔ صرف اس کی بن کر اس کے پاس آئے۔۔۔ جو اس نے سوچا تھا سب کچھ ویسا ہی ہوا تھا۔۔ سکینہ بیگم کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تھا یہی کافی تھا اس کے لیے۔۔۔

سعدان خود نہیں گیا تھا مگر اپنے سب گھر والوں کو بھیج کر اس نے نیمل خانزادہ کو واپس بلوا لیا تھا۔۔۔

نیمل کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ مگر اپنی دادی کی جانب سے ہوئی اس کایا پلٹ نے اس کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔

اسے شاہ محل واپس لے جایا جارہا تھا وہ بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔ مگر ایک بات اس کے دل کو بہت بری طرح چبھی تھی کہ سعدان شاہ اسے لینے نہیں آیا تھا۔۔۔

جس بات کا بدلہ لینے کا ارادہ وہ رکھتی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رحمن صاحب اور خانزادہ مینشن والوں کی مشاورت کے ساتھ عزال خانزادہ مشائم رحمن کو رخصت کروا کر خانزادہ مینشن لے آیا تھا۔ شادی کا فنکشن بہت اعلیٰ پیمانے پر ارینج کیا گیا تھا۔۔۔

رحمٰن صاحب کی اکلوتی بیٹی کی شادی تھی تو دوسری جانب خانزادہ مینشن کے سب سے لاڈلے بیٹے کی۔۔۔

جسے سب نے بہت زیادہ انجوائے کیا تھا۔۔۔ سب سے زیادہ تو اس شادی کو عزال خانزادہ نے انجوائے کیا تھا۔۔۔ اس کی خوشی اس کے ہنستے مسکراتے چہرے سے چھلک رہی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔۔۔ وہ بہت زیادہ خوش تھا۔۔۔ اور اپنی ہی شادی میں سب کے ساتھ مل کر بھنگڑے بھی ڈالے تھے۔۔۔

مگر وہیں دوسری جانب مشائم رحمٰن اندر کی اندر اس سے اچھی خاصی سہمی ہوئی تھی۔۔۔ آنے والے وقت کا سوچتے اس کی دھڑکنیں نارمل ہی نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

عزال کے خیال سے ہتھیلیاں پسینے سے نہا جاتی تھیں۔۔۔۔

اپنی شادی کو اس نے انجوائے تو بہت کیا تھا مگر اس کی زرد پڑی رنگت کو دیکھ عزال کی سب کزنز نے اس کا بہت زیادہ ریکارڈ بھی لگایا تھا۔۔۔

اب تک جو کارنامے سر انجام دیتی آئی تھی۔۔۔ آج اسے سب کا بھگتان بھگتنا تھا۔۔۔

مشائم عزال خانزادہ کے نام کی دلہن بنی اس کی سیج سجائے بیٹھی تھی۔۔۔ جب اس کی سماعتوں میں دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

مشائم کی دھڑکنیں مزید تیز رفتاری سے چلنے لگی تھیں۔۔۔

مگر یہ کیا۔۔۔

اگلے ہی لمحے مشائم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔ جب عزال اس کے پاس آنے کے بجائے اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا سیگریٹ اور لائٹر اٹھاتا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

مشائم نے اپنا گھونگھٹ اٹھاتے گھور کر ٹیرس کے ہلتے پردوں کو دیکھا تھا۔۔۔

"اف میرے خدا۔۔ اب یہ شخص ایسے نخرے دکھائے گا مجھے۔۔۔"

مشائم کی گھبراہٹ کئی گنا بڑھ چکی تھی۔۔۔

وہ اپنا لہنگا سنبھالتی بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ اس کے ہلنے کی وجہ سے اس کے چوڑیوں اور پائل کی کھنکھن نے ماحول میں خوبصورت سا ارتعاش پیدا کیا تھا۔۔۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ٹیرس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ جہاں وہ دوسری جانب رخ کیے سیگریٹ پینے میں مصروف تھا۔۔۔

قریب آتی کھنکھناہٹ ، پھولوں اور مہندی کی دل کو لبھاتی مہک نے عزرال خانزادہ کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔ دل اس کی جانب ہمک رہا تھا۔ مگر آج وہ اس لڑکی کے دل میں اپنی اہمیت جاننے کا خواہاں خود کو پتھر بنائے وہیں کھڑا رہا تھا۔۔۔

مشائم کچھ دیر خاموش کھڑی اس کی چوڑی پشت کو گھورتی رہی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی جس غلطی کی معافی مانگے۔۔۔

اسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ دل توڑنا کتنا آسان ہوتا تھا مگر اسی کی تلافی کرنا اس سے کئی گنا مشکل تھا۔۔۔

"پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں نے آپ کو بہت زیادہ ہرٹ کیا ہے۔۔۔ پلیز اسے ایک پاگل انسان کی نادانی سمجھ کر معاف کر دیں۔۔۔ میں اب کبھی آپ کو ہرٹ نہیں کروں گی۔۔۔ اور آپ کی ہر بات بھی مانوں گی۔۔۔"

مشائم اس سے معافی مانگتی اسے راضی کرنے کی کوشش کرتی کچھ بھی بولے جا رہی تھی۔۔۔

دوسری جانب رخ کیے کھڑے عزال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیری تھی۔۔۔

یہ لڑکی واقعی پاگل تھی۔۔۔

"مگر میں نے تمہیں پہلے کی بتایا تھا کہ اگر تم نے ایسی کوئی بھی احمقانہ حرکت کی تو تم میرا پاگل پن دیکھو گی۔۔۔ آج تک تم دکھاتی آئی ہو مگر آج تم دیکھو گی میرا پاگل پن۔۔۔۔"

عزال اس کی جانب پلٹتا اس کے دلکش روپ کو بے باک نگاہوں سے گھورتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔۔؟؟"

مشائم اس کے تیور دیکھ ہکلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

"سارے مطلب سمجھ آجائیں گے آج۔۔۔"

عزال اس کی جانب پیش قدمی کرتے اس کے خوف سے کانپتے نازک وجود کو دیکھتا بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ پوشیدہ رکھے ہوئے تھا۔۔۔

مشائم دیوار کے ساتھ لگی کھڑی اس کو اپنے نہایت قریب آتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

"میں سوری بول تو رہی ہوں۔۔۔"

مشائم نے کمزور لہجے میں احتجاج کیا تھا۔۔۔

"مگر مجھے یہ روکھی پھیکی سوری منظور نہیں ہے۔۔۔ میں اپنے طریقے سے وصول کرلوں گا۔۔۔"

اس کی دونوں کلائیوں کو اپنے مضبوط ہاتھ کے شکنجے میں جکڑتا وہ

دیوار کے ساتھ لگا چکا تھا۔۔

مشائم بنا کوئی مزاحمت کیے ساکت کھڑی رہی تھی۔۔ مگر اس کی

تیز تیز چلتی سانسیں عزال خانزادہ کے اعصاب کو بوجھل کررہی

تھیں۔۔۔

اس نے جھک کر مشائم کی نتھ کھول دی تھی جو بار بار اس کے

ہونٹوں سے ٹکراتی عزال کو ڈسٹرب کررہی تھی۔۔۔

مشائم کے لال لپسٹک سے سجے رس بھرے ہونٹ عزال کا ضبط

بری طرح آزما رہے تھے۔۔۔

"اب دوبارہ کبھی مجھے چھوڑ کر جانے کا سوچو گی۔۔۔"

عزال کا چہرا اس کے اتنے قریب تھا کہ عزال کے بولنے پر

اس کے لب مشائم کے لبوں سے ٹچ ہونے لگے تھے۔۔۔

مشائم کی حالت مزید غیر ہوئی تھی۔۔۔

"نہیں کبھی بھی نہیں۔۔۔۔"

اس لمحے اس کا جواب دینا ضروری تھا۔۔۔ بہت مشکل سے اس

نے جواب دیا تھا۔۔۔ عزال کے ہونٹوں سے ٹچ ہوتے ہونٹ

اس کے پورے وجود میں سنسنی سے دوڑا گئے تھے۔۔۔

"الٹی سیدھی باتیں دماغ میں لاکر مجھ سے بدگمان ہوگی۔۔۔"

عزال نے اس کے کانوں کی لوح کو ہونٹوں میں دباتے مشائم

کی سانسیں روک دی تھیں۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

وہ صرف اتنا ہی بول پائی تھی۔۔۔ عزال کی گستاخیاں اس کی جان نکال رہی تھیں۔۔

"اوران سب زخموں کا کیا کروں گا میں۔۔۔۔"

عزال نے اس کا دھیان اپنی گردن، ماتھے اور کندھے کے نشانات کی جانب دلوایا تھا۔۔۔ جو اس کی گرفت میں لرزتی کانپتی جنگلی بلی کی مہربانیاں تھیں۔۔۔

مشائم وہ سب نشانات دیکھ ایک پل کے لیے شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کے ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔

"یہ میری محبت کی نشانیاں ہیں۔۔۔ انہیں سنبھال کر رکھیئے گا۔۔۔"

وہ ڈھیٹائی سے بولتی اب بالکل بھی شرمندہ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ عزال کو وہ یوں شرارت بھرے انداز میں مسکراتی بہت پیاری لگی تھی۔۔۔

"اور اگر ایسی محبت بھری نشانیاں دینے کا ارادہ میرا بھی ہو تو اس کے بارے میں کیا خیالات ہیں آپ کے۔۔۔"

عزال اسکے دوپٹے کو سائیڈ پر کرتا اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

مشائم چلائی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اس کے اس جنونی لمس کو پہلے بھی سہہ چکی تھی۔۔۔ مگر آج اس کی سنتی کس نے تھیں بھلا۔۔۔

عزال اس کی شہہ رگ پر اپنی محبت کا نشان چھوڑتا مشائم کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھا گیا تھا۔۔۔

مشائم کا لرزتا کانپتا وجود اس کے مضبوط حصار میں قید تھا۔۔۔

"میں نے کہا تھا آج میں اپنی ایک ایک تڑپ اور تمہاری ایک ایک گستاخی کا بدلہ سود سمیت وصول کروں گا۔۔۔ تیار ہو جاؤ میری باربی ڈول آج تمہیں پوری طرح سے اپنی محبت کا ثبوت

دوں گا۔۔۔ اور یہ بھی بتاؤں گا کہ تم میری زندگی کے لیے کتنی اہم ہو۔۔ تمہیں ٹوٹ کر چاہا ہے میں نے۔۔۔ آج اسی چاہت کو امر کر دوں گا۔۔۔"

عزال اس کے نازک وجود کو بانہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ اس کی شدت بھری گستاخیاں برداشت کرتی مشائم اس کی محبت بھری سرگوشیوں پر شرم سے لال ہوتی اس کے چوڑے وجود میں پناہ ڈھونڈتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔۔

عزال اس کی اس خود سپردگی پر نہال ہوتا اسے پوری طرح اپنے اندر سمیٹ گیا تھا۔۔

مشائم نے اپنی اب تک کی زندگی بہت اذیت اور تکلیف میں گزاری تھی۔۔ مگر اس کے پرودگار نے عزال خانزادہ کو اس

کی زندگی میں بھیج کر اس کی تمام تکلیفوں کا ازالہ کر دیا تھا۔۔۔

جو لڑکی کسی وقت میں اپنے آپ کو ختم کر دینا چاہتی تھی۔۔۔ وہ

اب اپنے محبوب ترین انسان کی سنگت میں سو سال سے بھی

زیادہ جینے کی خواہشمند تھی۔۔۔

اس کی کانٹوں بھری زندگی کی کہانی پھولوں اور خوشبوؤں بھرے

نہایت ہی خوبصورت سفر پر جا نکلی تھی۔۔۔ جس کے لیے وہ

اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتی وہ کم تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیمل شاہ محل واپس آچکی تھی۔۔۔ مگر اس نے سعدان کے

کمرے میں قدم بھی نہیں رکھا تھا۔۔۔

اس نے ابھی تک کوثر بیگم کے کمرے میں ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔۔۔

آج ان دونوں کا ریسیپشن تھا۔۔۔ جس میں خانزادہ مینشن کے تمام افراد سمیت سب نے ہی شرکت کی تھی۔۔۔ وہاں کے رواج کے مطابق مرد اور خواتین کا فنکشن الگ الگ تھا۔۔۔

جس کی وجہ سے سعدان صرف ایک بار اس طرف آیا تھا۔۔۔ مگر تب بھی وہ دلہنوں کی طرح سجی نیمل کو نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔کیونکہ نیمل نے خود کو بڑے سے گھونگھٹ میں چھپا رکھا تھا۔۔۔

یہ لڑکی غلطی پر ہونے کے باوجود اسے نخرے دکھا رہی تھی۔۔۔ مگر آج سعدان شاہ سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

نیمل کو سٹیج سے سعدان کے کمرے میں لے جایا جانا تھا مگر نیمل کوثر بیگم سے ضد کرکے واپس انہیں کے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔ ہر بار وہ ہی کیوں جائے اس شخص کے پاس چل کر۔۔۔ اب اس کے آنے کی باری تھی۔۔۔

نیمل کی طبیعت ابھی بھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔۔۔ مسلسل بیٹھنے کی وجہ سے وہ تھک گئی تھی۔۔۔ اسے کچھ دیر ہی ہوئی تھی صوفے پر آن بیٹھے جب ایک زور دار دھماکے کے ساتھ دروازہ کھولتے سعدان شاہ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

نیمل نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کے خطرناک تیور دیکھے تھے۔۔۔ وہ بنا ایک لفظ بھی ادا کیے نیمل کو بانہوں میں اٹھاتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ اس وقت بھی اپنے اوپر گھونگھٹ ڈالے اس بڑے سے

عروسی دوپٹے میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔ سعدان اس کا دلفریب

روپ دیکھنے میں ابھی بھی ناکام رہا تھا۔۔۔

روم میں آتے ہی اندر کا منظر دیکھ نیمل کی آنکھوں میں ستائش

پھیل گئی تھی۔۔۔ پورا کمرہ نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا

تھا۔۔۔ ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔۔۔

"مجھے نیچے اتاریں پلیز۔۔۔۔"

نیمل سعدان کی جانب دیکھنے سے بالکل اجتناب برتتے نروٹھے

لہجے میں بولی تھی۔۔۔

سعدان نے خاموشی کے ساتھ اسے نیچے اتار دیا تھا۔۔۔ نیمل جیسے ہی اس کے پاس سے جانے لگی سعدان شاہ نے اس کا دوپٹہ اپنی مٹھی میں قید کرتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

ایک ہی سیکنڈ کے اندر نیمل کا نازک وجود اس بڑے سے دوپٹے کی قید سے آزاد ہوتا سعدان کی نگاہوں کے سامنے آچکا تھا۔۔

یہ دوپٹہ اس کی راہ میں کافی رکاوٹ بنا ہوا تھا۔۔۔

"چھوڑکر آپ گئی تھیں مجھے ناراض ہونے کا حق صرف میرے پاس ہے۔۔۔"

سعدان شاہ چلتا ہوا جیسے ہی اس کے مقابل پہنچا۔۔۔ اس نے نیمل کی کلائی تھام کر اپنی جانب موڑا تھا۔۔۔

سلور کلر کے عروسی لباس میں فل زیورات سے سجی سنوری وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔۔ اس کے وجود کی رعنائیاں سعدان شاہ کے دل پر بجلیاں گراتیں اس کے ہوش اڑا چکی تھیں۔۔۔

نیمل اس کے یوں بے خود ہو کر دیکھنے پر پزل ہوئی تھی۔۔۔

اس کے گالوں پر سرخیاں سی پھیل گئی تھیں۔۔

"آپ نے کونسا روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ یا آپ کو میرے جانے سے زرا بھی فرق پڑا تھا۔۔۔"

نیمل نے شکوہ کناں انداز میں بولتے اس کا طلسم توڑا تھا۔۔ وہ اس سے دور جانے لگی تھی۔۔۔جب سعدان اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے قریب تر کھینچ چکا تھا۔۔

"شاہ محل سے لے کر خانزادہ مینشن تک ایک ایک فرد جانتا ہے کہ نیمل خانزادہ کے دور جانے سے سعدان شاہ کو کتنا فرق پڑا ہے۔۔۔ ایک آپ ہی نہیں جانتی بیگم صاحبہ۔۔۔ یا جان کر بھی انجان بننے کی کوشش کررہی ہیں۔۔۔"

سعدان نے دھیرے سے اس کے بالوں سے پنز نکالتے اسے بھاری دوپٹے کے بوجھ سے آزاد کیا تھا۔۔ جس کے بعد اس کے نازک اور دلفریب وجود کی رعنائیاں مزید نکھر کر سعدان شاہ کے سامنے آتیں اسے بہکا رہی تھیں۔۔۔

"تو پھر آپ نے مجھے روکا کیوں نہیں۔۔۔"

اسے کے سینے سے لگی وہ اپنے لیے سعدان شاہ کی وہی محبت اور چاہت دیکھنے کی خواہشمند تھی۔۔۔ جسے شدت سے اس نے اس شخص کو چاہا تھا۔۔۔

"میں چاہتا تو بہت آرام سے روک سکتا تھا۔۔۔ مگر میں آپ سے آپ کا کوئی بھی رشتہ چھنتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ میں آپ کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر اذیت نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ اس لیے میں نے اس لمحے وہ فیصلہ کیا تھا۔۔۔ اور میرا آپ کو ایک ہفتے سے زیادہ خود سے دور رکھنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔ مگر میرا پلان کام کر گیا اور آپ کی دادی جان کو خود ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ ورنہ دو دن بعد آپ کی دادی جان کو ان

کی غلطی کا احساس کروانے اور اپنی بیوی کو خانزادہ مینشن سے لینے آنے ہی والا تھا میں۔۔۔۔ "

سعدان کی بات پر نیمل نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ یہ شخص صرف اسے ہی نہیں چاہتا تھا بلکہ اس کی خوشی اور سکون کی بھی فکر تھی اسے۔۔۔

کیا اس سے زیادہ محبت کرنے والا پیارا انسان اسے کہیں مل سکتا تھا بھلا۔۔۔

"مگر میں پھر بھی آپ سے ناراض ہوں۔۔۔ آپ کو مجھے منانا پڑے گا۔۔۔ میں اتنی آسانی سے نہیں مانتی۔۔۔ آپ مجھے لینے بھی نہیں آئے تھے۔۔۔۔"

نیمل خفگی سے بولتی اس کی جانب سے رخ موڑتے پلٹی تھی۔۔۔

مگر اگلے ہی قدم پر اسے رکنا پڑا تھا۔۔ کیونکہ اس کی میکسی کی

کمر پر بندھی ڈوریاں سعدان شاہ کے ہاتھ میں آچکی تھیں۔۔۔۔

سعدان نے انہیں پر اپنی گرفت مضبوط کرتے اسے اپنی جانب

کھینچ لیا تھا۔۔۔ نیمل کی کمر سعدان کے سینے سے آن ٹکرائی

تھی۔۔۔

"میں منا لوں گا۔۔۔"

سعدان نے اس کی گردن سے بھاری ہار اتارتے اس پر اپنے

لبوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتے نیمل کی سانسیں منتشر کردی

تھیں۔۔۔

سعدان کی گرفت ابھی بھی اس کی ڈوریوں پر تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

وہ گہری ہوتی سانسوں کے ساتھ اس کے ساتھ لگی کھڑی تھی ۔۔

وہ اس کے بالوں کو ہر قید سے آزاد کرتا اپنے گرد بکھیر گیا تھا۔۔

ان کی دلفریب مہک سعدان کے حواسوں کو جکڑ گئی تھی۔۔

"میں مان چکی ہوں شاہ سائیں۔۔۔"

نیمل نے اس کی بڑھتی جسارتوں پر گھبرا کر کہا تھا۔۔۔

جس پر سعدان اپنے ہونٹوں پر ابھر آئی دلفریب مسکراہٹ نہیں روک تھا۔۔

"یہ تو اور بھی زیادہ اچھی بات ہے۔۔۔ شاہ سائیں کی جاناں۔۔۔"

سعدان اس کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتا اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔ اور اتنے خوبصورت طرزِ تخاطب پر ان نازک پنکھڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا چلا گیا تھا۔۔۔

نیمل اس کے اس عمل پر جی جان سے کانپ اٹھی تھی۔۔

مگر آج اس نے ان لمحوں سے بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ اب وہ انہیں بانہوں میں قید ہوکر رہنا چاہتی تھی۔۔۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"

سعدان کے خطرناک تیور نیمل کو خوفزدہ کر رہے تھے۔۔ وہ اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔ جب نیمل ہولے سے منمنائی تھی۔۔

"آپ کا یہ ڈرا سہا روپ مجھے مزید بہکا رہا ہے۔۔ آپ جانتی ہیں آج آپ کی بچت نہیں ہونے والی۔۔ تو یہ یہ بے جا کی حد بندیاں قائم کرنے کی کوشش مت کریں۔۔ "

سعدان نے جیسے ہی اسے بیڈ پر لٹایا۔ نیمل دور کھسکتی دونوں کے درمیان تکیہ رکھ گئی تھی۔۔ جسے اٹھا کر دور اچھالتے سعدان اسے واپس اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

اس کے جارحانہ انداز پر نیمل کھکھلا کر رہ گئی تھی۔۔ وہ واقعی آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اور نہ ہی نیمل ایسا کچھ چاہتی تھی۔۔۔

"آپ کی نفرت سے محبت کرنے لگا تھا میں۔۔۔ اور آج آخر کار اس نفرت کو محبت میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوچکا ہوں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جس لڑکی نے نفرت اتنی ایمانداری سے نبھائی ہے وہ محبت کتنی شدت سے نبھائے گی۔۔۔۔"

سعدان ایک ایک کرکے اس کی ساری جیولری اتارتا اسے ہر بوجھ سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کرتا جھکا تھا اور نیمل ہی گردن کی بیوٹی بون پر اپنے لبوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتا نیمل کو جی جان سے لرزا گیا تھا۔۔۔

اس کی شدت پر نیمل نے بے ساختہ اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

وہ اپنی جنونیت کی داستان رقم کرتا۔۔۔ باری باری اس کی بند آنکھوں پر لب رکھتا اس کے لرزتے کپکپاتے ہونٹوں کو چھو گیا تھا۔۔۔

"میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ میں اب ایک پل بھی آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔ بہت کم وقت میں آپ میرے دل کو سب سے زیادہ عزیز ہوگئے ہیں۔۔۔۔"

نیمل اس کی گردن میں بازو حمائل کرتی اس کے کان میں سرگوشی کرتے بولی تھی۔۔۔

"مجھے عاطف نے بتا دیا ہے کہ مجھے یونیورسٹی سے نکلوانے والے آپ تھے۔۔۔"

نیمل نے اس سے دور ہوتے وہ بات کہہ ہی دی تھی جو اسے کب سے کھٹک رہی تھی۔۔۔

سعدان اس کی بات پر اپنا جاندار قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"اگر نہ نکلواتا تو آج آپ میرے پاس کیسے ہوتیں۔۔۔ میری جان میں بہت اچھے سے سمجھ رہا ہوں جو کام آپ کرنا چاہ رہی ہیں۔۔۔ مگر آج کسی بھی قیمت پر آپ کی بچت نہیں ہوپائے گی۔۔۔"

سعدان اس کی چالاکی سمجھتے اسے مصنوعی دھمکی سے نوازتا اپنے اوپر گرا چکا تھا۔۔ جبکہ نیمل اس کے انداز پر کھکھلا اٹھی تھی۔۔ جس پر سعدان شاہ مبہوت سا ہوتا ان کھکھلاہٹ کو اپنی سانسوں میں اتارتا نیمل کو پوری طرح سے اپنے اندر گم کرگیا تھا۔۔

اس کی محبت بھری وارفتگیاں سہتی نیمل آسودگی بھرے انداز میں اس کے سینے پر سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

ان دونوں نے نفرت کی جنگ میں محبت کو جیت کر اپنے نام لگوا لیا تھا۔۔ اور اب ایک دوسرے کی سنگت میں اس محبت کو ہمیشہ آباد رکھنے کے عزم کے ساتھ وہ دونوں ایک دوسرے کی ہر خطا معاف کرچکے تھے۔۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔